احکامِ نکاح

www.KitaboSunnat.com

مؤلف

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز حفظہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ

تم میں جو لوگ مجرد ہوں اور تمہارے لونڈی غلاموں میں جو صالح ہوں ان کے نکاح کردو

(النور ۳۲)

احکامِ نکاح

مؤلف

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز حفظہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب و سنت
کی
نشر و اشاعت
کے لیے
کوشاں

اس کتاب کے
جملہ حقوق اشاعت محفوظ ہیں

اشاعت ——— 2005
اہتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن، لاہور
نمبر........22525

مکتبہ قدوسیہ
قدوسیہ اسلامک پریس
رحمان مارکیٹ ⊙ غزنی سٹریٹ ⊙ اردو بازار ⊙ لاہور پاکستان
Ph:042-7230585-7351124
Email: qadusia@brain.net.pk
www.quddusia.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ
تمہید	۶
نکاح کے لغوی معنی	۱۰
نکاح کی ضرورت واہمیت	۱۱
بیوی کا ہونا اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے:	۱۱
ازدواجی زندگی کا مقصد	۱۳
فطری داعیات (خواہشات) کا دائرۂ عمل	۱۴
جنسی داعیہ کے تعلق سے انسان کا موقف	۱۵
اسلام میں رہبانیت نہیں ہے	۱۶
نکاح اور تحفظ عصمت وعفت	۱۹
نکاح کا حکم	۲۰
نکاح واجب ہے یا سنت	۲۱
ترغیب نکاح کے ساتھ وعدۂ غناء	۲۴
حالت فقر میں اجازتِ نکاح	۲۵
نکاح اور افزائش نسل	۲۶
نکاح اور پاکدامنی	۲۷
نکاح رسولوں کی سنت ہے	۲۸
دینداری کی بنا پر عورت کا انتخاب	۲۹
محض دولت پرستی	۲۹
حسب ونسب کی بنا پر انتخاب	۳۰
حسن پرستی	۳۱
معیار دینداری اور ذاتی صلاحیت ہو	۳۲
دین اور حسن کا اجتماع	۳۳
خوبصورتی کا معیار	۳۳
دینداروں کو ترجیح دینے کے چند واقعات	۳۳
جس عورت کو نکاح کا پیغام دینا ہو اس پر نظر ڈالنا	۳۴
پیغام دینے کی حرام صورتیں	۳۷
نکاح کے لیے ولی کی شرط	۳۸
عورت کے نکاح کے لیے اس کے ولی کی رضامندی ضروری ہے	۳۹
نکاح کے لیے اعلان	۴۳
نکاح کے لیے شہادت ضروری	۴۳
شرائط نکاح	۴۴
مقام نکاح	۴۴
لڑکی کے گھر برات لیجانا	۴۵
نکاح کے لیے بلاوا	۴۶
ولی کو لڑکی سے اجازت لینے کا طریقہ	۴۶
وکیل کے ذریعے اجازت لینا	۴۷
قبول کرنے کا طریقہ	۴۷
خطبۂ نکاح	۴۷
خطبہ کے بغیر نکاح بے برکت ہوتا ہے	۵۰
نکاح کے بعد مبارکباد اور دعا	۵۱
کفوؤ وولایت	۵۳
نسب میں کفو دیکھنے کا طریقہ	۵۵
صداقِ مہر	۵۵
مہر کی تعریف	۵۶
مہر حیثیت سے زیادہ نہ ہونا چاہئے	۵۶
مہر مثل	۵۷
مہر کی مقدار	۵۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین	صفحہ
مہر کا غیر مال ہونا	۵۹
ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ کا مہر	۶۵
مہر ادا کرنے کی تاکید	۶۸
شادی بیاہ کی رسوم و بدعات	۶۹
منگنی کیا ہے؟	۶۹
منگنی کے بعد لڑکے اور لڑکی کی ملاقاتیں	۷۰
مائیوں بٹھانے کی رسم	۷۱
تیل مہندی کی رسم	۷۱
سہرہ بندی کی رسم	۷۲
دلہے کو ہار پہنانا	۷۲
دلہا یا دلہن کو سلامیاں دینا	۷۳
دف بجانا	۷۳
مہندی لگانا	۷۳
گھروں میں چراغاں کرنا	۷۳
بینڈ باجے والے ساتھ لے جانا	۷۳
دلہا کو گھوڑی چڑھانا یا گاڑی سجانا	۷۴
آتش بازی کرنا	۷۴
بھانڈوں' گویوں اور کنجروں کا ناچ گانا	۷۴
شادی پر پیسے لوٹانا	۷۵
بوقت نکاح دلہا اور دلہن کو کلمے پڑھانا	۷۵
لڑکے والوں کا دلہن کے ہاں ''بد'' لے کر جانا	۷۵
دلہا والوں کا ''وری'' لے کر جانا	۷۶
نکاح کے بعد چھوہارے تقسیم کرنا	۷۶
نیوتہ بازی (نیوندرا)	۷۶
دلہا کے ساتھ غیر اخلاقی حرکتیں	۷۸
سربالہ	۷۸
میک اپ کرنا	۷۸
قرآن مجید کے سائے تلے رخصت کرنا	۸۰
دروازے کی چوکھٹوں پر تیل	۸۰
دلہا اور دلہن کو کنگنا (گانی) باندھنا	۸۰
منہ دکھائی کی رسم	۸۰
گود بٹھائی کی رسم	۸۱
شادی کارڈز	۸۱
رات میں شادی کی تقریبات کا انعقاد	۸۳
جہیز' ایک ہندوانہ رسم	۸۵
فاطمی جہیز	۸۷
شادی پر تصویریں اتارنا اور فلم بنانا	۸۹
آثار صحابہ رضی اللہ عنہم	۹۶
شادی کے بعد ولیمہ	۱۰۲
ولیمہ کی دعوت قبول کرنی چاہیے	۱۰۴
کیسے لوگوں کا کھانا نہ کھایا جائے	۱۰۴
مباشرت	۱۰۵
زفاف' سنت کی روشنی میں	۱۰۵
مباشرت ایک راز ہے اس کا افشا بدترین گناہ	۱۰۷
برہنگی کی ممانعت	۱۰۸
شرم و حیا کا انتہائی درجہ	۱۰۸
زوجین کے باہمی تعلقات	۱۰۹
دبر سے اجتناب	۱۱۲
اپنی بیوی کے ساتھ بدفعلی کرنے والا ملعون ہے	۱۱۴
قرآن میں تعدد ازواج	۱۱۴
تعدد ازواج پر پابندی	۱۱۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین	صفحہ
تعدد ازواج کے جواز کی مصلحت	۱۱۸
رحمۃ للعالمین کے لیے تعدد ازواج	۱۱۹
تعددِ ازواج کے جواز کے لیے عدل کی شرط	۱۲۳
جن عورتوں سے نکاح حرام ہے	۱۲۵
رضاعت کی بنا پر حرام رشتے	۱۲۶
مصاہرت سے رشتوں کی حرمت	۱۲۷
دو بہنوں کو جمع کرنا	۱۲۸
شادی شدہ عورتیں	۱۲۸
مشرک عورتیں	۱۳۰
کتابیہ سے نکاح	۱۳۱
مسلمان عورت کا غیر مسلم سے نکاح	۱۳۳
بیوہ اور مطلقہ سے نکاح	۱۳۵
زانی اور زانیہ کے نکاح کا حکم	۱۳۵
نکاح شغار	۱۳۸
نکاحِ متعہ	۱۳۹
شوہر اور بیوی کے حقوق و فرائض	۱۴۲
قوام کے معنی	۱۴۳
بیوی کے حقوق شوہر پر	۱۴۴
ظلم اور ایذا رسانی	۱۵۰
عورت کا حق اور دینی فرائض	۱۵۱
شوہر کے حقوق بیوی پر	۱۵۱
محبت کرنے والی عورت سے نکاح کرو	۱۵۶
کنواری سے نکاح کرنا زیادہ بہتر ہے	۱۵۸
نکاح کی ایک خصوصیت	۱۵۹
آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کی فضیلت	۱۵۹
نیک بخت بیوی کی خصوصیت	۱۶۰
نکاح آدھا ایمان ہے	۱۶۰
کونسا نکاح بابرکت ہے	۱۶۱
لڑکی کے بالغ ہوتے ہی اس کا نکاح کردو	۱۶۱
عورت کو مارنے کی ممانعت	۱۶۲
اپنی بیوی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو	۱۶۴
اپنی بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت	۱۶۴
شوال کے مہینے میں نکاح کرنا مستحب ہے	۱۶۶
رسول اللہ ﷺ سے نکاح وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر	۱۶۷
اپنے اہل وعیال کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بہترین شخص ہے	۱۶۸
فرمانبردار بیوی کو جنت کی بشارت	۱۷۰
اگر غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو خاوند کو بیوی کا مسجود قرار دیا جاتا	۱۷۰
شوہر کی خوشنودی کی اہمیت	۱۷۱
شوہر کی اطاعت کرو	۱۷۲
ضروریات زندگی کی طلب میں اعتدال	۱۷۳
احسان شناسی	۱۷۳
شوہر کو تکلیف مت پہنچاؤ	۱۷۴
ایلاء	۱۷۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

ابتدائے آفرینش سے خاندان کے وجود اور اُس کے نشو ونما کا مدار رشتۂ نکاح پر ہے' نکاح کے ذریعے ہی رشتہ داریاں ظہور میں آتی ہیں اور خاندان بنتا ہے' یہ نکاح کا رشتہ تعلقات کو اس درجہ مضبوط رکھتا ہے کہ ایک بار قائم ہو جانے کے بعد پھر قیامت تک نہیں ٹوٹتا۔ اسلام میں اس رشتے کی بہت اہمیت وفضیلت ہے۔

اسی تعلق کی بنا پر ایک مرد کسی کا باپ اور کسی کا بیٹا بنتا ہے۔ کسی کا دادا اور کسی کا پوتا ہوتا ہے' کسی کا ماموں' کسی کا چچا اور کسی کا بھائی' کسی کا بہنوئی ہوتا ہے۔ اسی تعلق کے ذریعے ایک عورت کسی کی ماں' کسی کی نانی یا دادی' کسی کی پھوپھی یا چچی ہوتی ہے اور کسی کی بیٹی اور کسی کی بہن بنتی ہے۔ گویا سارے تعلقات نکاح کے ذریعے پیدا ہوتے ہیں۔ نکاح کے ذریعے ایک اجنبی اپنا اور ایک بیگانہ یگانہ بن جاتا ہے۔ ان ہی تعلقات سے آدمی بزرگوں کا ادب چھوٹوں پر شفقت وہمدردی وغمگساری' عفت وپاکبازی' شرم وحیا' پاس ولحاظ اور الفت ومحبت کرنا سیکھتا ہے' انہی تعلقات سے خاندانی نظام کی صورت گری ہوتی ہے مگر نکاح کے رشتہ کا تقدس ملحوظ نہ رکھا جائے تو پھر جو معاشرہ بنے گا اس میں نہ ہمدردی وغمگساری ہوگی نہ عفت وپاکبازی نہ محبت ومودت اور نہ خوش خلقی اور خوش معاملگی۔ بلکہ ان کی جگہ ظلم وزیادتی' بے مہری وبے وفائی' بد خلقی وبدمعاملگی' بے شرمی اور بے حیائی جیسی مذموم صفات پیدا ہوں گی اور پاکیزہ واعلیٰ صفات کا معاشرہ وجود میں نہیں آسکے گا جو اسلام کو مطلوب ہے۔ قرآن میں اس رشتۂ نکاح کو اور رشتہ دارانہ تعلقات کو قائم رکھنے کی تاکید کی گئی ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ	''لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے
الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ	تم کو ایک ذات سے پیدا کیا اور اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَّخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّنِسَآءً ‌ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَالۡاَرۡحَامَ ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا ﴿۱﴾ (النساء)

کی جنس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو پھیلایا' اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتوں کے حقوق کا پاس ولحاظ رکھو' بیشک اللہ تمہارا حال دیکھتا اور اس پر نظر رکھتا ہے۔''

نبی علیہ السلام ان آیات کو خطبہ نکاح کے موقع پر تلاوت فرمایا کرتے تھے' تا کہ رشتۂ نکاح کی غرض اور اس سے جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ ذہن میں تازہ ہو جائے اور تعلقات کے رشتوں کو جوڑنے' ان کے حقوق ادا کرنے اور قطع رحمی سے پرہیز کرنے کے اوصاف ایک مومن میں پیدا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں جو انسان کو عطا فرمائی ہیں ان کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا ﴿۲۱﴾ (الروم)

یعنی ''اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہاری بیویاں پیدا کیں۔''

دوسری جگہ سورۂ نحل میں ارشاد ہے:

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ اَزۡوَاجِكُمۡ بَنِيۡنَ وَحَفَدَةً ﴿۷۲﴾ (النحل)

''اللہ ہی ہے جس نے تمہاری جنس سے تمہارے جوڑے پیدا کیے اور ان سے تمہارے لڑکے اور پوتے بنائے۔''

ایک جنس سے پیدا کر کے الفت ومحبت دلوں میں ڈال دی جو اللہ کی نعمت ہے اور نکاح کی بنیاد ہے۔

بعض مذاہب روحانی ترقی کے لیے تجرد کی زندگی اختیار کرنے کی تعلیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں، لیکن قرآن نے ہمیں بتایا ہے کہ اخلاقی اور روحانی اعتبار سے بلند تر لوگ انبیاء ورسلؑ ہیں، مگر اللہ نے انہیں بھی یہ تعلق قائم رکھنے کی ہدایت دی:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً﴾ ”تم سے پہلے ہم نے بہت سے رسول بھیجے جن کی بیویاں بھی تھیں اور بچے بھی۔“

پھر مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی گئی:

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ﴾ ”اے اللہ! ہمیں ایسی بیویاں اور ایسی اولاد عطا فرما جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔“

دراصل نکاح آدمی کو رشد وصلاح، عصمت وعفت اور بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کی جانب لے جاتا ہے۔

راہبانہ زندگی اسلام میں پسندیدہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرما دیا ہے:

«النكاح من سنتي فمن رغب عن سنتي فليس مني». (مشکوٰۃ) ”نکاح میری سنت ہے، جو شخص اس سے منہ موڑتا اور میرے طریقہ سے روگردانی کرتا ہے اس سے میرا کوئی تعلق نہیں۔“

میاں بیوی کا تعلق جتنا پاکیزہ اور مضبوط ہوگا اتنا ہی پاکیزہ خاندان وجود میں آئے گا اور ویسا ہی پاکیزہ معاشرہ بنے گا جو ایک اعلیٰ تمدن کی بنیاد ہے۔

اسلام نے اخلاقی ہدایتوں اور قانونی بندشوں سے ان رشتوں کو خوش گوار اور مضبوط بنانے پر زور دیا ہے۔ حدیث میں ہے «خيركم خيركم لأهله» ”تم میں وہ شخص بہتر ہے جو اہل خانہ کے ساتھ بہتر ہے۔“

کافی عرصہ سے خیال تھا کہ نکاح وطلاق کے مسائل پر کچھ لکھا جائے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ اکثر و بیشتر لوگوں کو انہی مسائل سے سابقہ پڑتا ہے۔ لیکن تدریسی مصروفیات اور ابن ماجہ کی شرح میں مشغولیت کی بنا پر ادھر توجہ نہ دے سکا۔

بحمد اللہ اب شرح کا کام مکمل ہو گیا ہے اور اس کی چھ جلدیں چھپ کر ہدیۂ ناظرین بھی ہو چکی ہیں' لہٰذا اب کچھ وقت ملا ہے جس میں اولاً طلاق کے موضوع پر الگ کتاب لکھی جو چھپ کر ہدیۂ ناظرین ہو چکی ہے اور اب نکاح کے موضوع پر یہ رسالہ ہدیۂ ناظرین ہے' اللہ تعالیٰ ہماری اس محنت کو قبول فرمائے۔ آمین!

محمد علی جانباز

۱۰/ دسمبر ۲۰۰۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نِکاح کے لُغوی معنیٰ

نکاح کے لغوی معنی باہم ملنے کے ہیں۔ فتح الباری میں ہے «النكاح في اللغة: الضم والتداخل». درخت کی شاخیں جب ایک دوسرے سے مل جائیں تو کہا جاتا ہے «تناكحت الأشجار». یعنی درختوں کا ہجوم ہو گیا۔ آپس میں گڈمڈ ہو گئے۔ امام فراء فرماتے ہیں: «النكح؛ بضم ثم بسكون، اسم الفرج». نون کے پیش اور کاف کے سکون کے ساتھ 'فرج کا نام ہے۔ اور نون کے زیر کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے۔ اور نکاح کا عام استعمال وطی میں ہوتا ہے۔ اور نکاح کے عقد کو بھی نکاح کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ وطی کا سبب ہوتا ہے۔ ابوالقاسم الزجاجی فرماتے ہیں: نکاح کا لفظ عقد اور وطی دونوں کے لیے حقیقت ہے۔ اور علامہ فارسی فرماتے ہیں: جب یہ کہا جائے کہ اس نے فلانہ یا بنت فلاں سے نکاح کیا ہے تو اس سے مراد عقد ہوتا ہے۔ اور جب یہ کہا جائے کہ اس نے اپنی زوجہ سے نکاح کیا ہے تو اس سے مراد وطی ہوتی ہے۔

کچھ دوسرے علماء فرماتے ہیں کہ نکاح کا اصل معنی استعلاء کی بنا پر کسی چیز کا کسی چیز کو لازم ہونا ہے۔ اور یہ محسوسات اور معانی دونوں میں ہوتا ہے۔ چنانچہ بولتے ہیں؛ «نكح المطر الأرض ونكح النعاس عينه». بارش زمین میں پیوست ہو گئی اور نیند اس کی آنکھوں پر غالب آ گئی اور «نكحت القمح في الأرض» اس وقت بولتے ہیں جب تو گندم کی کاشت کر دے اور گندم کا بیج زمین میں ڈال دے۔ اور «نكحت الحصاة أخفاف الإبل». اس وقت بولتے ہیں کہ جب کنکریاں اونٹ کے پاؤں میں دھنس جائیں۔

اور شریعت میں نکاح کا لفظ صحیح مذہب کے مطابق عقد کے لیے حقیقت اور وطی کے لیے مجاز ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ یہ لفظ کثرت سے کتاب وسنت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں عقد کے لیے استعمال ہوا ہے۔ یہاں تک یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لفظ قرآن میں سوائے عقد کے استعمال ہوا ہی نہیں ہے۔ (فتح الباری: ج ۱۰، ص ۱۲۹)

نکاح کی ضرورت واہمیت

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں عربوں میں مرد وعورت کے باہمی تعلق اور اولاد سے متعلق کئی طریقے اور ضابطے رائج تھے، ان میں سے بعض نہایت گندے اور شرمناک تھے۔ ایک طریقہ اصولی طور پر صحیح اور شریفانہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی اصلاح فرما کر بس اسی کو باقی رکھا او دوسرے سارے طریقے یکسر ختم فرما دیئے اور ان کو سنگین گناہ اور جرم قرار دیا۔

نکاح کا یہی طریقہ شرفائے عرب بالخصوص قریش وخاندان بنی ہاشم میں مروج تھا اور یہ "ملت ابراہیمی" کی باقیات میں سے تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے تمام اجداد وجدات کے نکاح اسی طریقہ کے مطابق انجام پائے تھے۔ البتہ دور جاہلیت میں بہت سی غیر ضروری رسموں کا اضافہ کرلیا گیا تھا۔ جن سے بالخصوص عرب معاشرے میں عورت کی سماجی اور معاشرتی حیثیت متاثر ہورہی تھی۔ اسلام نے ان تمام بیہودہ رسموں کو ختم کردیا۔ (بلوغ الارب، تاریخ العرب قبل الاسلام)

قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ دونوں میں نکاح کی مذہبی اور معاشرتی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ اور اسے نسل انسانی کی بقا، ترقی اور مدنی زندگی کے استحکام کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ مرد وعورت کے اس فطری، قانونی اور جائز ملاپ سے دنیا میں انسانوں کی نسل کا آغاز ہوا۔

مرد کے لیے بیوی کا ہونا اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے:

قرآن مجید میں مرد کے لیے بیوی کا ہونا اور بیوی کے لیے شوہر کا ہونا اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾ (الروم)

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو' اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی' یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور وفکر کرتے ہیں۔''

قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ انسان ہی کی جنس میں اللہ تعالیٰ نے عورتیں پیدا کردیں جو مردوں کی بیویاں بنیں' ایک ہی مادہ سے ایک ہی جگہ میں ایک ہی غذا سے پیدا ہونے والے بچوں میں یہ دو مختلف قسمیں پیدا فرمادیں۔ جن کے اعضاء و جوارح' صورت و سیرت' عادات و اخلاق میں نمایاں تفاوت اور امتیاز پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کمالِ قدرت وحکمت کے لیے یہ تخلیق ہی کافی نشانی ہے۔ اس کے بعد عورتوں کی اس خاص نوع کی تخلیق کی حکمت و مصلحت یہ بیان فرمائی ﴿ لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا ﴾ یعنی ان کو اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ تمہیں ان کے پاس پہنچ کر سکون ملے۔ مرد کی جتنی ضروریات عورت سے متعلق ہیں ان سب میں غور کیجئے تو سب کا حاصل سکونِ قلب اور راحت واطمینان نکلے گا' قرآن کریم نے ایک لفظ میں ان سب کو جمع فرمادیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ازدواجی زندگی کے تمام کاروبار کا خلاصہ سکون وراحت قلب ہے' جس گھر میں یہ موجود ہے وہ اپنی تخلیق کے مقصد میں کامیاب ہے' جہاں قلبی سکون نہ ہو اور چاہے سب کچھ ہو وہ ازدواجی زندگی کے لحاظ سے ناکام ونامراد ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ باہمی سکونِ قلب صرف اسی صورت سے ممکن ہے کہ مرد وعورت کے تعلق کی بنیاد شرعی نکاح اور ازدواج پر ہو۔

جن ممالک اور جن لوگوں نے اس کے خلاف کی حرام صورتوں کو رواج دیا اگر تفتیش کی جائے تو ان کی زندگی کو کہیں پر سکون نہ پائیں گے' جانوروں کی طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقتی خواہش پوری کر لینے کا نام سکون نہیں ہوسکتا۔

ازدواجی زندگی کا مقصد:

اس آیت نے مرد وعورت کی ازدواجی زندگی کا مقصد سکونِ قلب قرار دیا ہے' اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ طرفین ایک دوسرے کا حق پہچانیں اور ادا کریں' ورنہ حق طلبی کے جھگڑے خانگی سکون کو برباد کر دیں گے۔ اس ادائے حقوق کے لیے ایک صورت تو یہ تھی کہ اس کے قوانین بنا دیئے اور احکام نافذ کر دینے پر اکتفاء کیا جاتا' جیسے دوسرے لوگوں کے حقوق کے معاملہ میں ایسا ہی کیا گیا ہے' کہ ایک دوسرے کی حق تلفی کو حرام کر کے اس پر سخت وعیدیں سنائی گئیں' سزائیں مقرر کی گئیں' ایثار و ہمدردی کی نصیحت کی گئی۔ لیکن تجربہ شاہد ہے کہ صرف قانون کے ذریعہ کوئی قوم اعتدال پر نہیں لائی جاسکتی جب تک اس کے ساتھ اللہ کا خوف نہ ہو' اسی لیے معاشرتی معاملات میں احکامِ شرعیہ کے ساتھ ساتھ پورے قرآن میں ہر جگہ ﴿اِتَّقُوا اللّٰہَ ، وَاخْشَوا﴾ وغیرہ کے کلمات بطور تکملہ کے لائے گئے ہیں۔

مرد وعورت کے باہمی معاملات کچھ اس نوعیت کے ہیں کہ ان کے حقوق باہمی پورے ادا کرانے پر نہ کوئی قانون حاوی ہوسکتا ہے نہ کوئی عدالت ان کا پورا انصاف کر سکتی ہے۔ اسی لیے خطبۂ نکاح میں رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کی وہ آیات انتخاب فرمائی ہیں جن میں تقویٰ اور خوفِ خدا و آخرت کی تلقین ہے کہ وہی درحقیقت زوجین کے باہمی حقوق کا ضامن ہوسکتا ہے۔

اس پر ایک مزید انعام حق تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ازدواجی حقوق کو صرف شرعی اور قانونی نہیں رکھا' بلکہ طبعی اور نفسانی بنا دیا۔ جس طرح ماں باپ اور اولاد کے باہمی حقوق کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ فرمایا کہ ان کے قلوب میں فطرۃً ایک ایسی محبت پیدا فرما دی کہ ماں باپ اپنی جان سے زیادہ اولاد کی حفاظت کرنے پر مجبور ہیں۔ اور اسی طرح اولاد کے قلوب میں بھی ایک فطری محبت ماں باپ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھ دی گئی ہے۔ یہی معاملہ زوجین کے متعلق بھی فرمایا گیا۔ اس کے لیے ارشاد فرمایا: ﴿وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے زوجین کے درمیان صرف شرعی اور قانونی تعلق نہیں رکھا۔ بلکہ ان کے دلوں میں مودت اور رحمت پیوست کر دی۔ وُدّ اور مَوَدَّت کے لفظی معنی چاہنے کے ہیں، جس کا ثمرہ محبت والفت ہے۔ یہاں حق تعالیٰ نے دو لفظ اختیار فرمائے، ایک مودت، دوسرے رحمت۔ ممکن ہے اس میں اشارہ اس طرف ہو کہ مودت کا تعلق جوانی کے اس زمانے سے ہو جس میں طرفین کی خواہشات ایک دوسرے سے محبت والفت پر مجبور کرتی ہیں۔ اور بڑھاپے میں جب یہ جذبات ختم ہو جاتے ہیں تو باہمی رحمت وترحم طبعی ہو جاتا ہے۔ (ذکرہ القرطبی عن البعض)

فِطری داعیات (خواہشات) کا دائرۂ عمل

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین کی خلافت اور اس کی آبادکاری کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس مقصد کی تکمیل اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ انسان کی نوع باقی رہے اور اس طرح زندگی بسر کرے کہ زراعت، صنعت، تعمیر اور آبادکاری کے کام اس کے ہاتھوں انجام پاتے رہیں، نیز اللہ کا جو حق اس پر ہے اس کو وہ ادا کرتا رہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر فطری داعیات اور نفسیاتی محرکات رکھے ہیں جو انسان کو فرد اور نوع دونوں کی بقا کا ذریعہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

من جملہ ان کے ایک داعیہ کھانے کی اشتہاء ہے کہ شکم سیری سے آدمی کا وجود باقی رہتا ہے۔

دوسرا داعیہ جنسی خواہش ہے جس پر نوع انسانی کی بقا کا انحصار ہے۔ یہ نہایت قوی اور قابو سے نکل جانے والا داعیہ ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر متنفس سے اپنی نا قابل تسکین خواہش کو پورا کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ لہٰذا انسان کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ تین موقفوں میں سے کوئی ایک موقف اختیار کرے۔

جنسی داعیہ کے تعلق سے انسان کا موقف:

۱۔ ایک موقف یہ ہے کہ اس داعیہ کو بالکل آزاد چھوڑ دیا جائے کہ وہ جہاں چاہے اور جس طرح چاہے اپنا کام کرے۔ اس کے لیے کسی قسم کی دینی، اخلاقی اور عرفی رکاوٹ نہ ہو۔ اباحیت والے مذاہب جو نہ کسی دین کو مانتے ہیں اور نہ فضائل اخلاق کو تسلیم کرتے ہیں، اسی کے قائل ہیں۔ یہ موقف انسان کو انسانیت کے مقام سے گرا کر حیوانیت کی سطح پر لے آتا ہے اور فرد، خاندان اور سماج سب کے بگاڑ کا موجب بنتا ہے۔

۲۔ دوسرا موقف یہ ہے کہ اس داعیہ سے آدمی ٹکرائے اور اس کا زور ختم کرنے کی کوشش کرے جیسا کہ تقشّف پسند اور محرومی و بدشگونی کا اعتقاد رکھنے والے مذاہب کا شعار ہے اور رہبانیت اور المانویت اس کی مثالیں ہیں۔ یہ موقف اس داعیہ کو کچل دیتا ہے اور اس حکمت کے سراسر منافی ہے جس کی مناسبت سے انسان کو مخصوص ساخت عطا کی گئی ہے اور ایک خاص فطرت پر اس کی تخلیق ہوئی ہے۔ نیز یہ موقف اس طریق زندگی سے متصادم ہے جو ان فطری خواہشات کی تکمیل کا سامان کرتا ہے۔

۳۔ تیسرا موقف یہ ہے کہ اس داعیہ کے لیے حدود مقرر کیے جائیں، تاکہ وہ اپنے دائرہ میں آزاد رہے۔ نہ تو اسے کچل کر رکھ دیا جائے اور نہ ہی دیوانگی کی حد تک آزاد چھوڑ دیا جائے۔ آسمانی مذاہب نے یہی موقف اختیار کیا ہے۔ ان مذاہب نے زنا کو حرام اور نکاح کو جائز ٹھہرایا ہے۔ خصوصاً اسلام نے اس داعیہ کو تسلیم کر لیا ہے اور اس کے لیے جائز راہ کھول دی ہے۔ اور عورتوں سے بے تعلقی اختیار کرنے اور تجرد کی زندگی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزارنے سے منع کیا ہے. جبکہ اس نے زنا' اس کے متعلقات اور مقدمات کو سخت حرام ٹھہرایا ہے۔

یہ موقف عدل اور اعتدال پر مبنی ہے۔ اگر نکاح مشروع نہ کیا گیا ہوتا تو یہ داعیہ سلسلۂ انسانی کے بقا کی خدمت انجام نہیں دے سکتا تھا۔ اور اگر زنا کو حرام نہ کر دیا گیا ہوتا اور مرد کے لیے یہ ضروری نہ کر دیا گیا ہوتا کہ وہ کسی عورت کو اپنے لیے مخصوص کر لے تو خاندان کی تشکیل نہیں ہو سکتی تھی جس کے زیر سایہ مودت' رحمت' شفقت' محبت اور ایثار جیسے ارتقاء پذیر اجتماعی جذبات پرورش پاتے ہیں۔ اور جب خاندان نہ ہوتا تو سماج کی تشکیل بھی نہ ہوتی اور نہ وہ ترقی وکمال کی راہ پر گامزن ہوتی۔

اسلام میں رہبانیت نہیں ہے:

اسلام نے جنسی خواہش کو بے لگام نہیں چھوڑا ہے کہ بلا قید و بند جس راہ پر چاہے چل پڑے بلکہ اس پر مضبوط گرفت رکھی ہے' چنانچہ اس نے زنا ہی کو نہیں اس کے اسباب ومتعلقات کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ لیکن دوسری جانب اسلام ایسے رجحانات کا مخالف ہے جو اس فطری خواہش سے متصادم ہوں یا اس کو سرے سے ختم کر دینا چاہتے ہوں۔ اسی لیے اسلام نے نکاح کی ترغیب دی ہے اور غیر شادی شدہ رہنے یا اپنے کو خصی کر لینے کی ممانعت کی ہے۔ لہٰذا کسی مسلمان کے لیے روا نہیں کہ وہ استطاعت کے باوجود نکاح سے اس بنا پر اعراض کرے کہ وہ دنیا سے قطع تعلق کر کے اللہ کا ہو کر رہنا چاہتا ہے یا یکسو ہو کر عبادت کرنا چاہتا ہے۔

بعض اصحابِ رسول ﷺ میں ترکِ دنیا کا رُجحان پیدا ہو گیا تھا لیکن جونہی نبی ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی' آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ ترکِ دنیا اسلام کی راہ سے اِنحراف اور سنت نبوی ﷺ سے اِعراض ہے۔ اس طرح آپ ﷺ نے ان نصرانی افکار کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔ ابو قِلابہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت ہے کہ:

أَرَادَ أُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَرْفُضُوا الدُّنْيَا وَيَتْرُكُوا النِّسَآءَ وَيَتَرَهَّبُوا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَغَلَّظَ فِيهِمُ الْمَقَالَةَ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالشَّدِيدِ شَدَّدُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ فَأُولٰئِكَ بَقَايَاهُمْ فِي الْأَدْيَارِ وَالصَّوَامِعِ. فَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ، وَحُجُّوا وَاعْتَمِرُوا وَاسْتَقِيمُوا يَسْتَقِمْ بِكُمْ».

کچھ اصحاب رسول ﷺ نے تارک الدنیا بننے، عورتوں کو چھوڑ دینے اور رہبانیت اختیار کرنے کا ارادہ کیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس پر سخت گرفت کرتے ہوئے فرمایا: تم سے پہلے کے لوگ دین میں تشدد اختیار کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ انہوں نے جب تشدد اختیار کیا تو اللہ نے بھی ان کے ساتھ تشدد کا معاملہ کیا۔ ان ہی کے یہ اخلاف ہیں جو ادیار اور خانقاہوں میں پائے جاتے ہیں، پس اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، حج کرو، عمرہ کرو اور راستی اختیار کرو کہ تمہارے ساتھ بھی راستی کا معاملہ کیا جائے۔''

راوی کہتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۸۷﴾ (المائدة)

''اے ایمان لانے والو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ ٹھہراؤ اور نہ حد سے تجاوز کرو، اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

مجاہد کہتے ہیں کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما جیسے لوگوں نے چاہا کہ وہ تجرد کی زندگی گزاریں اور اپنے آپ کو خصی بنا لیں اور ٹاٹ کا کپڑا

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنیں۔ اس پر مذکورہ آیت اور اس کے بعد والی آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن جریر)

بخاری وغیرہ کی روایت ہے کہ:

اَنَّ رَهْطًا مِّنَ الصَّحَابَةِ ذَهَبُوْا اِلٰی بُيُوْتِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُوْنَ اَزْوَاجَهُ عَنْ عِبَادَتِهِ، فَلَمَّا اُخْبِرُوْا بِهَا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا ثُمَّ قَالُوْا: اَيْنَ نَحْنُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ. فَقَالَ اَحَدُهُمْ: اَمَّا اَنَا فَاَصُوْمُ الدَّهْرَ فَلَا اُفْطِرُ. وَقَالَ الثَّانِيْ: وَاَنَا اَقُوْمُ اللَّيْلَ فَلَا اَنَامُ. وَقَالَ الثَّالِثُ: وَاَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا. فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ بَيَّنَ لَهُمْ خَطَأَهُمْ وَعِوَجَ طَرِيْقِهِمْ وَقَالَ لَهُمْ: «اِنَّمَا اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِاللّٰهِ وَاَخْشَاكُمْ لَهُ وَلٰكِنِّيْ اَقُوْمُ وَاَنَامُ وَاَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ. فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ». (بخاری، کتاب النکاح)

صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک گروہ نبی ﷺ کے گھر گیا تا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے آپ ﷺ کی عبادت کا حال معلوم کریں۔ جب ان کو آپ ﷺ کی عبادت کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے خیال کیا کہ یہ عبادت کم ہے اور کہنے لگے کہاں ہم اور کہاں اللہ کا پیغمبر۔ آپ ﷺ کے تو تمام اگلے پچھلے گناہ اللہ معاف کر چکا ہے' پھر ایک شخص نے کہا' میں تو مسلسل روزے رکھوں گا۔ اور دوسرے نے کہا میں رات بھر عبادت کروں گا بالکل نہیں سوؤں گا۔ اور تیسرے نے کہا میں عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کروں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔ جب نبی ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کی غلطی اور کج روی ان پر واضح کرتے ہوئے فرمایا: ''میں تم میں سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والا اور اس سے ڈرنے والا ہوں' لیکن رات کو عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں' روزہ رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ جو کوئی میرے طریقہ سے انحراف کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔“

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

رَدَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنَ التَّبَتُّلَ وَلَوْ اَذِنَ لَهٗ لَاخْتَصَيْنَا. (بخاری، کتاب النکاح)

”رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو تجرد کی زندگی گزارنے سے منع فرمایا۔ اگر آپ ﷺ انہیں اجازت دے دیتے تو ہم اپنے آپ کو خصی کر لیتے۔“

آپ ﷺ نے نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ. (بخاری، کتاب النکاح)

اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نکاح کر لے کیونکہ نکاح غض بصر اور شرمگاہ کی حفاظت کا باعث ہے۔

اسی بنا پر بعض علماء کہتے ہیں کہ نکاح کرنا مسلمان پر فرض ہے۔ باوجود استطاعت کے نہ کرنا جائز نہیں ہے۔ اور دیگر علماء کی رائے میں اس شخص پر فرض ہے جو نکاح کا مشتاق ہو اور اپنے لیے اندیشہ محسوس کرتا ہو۔

نکاح اور تحفظ عصمت وعفت:

اتنی مہلک اور خطرناک برائی جو انسان کو ہر اعتبار سے سخت سے سخت نقصان پہنچاتی ہے اس کی روک تھام کی جس شد ومد سے ضرورت تھی، وہ کسی ذی عقل سے مخفی نہیں اور صرف روک دینا ہی کافی نہ ہوتا...... جیسا کہ عیسائیوں اور دوسری قوموں میں اس کا انجام دیکھ رہے ہیں، بلکہ اس کے لیے مستقل قوانین اور ضابطہ کی ضرورت تھی اور اسلام نے یہی کیا۔ انسان کی فطرت کو جانچا، اور اس کے مطابق علاج اور پرہیز کی تاکید کی، اسلام نے غیر مذاہب کی طرح افراط وتفریط کا راستہ اختیار نہیں کیا، بلکہ انسانی مزاج کو پرکھ کر اعتدال کا طریقہ پسند کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح کا حکم:

زنا کے نقصانات بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسان کو حکم دیا کہ مرد وعورت جن کو شادی کی ضرورت محسوس ہو‘ ضرور شادی کریں‘ کہ عفت وعصمت کی حفاظت کا سب سے بڑا ذریعہ اور ان کی جنسی خواہشات کی تسکین کا سبب یہی ہوسکتا ہے۔ رب العزت نے شادی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ﴾ (النور)	”اور تم میں جو بے نکاح ہوں ان کا نکاح کر دیا کرو‘ اور تمہارے غلام اور لونڈیوں میں جو اس لائق ہو اس کا بھی۔“

اَیَامیٰ ...... اَیِم کی جمع ہے‘ اس کا استعمال مرد وعورت دونوں کے لیے ہے۔ جس مرد کی بیوی نہ ہو اس کو اَیِم بھی کہتے ہیں اور جس عورت کا شوہر نہ ہو اس کو بھی ایم کہتے ہیں۔ پھر چاہے سرے سے ابھی شادی نہ ہوئی ہو‘ یا شادی ہوئی تھی مگر شوہر یا بیوی کا انتقال ہو گیا۔ ”رجل ایم“ بھی کہا جاتا ہے اور ”امرأة ایم“ بھی۔ (ابن کثیر: ج ۳‘ ص ۲۸۶)

معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے رشتۂ ازدواج کے قیام کی تاکید فرمائی ہے اور ان تمام مرد وعورت کی شادی کر دینے کا حکم دیا ہے۔ جن کو شادی کی ضرورت ہو‘ حتی کہ غلام جو بڑی حد تک بے بس ہوتا ہے‘ اس کے متعلق بھی ارشاد فرمایا کہ ان کی بھی شادی ضروری ہے‘ اگر ان میں حقوق زوجیت ادا کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے‘ اور پھر اس ذمہ داری کو رب العزت نے قوم کے سر ڈالا ہے تاکہ اس کی اہمیت کا احساس پیدا ہو‘ اور اشارہ کیا گیا ہے کہ شادی کے جو فائدے ہوتے ہیں‘ اس سے پوری قوم مستفید ہوتی ہے‘ اور شادی نہ کرنے کے جو نقصانات ہیں‘ ان کا اثر پوری قوم پر پڑتا ہے۔ کوئی ذی عقل انسان اس بات سے انکار کی جرأت نہیں کرسکتا کہ جائز شادی کا رواج اگر بند کر دیا جائے تو پوری قوم کے اخلاق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گندے ہو جائیں گے۔ اس آیت کے اگلے حصہ میں رب العزت نے اس طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ کسی موہوم خدشہ کو حیلہ بنا کر اس نیک رشتہ کے قائم کرنے سے بچنے کی کوشش نہ کرنی چاہیے' جس پر آگے بحث ہوگی۔

اس آیت سے اتنی بات بہرحال کھل کر معلوم ہوگئی کہ جو مرد یا عورت شادی کے لائق ہو ان کی شادی کر دی جائے' اور یہ شادی کرنے کی ذمہ داری ولی کے سر بھی ہے اور قوم کے مضبوط دوش پر بھی' کوئی اس سے بری الذمہ نہیں ہوسکتا۔

نکاح واجب ہے یا سنت؟

اس پر ائمہ مجتہدین تقریباً سبھی متفق ہیں کہ جس شخص کو نکاح نہ کرنے کی صورت میں غالب گمان یہ ہو کہ وہ حدودِ شریعت پر قائم نہیں رہ سکے گا' گناہ میں مبتلا ہو جائیگا اور نکاح کرنے پر اس کو قدرت بھی ہو کہ اس کے وسائل موجود ہوں تو ایسے شخص پر نکاح کرنا واجب ہے۔ جب تک نکاح نہ کرے گا گنہگار رہے گا۔ ہاں اگر نکاح کے وسائل موجود نہیں کہ کوئی مناسب عورت میسر نہیں' یا اس کے لیے مہر وغیرہ کی حد تک ضروری خرچ اس کے پاس نہیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو چاہیے کہ وسائل کی فراہمی کی کوشش کرتا رہے۔ اور جب تک وہ میسر نہ ہوں اپنے نفس کو قابو میں رکھنے اور صبر کرنے کی کوشش کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ مسلسل روزے رکھے۔ اس سے غلبۂ شہوت کو سکون ہو جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عکاف رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تمہاری زوجہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ پھر پوچھا کوئی شرعی لونڈی ہے؟ کہا کہ نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ تم صاحب وسعت ہو یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ صاحب وسعت ہوں۔ مراد یہ تھی کہ کیا تم نکاح کے لیے ضروری نفقات کا انتظام کر سکتے ہو جس کے جواب میں انہوں نے اقرار کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو تم شیطان کے بھائی ہو۔ (مسند احمد.......)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ''نکاح کرنا ہماری سنت ہے۔تم میں بدترین آدمی وہ ہیں جو بے نکاح ہوں' اور تمہارے مردوں میں سب سے رذیل وہ ہیں جو بے نکاح مر گئے۔'' (مسند احمد:..........)

مذکورہ دونوں روایات کو بھی جمہور فقہاء نے اسی حالت پر محمول فرمایا ہے' جبکہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں گناہ کا خطرہ غالب ہو۔

عکاف رضی اللہ عنہ کا حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگا کہ وہ صبر نہیں کر سکتے۔ اسی طرح مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کرنے کا حکم دیا اور تبتل یعنی بے نکاح رہنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ اسی طرح کی اور بھی روایات حدیث ہیں۔ان سب کا محل جمہور فقہاء کے نزدیک وہی صورت ہے کہ نکاح نہ کرنے میں ابتلاء معصیت کا خطرہ غالب ہو۔ اسی طرح اس پر بھی تقریباً سبھی فقہاء کا اتفاق ہے کہ جس شخص کو بظن غالب یہ معلوم ہو کہ وہ نکاح کرنے کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہو جائے گا۔ مثلاً بیوی کے حقوق زوجیت ادا کرنے پر قدرت نہیں' اس پر ظلم کا مرتکب ہوگا یا اس کے لیے نکاح کرنے کی صورت میں کوئی دوسرا گناہ یقینی طور پر لازم آجائے گا ایسے شخص کو نکاح کرنا حرام یا مکروہ ہے۔

اب اس شخص کا حکم باقی رہا جو حالت اعتدال میں ہے کہ نہ تو ترکِ نکاح سے گناہ کا خطرہ قوی ہے اور نہ نکاح کی صورت میں کسی گناہ کا اندیشہ غالب ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں فقہاء کے اقوال مختلف ہیں کہ اس کو نکاح کرنا افضل ہے یا ترکِ نکاح کر کے نفلی عبادات میں مشغول ہونا افضل ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نفلی عبادات میں لگنے سے افضل نکاح کرنا ہے اور حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک اشتغالِ عبادت افضل ہے۔ وجہ اس اختلاف کی اصل میں یہ ہے کہ نکاح اپنی ذات کے اعتبار سے تو ایک مباح ہے' جیسے کھانا' پینا' سونا وغیرہ ضروریاتِ زندگی سب مباح ہیں۔ اس میں عبادت کا پہلو اس نیت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آجاتا ہے کہ اس کے ذریعہ آدمی اپنے آپ کو گناہ سے بچا سکے گا اور اولاد صالح پیدا ہوگی تو اس کا بھی ثواب ملے گا۔ اور ایسی نیک نیت سے جو مباح کام بھی انسان کرتا ہے وہ اس کے لیے بالواسطہ عبادت بن جاتی ہے۔ کھانا پینا اور سونا بھی اسی نیت سے عبادت ہو جاتا ہے اور اشتغال بالعبادت اپنی ذات میں عبادت ہے۔ اس لیے حضرت امام شافعیؒ عبادت کے لیے خلوت گزینی کو نکاح سے افضل قرار دیتے ہیں۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نکاح میں عبادت کا پہلو بہ نسبت دوسرے مباحات کے غالب ہے۔ احادیثِ صحیحہ میں اس کو سنت المرسلینؑ اور اپنی سنت قرار دے کر تاکیدات بکثرت آئی ہیں۔ ان روایات حدیث کے مجموعہ سے اتنا واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ نکاح عام مباحات کی طرح مباح نہیں' بلکہ سنت انبیاء ہے جس کی تاکیدات بھی حدیث میں آئی ہیں۔ صرف نیت کی وجہ سے عبادت کی حیثیت اس میں نہیں بلکہ سنت انبیاءؑ ہونے کی حیثیت سے بھی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اس طرح تو کھانا' پینا' سونا بھی سنت انبیاءؑ ہے کہ سب نے ایسا کیا ہے مگر جواب واضح ہے کہ ان چیزوں پر سب انبیاءؑ کا عمل ہونے کے باوجود یہ کسی نے نہیں کہا نہ کسی حدیث میں آیا کہ کھانا' پینا' اور سونا سنت انبیاءؑ ہے بلکہ اس کو عام انسانی عادت کے تابع انبیاءؑ کا عمل قرار دیا ہے' بخلاف نکاح کے کہ اس کو صراحۃً سنت المرسلینؑ اور اپنی سنت فرمایا ہے۔

تفسیر مظہری میں اس موقع پر ایک معتدل بات یہ کہی گئی ہے کہ جو شخص حالت اعتدال میں ہو کہ نہ غلبۂ شہوت سے مجبور ومغلوب ہو اور نہ نکاح کرنے سے کسی گناہ میں پڑنے کا اندیشہ رکھتا ہو۔ یہ شخص اگر یہ محسوس کرے کہ نکاح کرنے کے باوجود نکاح اور اہل وعیال کی مشغولیت میرے لیے کثرت ذکر اللہ اور توجہ الی اللہ سے مانع نہیں ہوگی تو اس کے لیے نکاح افضل ہے اور انبیاء علیہم السلام اور صلحاء امت کا عام حال یہی تھا۔ اور اگر اس کا اندازہ یہ ہے کہ نکاح اور اہل وعیال کے مشاغل اس کو دینی ترقی' کثرتِ ذکر وغیرہ سے روک دیں گے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحالتِ اعتدال اس کے لیے عبادت کے لیے خلوت گزینی اور ترکِ نکاح افضل ہے۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات اس کی تطبیق پر شاہد ہیں ان میں ایک یہ ہے:
﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ﴾ اس میں یہی ہدایت ہے کہ انسان کے مال واولاد اس کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کردینے کا سبب نہ بننے چاہئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ترغیبِ نکاح کے ساتھ وعدۂ غناء:

نکاح کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴾ (النور) ”اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو غنی کردے گا اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے۔“

اس میں ان غریب فقیر مسلمانوں کے لیے بشارت ہے جو اپنے دین کی حفاظت کے لیے نکاح کرنا چاہتے ہیں مگر وسائل مالیہ ان کے پاس نہیں کہ جب وہ اپنے دین کی حفاظت اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے کی نیت صالحہ سے نکاح کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو مالی غنا بھی عطا فرمادیں گے اور اس میں ان لوگوں کو بھی ہدایت ہے جن کے پاس ایسے غریب لوگ منگنی لے کر جائیں کہ وہ محض ان کے فی الحال غریب فقیر ہونے کی وجہ سے رشتہ سے انکار نہ کردیں۔ مال آنے جانے والی چیز ہے اصل چیز صلاحیت عمل ہے اگر وہ ان میں موجود ہے تو ان کے نکاح سے انکار نہ کریں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سب مسلمانوں کو نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے، اس میں آزاد اور غلام سب کو داخل فرمایا ہے اور نکاح کرنے پر ان سے غنا کا وعدہ فرمایا ہے۔ (ابن کثیر) اور ابن ابی حاتم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم نکاح کرنے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرو تو اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے جو وعدۂ غناء عطا فرمانے کا کیا ہے وہ پورا فرما دیں گے' پھر یہ آیت پڑھی ﴿اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ﴾ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم غنی ہونا چاہتے ہو تو نکاح کرلو' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ﴾۔ (ابن کثیر)

تنبیہ: مگر یہ یاد رہے کہ نکاح کرنے والے کو غنی اور مال عطا فرمانے کا وعدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی حال میں ہے جبکہ نکاح کرنے والے کی نیت اپنی عفت کی حفاظت اور سنت پر عمل ہو اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل واعتماد ہو اس کی دلیل اگلی آیت کے یہ الفاظ ہیں:

﴿وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ (النور)

"ایسے لوگ جن کو نکاح کی استطاعت نہیں ہے وہ ضبط کریں تا آنکہ اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کردے۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

«ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمْ. اَلنَّاكِحُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْعَفَافَ، وَالْمُكَاتَبُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْاَدَآءَ وَالْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ». (مشکوٰۃ: ص ۲۶۷)

"تین اشخاص ایسے ہیں کہ ان کی مدد اللہ کے ذمہ ہے۔ ایک وہ نکاح کرنے والا جو طالبِ عِفت ہو' دوسرا وہ مکاتَب غلام جو مال ادا کر کے آزاد ہونا چاہتا ہو اور تیسرا اللہ کی راہ کا مجاہد۔"

حالت فقر میں اجازتِ نکاح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے فقر کا شکوہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نکاح کرنے کا حکم فرمایا۔ ماحصل یہ ہے کہ فوری فقر اور تنگ دستی کا خود رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل خیال نہیں فرمایا۔ اور نہ اسکی وجہ سے کسی کو نکاح کی اجازت دینے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پس وپیش فرمایا۔

حدیث کی کتابوں میں واقعات مذکور ہیں کہ آپ ﷺ نے فوری فقر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شادی کا حکم دیا' کسی کے پاس کچھ نہ تھا صرف لوہے کی ایک انگوٹھی تھی اور آپ ﷺ نے اسے شادی کا حکم دے دیا' کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی تعلیم قرآن پر شادی کرا دی' جس کے پاس اس کے سوا کوئی دولت نہ تھی۔ کوئی خدمت نبوی ﷺ میں آیا اور شادی کی خواہش ظاہر کی' اور اس کے پاس ایک ازار (لنگی) کے سوا کچھ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے اسے شادی کی اجازت دے دی۔ کسی نے اپنی بیوی کو صرف جوتی دی اور آپ ﷺ نے شادی کی اجازت دے دی' حد یہ ہے کہ ایک لپ ستو اور کھجور پر شادی کی اجازت دے دی۔

ان حدیثوں کو پیش کر کے کہنا یہ ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں خود رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس طرح کے واقعات پیش آئے' جو بتاتے ہیں کہ تنگ دستی اور فقر و فاقہ کے اس عالم میں شادی کی اور کرائی گئی اور اللہ تعالیٰ نے خیر و برکت دی اور رزق کا سامان فرمایا۔

اسلام نے شادی کو اتنی اہمیت کیوں دی؟ ......اور پیغمبر اسلام علیہ السلام نے لوگوں کی شادی ایسی تنگدستی میں کیوں کرائی؟ سوچا جائے تو یہی معلوم ہوگا...... کہ سارا اہتمام اس لیے عمل میں آیا کہ عفت وعصمت کی پاکیزہ زندگی مُیسّر آئے' اور اس طرح جائز طور پر بچے پیدا ہوں۔ جس سے پاکبازی پھیلے' اور پھر دنیا میں اخلاق اور عزت وآبرو کی مٹی پلید نہ ہوسکے۔

نکاح اور افزائشِ نسل:

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

«تزوجوا الولود، وتناسلوا، فإني مُباهٍ بكم الأمم يوم القيامة». (ابن کثیر: ج۳' ص۳۸۶)

''بہت جننے والی عورت سے شادی کرو اور نسل بڑھاؤ' اس لیے کہ قیامت کے دن تمہاری وجہ سے فخر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کروں گا۔"

اس حدیث میں نکاح کا بھی حکم دیا گیا ہے اور یہ مقصد بھی نکاح کا بیان کیا گیا ہے کہ شادی کا منشأ توالد وتناسل اور نسل انسانی کی بقا ہے' تاکہ قوم کے افراد کی تعداد زیادہ سے زیادہ ہو۔

مشکوٰۃ میں ایک حدیث ان لفظوں کے ساتھ نقل کی گئی ہے:

«تزوجوا الودود الولود، فإني مكاثر بكم الأمم». (کتاب النکاح)

"خوب محبت کرنے والی اور بہت بچے دینے والی عورت سے شادی کرو' اس لیے کہ تمہاری کثرت سے اور امتوں پر فخر کروں گا۔"

اس حدیث میں تکثیر نسل کے ساتھ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شوہر سے محبت والفت کرنے والی عورت ہو کہ معاشرتی زندگی کے خوشگوار بنانے کی یہی واحد تدبیر ہے' میاں بیوی میں محبت والفت ہی کے رشتہ میں سارے خاندان کی مسرت پنہاں و پوشیدہ ہے۔

نکاح اور پاکدامنی:

ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "شادی کرنے سے انسان بہت ساری برائیوں سے بچ جاتا ہے' بلکہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ دنیا سے پاک وصاف جائے تو اس کا دامن عفت وعصمت سے ملوث نہ ہو' تو اس کی شکل یہی ہے:

«من أراد أن يلقى الله طاهرا مطهرا فليتزوج الحرائر». (مشکوٰۃ' کتاب النکاح)

"اللہ تعالیٰ سے جو شخص پاک وصاف ملنا چاہے اس کو شریف عورتوں سے شادی کرنا چاہیے۔"

اس حدیث میں شادی سے جو عفت وعصمت اور پاکدامنی حاصل ہوتی ہے' اس کا بڑا بلیغ بیان ہے بلکہ اس میں جو الفاظ آئے ہیں' ان سے سمجھا جائے تو یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ شادی کرنے سے اللہ تعالیٰ دوسرے گناہوں سے بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی کو بچا لیتا ہے' اور یہ کہ شادی' شادی کرنے والے کی ہدایت کا بھی اور پھر نجات کا بھی ذریعہ بن جاتی ہے۔

دیکھا بھی گیا ہے کہ جس کی شادی نہیں ہوتی' اور جائز طور پر جنسی میلان پورے نہیں کرتا وہ عموماً مختلف گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے' خواہ ان گناہوں میں غیر ارادی طور پر ہی لوگ کیوں نہ مبتلا ہو جاتے ہوں' لیکن شادی شدہ آدمی کے پاس چونکہ بچنے کا ذریعہ ہوتا ہے اس لیے عموماً ان گناہوں سے اس کا رشتہ خود بخود کٹ جاتا ہے' بخلاف ان لوگوں کے جو شادی بھی نہیں کرتے اور پاکدامنی کی زندگی بھی گزارنا چاہتے ہیں۔ خواہ مخواہ کش مکش کی ایسی زندگی گزارتے ہیں جس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ کس وقت ان سے کیا حرکت سرزد ہو جائے۔

ایک حدیث میں نکاح کو "نصف دین" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

«إذا تزوج العبد فقد استکمل نصف الدین». (مشکوۃ' کتاب النکاح)

"بندہ نے جب شادی کر لی تو اس نے نصف دین پورا کر لیا۔"

غور کیا جائے تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے کہ گناہوں کے بڑے حصہ کا تعلق جنسی میلانات ہی سے ہے۔ شرعی اور آئینی حدود میں اپنے آپ کو جکڑ دینے کے بعد اسباب کی حد تک بے راہ روی کے خطرات کم ہو جاتے ہیں۔

نکاح رسولوں ؑ کی سنت ہے:

حضرت عبداللہ بن جُبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کہ تم نے شادی کی؟ میں نے جواب دیا' نہیں۔ انہوں نے کہا:

تزوج، فإن خیر هذه الأمة کان أکثرهم نسآء، یعنی النبی ﷺ (جمع الفوائد.)

شادی کرو' کیونکہ اس امت کے سب سے بہتر فرد بیویوں کے اعتبار سے سب سے زیادہ تھے۔ یعنی نبی کریم ﷺ نے بہت شادیاں کیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر یہ بھی مسلم ہے کہ نکاح تمام انبیاء ورسلؑ کی سنت رہی ہے اور تقریباً تمام رسولوںؑ نے شادیاں کیں، اور بال بچوں والی زندگی گزاری ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾ (الرعد)

''اور یقیناً ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیویاں اور بچے بھی دیئے۔''

دینداری کی بنا پر عورت کا انتخاب:

عورت کے انتخاب کے مسئلہ میں شریعت مطہرہ کا مشورہ یہ ہے کہ دینداری کا لحاظ مقدم ہونا چاہئے۔ مال دار سے شادی کی جائے، اونچے حسب ونسب والی سے شادی کی جائے، حسین اور خوب صورت سے شادی کی جائے یا کسی معمولی عورت سے، بہر حال پہلے عورت کی دینداری اور سیرت کا جائزہ لیا جائے، ارشاد نبوی ﷺ ہے:

تنكح المرأة لأربع: لمالها ولحسبها ولجمالها ولدينها، فاظفر بذات الدين تربت يداك. (بخاری، باب الاکفاء فی الدین)

''عورت سے چار چیز کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے: اسکی مالداری کی وجہ سے اور اسکی دینداری کی وجہ سے حسب ونسب کی وجہ سے اور خوبصورتی کی وجہ سے پس دیندار کو لیکر کامیاب ہو۔''

محض دولت پرستی:

www.KitaboSunnat.com

مقصد یہ ہے کہ انسان جب شادی کرنے لگتا ہے تو عورت کا انتخاب انہی چیزوں کے پیش نظر کرتا ہے، کبھی بیوی کا انتخاب اس کی مالداری کی وجہ سے کرتا ہے کہ عورت صاحب جائداد ہے، باثروت ہے اور شان دار کوٹھی کی مالک ہے۔ اگر اس سے شادی ہوگئی تو زندگی مزے سے گزرے گی، بہت سی فکروں سے نجات مل جائے گی اور اپنے اِفلاس کے باوجود مطمئن زندگی کا ذریعہ پیدا ہو جائے گا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیندار ہو یا نہ ہو مگر انسان عجلت پسندی کی وجہ سے دوسرے پہلو پر غور نہیں کرتا کہ مالدار بیوی کو شریک حیات بنائے گا تو زندگی کا لطف جاتا رہے گا۔ لذت و مسرت مفقود ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کی اجتماعی زندگی کی جو صدارت مرد کے حوالہ کی ہے اس میں رخنہ پڑ جائے گا۔ عورت کے نان ونفقہ کا قیام باقی نہ رہ سکے گا' اور گھر کے سامان اور فرنیچر کو دیکھ کر جو مسرت ہوا کرتی ہے بال بچوں کے لباس سے طبیعت میں جو کیف وانبساط پیدا ہوتا ہے یہ کرکرا ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ سب غیر کا اثر نعمت ہے۔ اپنی کمائی نہیں۔ بیوی کی نگاہ میں جو عزت و وقعت چاہئے' باقی نہ رہے گی کیونکہ مالدار بیوی کی نظر میں مفلس شوہر کی وقعت مینجر اور منتظم سے زیادہ نہیں ہوتی ہے اور یہ بھی اس وقت جب عورت بلند اخلاق ہو' اور اگر خدانخواستہ عورت بے ادب ہوئی تو ہر قدم پر ٹھوکر لگائے گی اور احسان جتائے گی۔ پھر اپنی اس مالدار بیوی سے جو اولاد ہو گی۔ یہ اولاد بھی باپ کی وہ عزت و تکریم نہیں کر سکتی جو کرنی چاہئے۔ بیوی کی کسی غلطی پر شوہر تنبیہ کرنا چاہے گا تو ایسی بیوی مقابلہ کے لیے آمادہ ہو جائیگی' اور نہ معلوم کیا کیا کہہ دے گی۔ پھر خود سوچا جائے ایسے حالات میں زندگی کی لذت و مسرت کیا باقی رہے گی۔ اس طرف اشارہ کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لا تزوجوهن لأموالهن فعسى أَمْوَالُهُنَّ أَنْ تُطْغِيَهُنَّ».

(ابن ماجہ: باب تزوج ذات الدین)

''عورتوں سے ان کی مالداری کی وجہ سے شادی نہ کرو' عموماً ان کا مال ان کو سرکشی پر آمادہ کر دیتا ہے۔''

محض حسب ونسب کی بنا پر انتخاب:

کبھی کوئی عورت کا انتخاب محض اس کے حسب ونسب کی وجہ سے کرتا ہے' ذاتی شرافت اور صلاحیت بھی نہ ہو' اور پھر اگر صرف نسلی امتیاز ہو اور دینداری نہ ہو تو یہ نسلی امتیاز عورت میں کبر وغرور پیدا کر دیتا ہے اور وہ اپنے مقام سے آگے بڑھ جانے کی سعی کرتی ہے' بتدریج یہ چیز بھی مرد کی قوامیت کو مجروح کر ڈالتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ مقصد یہ نہیں ہے کہ نسب کا لحاظ کیا ہی نہ جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ محض نسلی امتیاز کوئی مفید چیز نہیں' جب تک ذاتی صلاحیت اور دینداری نہ ہو' اور یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہئے کہ اسلام میں اول دینداری' پھر کوئی اور چیز ہے۔ دین کے مقابلہ میں حسب نسب کوئی چیز نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«وَلَأَمَةٌ خَرْمَاءُ سَوْدَآءُ ذَاتُ دِينٍ أَفْضَلُ». (ابن ماجہ)

''کالی کلوٹی' بے وقوف لونڈی' جو دیندار ہو افضل ہے۔''

دوسری حدیثوں سے بھی اس نقطۂ نظر کی تائید ہوتی ہے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اولیاء متقی ہیں' جہاں کہیں بھی ہوں اور جو کوئی بھی ہوں۔

حُسن پرستی:

اور کبھی کوئی بیوی کے انتخاب میں محض خوبصورتی کو معیار بنا لیتے ہیں کہ تراش خراش اور نوک پلک دلکش ہو' رنگ وروپ میں جاذبیت ہو' عشوہ وادا کی مجسمہ ہو اور اس کے اعضاء متناسب ہوں' اور صرف یہی نہیں بلکہ جدید روشنی سے آراستہ ہو' شوخ اور بے باک ہو اور زمانہ کے اثر سے پوری متأثر ہو۔

مگر ان خیالات کے وقت سوچتے نہیں کہ یہ کوئی خاص خوبی نہیں۔ اگر اس میں صلاحیت اور سلیقہ نہیں' محض خوبصورتی کوئی معیار نہیں' اگر خوبصورتی کے ساتھ قبولِ سیرت نہ ہو۔ کیونکہ پھر یہ حسن وجمال سراپا فتنہ بن جائے گا' اور یہ حسن بیوی میں تجبُّر اور ناز ضرورت سے زیادہ پیدا کر دے گا' اور وہ فضول خرچ اور متکبر ثابت ہوگی' دوسرے لوگ الگ فتنہ میں ڈالنے کی سعی کریں گے' اور اسی تنہا خوبصورتی کے متعلق ارشاد نبوی ﷺ ہے:

«لا تزوجوا النساء لحسنهن فعسى حسنهن أن يرديهن». (ابن ماجہ: باب تزویج ذات الدین)

''عورتوں سے محض ان کے حسن کی وجہ سے شادی کی خواہش نہ کرو' کیونکہ حسن عموماً ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معیار' دینداری اور ذاتی صلاحیت ہو:

اس لیے رسول الثقلین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شادی کے موقع پر عورت کے انتخاب میں ''دینداری'' کو معیار بناؤ۔ مال و دولت' حسن و جمال اور حسب ونسب ایسی چیزیں نہیں ہیں جن کو اس باب میں معیار قرار دیا جائے' بیوی کے انتخاب میں آدمی کا فریضہ ہے کہ وہ اس کی ذاتی صلاحیت اور لائقیت پر نگاہ رکھے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا: ''حسن و جمال اور دولت وثروت'' کی بنیاد پر شادی نہ کیا کرو کہ ان سے فتنے کے اندیشے ہیں' البتہ تم دینداری کو وجہ ترجیح بناؤ' کہ کالی کلوٹی دیندار عورت بہر حال بہتر ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

«ولکن تزوجوهن على الدين». ''اور لیکن عورتوں سے شادی' ان کی دینداری کی بنیاد پر کرو۔''

(ابن ماجہ: باب افضل النساء)

بات بھی معقول ہے کہ با صلاحیت اور دیندار بیوی شوہر کے حقوق کا ہر وقت احساس رکھتی ہے' شوہر کی خوشنودی اپنا فریضہ سمجھتی ہے اور گھر کے کام ہر حال میں عمدہ انداز سے چلاتی ہے۔ ایسی عورت میں بے جا کبر وغرور نہیں پیدا ہوتا۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کا پورا دھیان رہتا ہے۔ پڑوسیوں' قرابت داروں اور دوسرے لوگوں سے جھگڑا نہیں کرتی۔ خود دوسرے لوگوں کو بھی دیندار اور نیک عورت پر اعتماد ہوتا ہے۔ محلہ پڑوس کے لوگ اس کی عزت کرتے ہیں اور اس طرح شوہر کا گھر باوقار بن جاتا ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو چار چیزیں حاصل ہو جائیں اس کو دین ودنیا دونوں کی بہتری حاصل ہو گئی' ایک شکر گزار دل' دوسرے ذاکر زبان' تیسرے مصائب پر صبر کرنے والا بدن اور چوتھے ایسی بیوی جو گناہ سے اجتناب کرنے والی اور شوہر کے مال کی محافظ ہو۔ (ابن ماجہ: باب افضل النساء)

ایک مرتبہ رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''شادی ایسی عورت سے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے جو اپنے اندر کمال درجہ کا ایمان رکھتی ہو اور آخرت کے لیے معین اور مدد گار ثابت ہو۔" (مفتاح الخطابہ: ص ۱۸۱)

دین اور حسن کا اجتماع:

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت کو ترغیب دیتے کہ دیندار اور خوبصورت عورت سے شادی کیا کریں' الفاظ یہ ہیں:

وکان ﷺ یحرض أمته علی النکاح الأبکار الحسان ذوات الدین. (زادالمعاد: ج ۳' ص ۱۴۶)	نبی کریم ﷺ اپنی امت کو باکرہ' خوبصورت اور دیندار عورتوں سے شادی کرنے کی ترغیب دیتے۔

جو کچھ اوپر لکھا گیا ہے' اس سے اتنی بات آسانی سے ثابت ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی خوبصورت عورت سے شادی کرے تو یہ کوئی عیب کی بات نہیں' بلکہ اچھی بات ہے مگر حسن و جمال کو مقصدِ اصلی قرار نہ دینا چاہیے اور نہ صرف خوبصورتی ہی پر نظر رکھنی چاہیے' بلکہ ساتھ ساتھ اخلاق و اعمال اور سیرت و کردار پر بھی نظر ہونی چاہیے۔

خوبصورتی کا معیار:

پھر واضح رہے کہ خوبصورتی کا مطلب صرف چمڑے اور رنگ وروپ کی خوبصورتی نہیں ہے بلکہ ساتھ ہی سیرت بھی خوب ہو' اخلاق و اعمال پاکیزہ ہوں اور دین میں پختگی بھی ہو' پھر خوبصورتی کا معیار رنگ وروپ میں بھی اپنے طبعی ذوق پر ہے' کسی آدمی کو وہ عورت بھی خوبصورت معلوم ہوتی ہے جو بہتوں کی نگاہ میں بدصورت سمجھی جاتی ہے تو اب اس معاملہ میں دوسروں کی پسند کا اعتبار نہ ہوگا۔

سچی بات پوچھئے تو بہت سے واقعات کی روشنی میں کہنا پڑتا ہے کہ خوبصورتی محبت سے "پیدا ہوتی ہے اور موافقت و پسندیدہ سیرت سے" واقعات شاہد ہیں کہ محبت و عشق نے رنگ وروپ کی جاذبیت کو غلط ثابت کر دیا ہے' پھر اس وقت اور بھی جب اعمال و اخلاق اچھے نہ ہوں' اس لیے رنگ وروپ پر جان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینا عقلمندی نہیں ہے' ہاں دینداری اور پسندیدہ اعمال واخلاق کے ساتھ خوبصورتی مل جائے تو نعمت سمجھنا چاہیے۔ (اسلام کا نظام عفت وعصمت: ص۱۸۰)

جس عورت کو نکاح کا پیغام دینا ہو اس پر نظر ڈالنا:

مسلمان جب شادی کا عزم کر لے اور کسی مخصوص عورت کو نکاح کا پیغام دینے کا ارادہ کر لے تو نکاح کے سلسلہ میں کوئی قدم اٹھانے سے پہلے وہ اس عورت کو دیکھ سکتا ہے۔ ایسی صورت میں اس عورت پر نظر ڈالنا جائز ہے تاکہ وہ سوچ سمجھ کر قدم اٹھائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آنکھیں بند کر کے چل پڑے اور بعد میں پچھتانے لگے کہ اس مصیبت سے کس طرح چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔

آنکھیں درحقیقت دل کی پیغامبر ہیں اور آنکھوں کے ملنے سے دل ملنے لگتے ہیں اور اَرواح کے درمیان اُنسیت پیدا ہو جاتی ہے۔ امام مسلمؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ:

كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَظَرْتَ إِلَيْهَا؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَاذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ الأَنْصَارِ شَيْئًا». (مشکوٰۃ' ص:۲۶۸)

''میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کو اطلاع دی کہ اس نے انصار کی ایک خاتون سے نکاح کا ارادہ کر لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ''تم نے اسے دیکھا ہے؟'' اس نے کہا نہیں۔ فرمایا: ''جاؤ اور اسے دیکھ لو' کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ نقص ہوتا ہے۔''

مُغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ خَطَبَ امْرَأَةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اُنْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُّودَمَ بَيْنَكُمَا». فَأَتَى أَبَوَيْهَا

انہوں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''اسے دیکھ لو کہ ایسی صورت میں تمہارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَأَخبرهُمَا بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَكَأَنَّهُمَا كَرِهَا ذٰلِكَ. ...... فَسِمِعَتْ ذٰلِكَ الْمَرْأَةُ وَهِيَ فِي خِدْرِهَا. فَقَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَمَرَكَ أَنْ تَنْظُرَ فَانْظُرْ ...... قَالَ الْمُغِيْرَةُ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا. (احمد وابن ماجہ والترمذی وابن حبان والدارمی)	درمیان موافقت پیدا ہو جانے کا قوی امکان ہے۔'' مغیرہ عورت کے والدین کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے ارشاد سے ان کو مطلع کیا۔ انہوں نے نامناسب سا خیال کیا۔...... لیکن جب عورت نے پردہ کے اندر سے سنا تو کہا: اگر رسول اللہ ﷺ نے دیکھنے کے لیے کہا ہے تو

دیکھ لیجئے۔ مغیرہ کہتے ہیں یہ جواب سن کر میں نے اسے دیکھ لیا اور اس سے شادی کر لی۔

مخطوبہ (وہ عورت جس کو شادی کا پیغام دیا جائے) کو کس حد تک دیکھا جا سکتا ہے؟ اس کی کوئی صراحت نبی ﷺ نے نہیں فرمائی ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ چہرے اور ہتھیلیوں کو دیکھا جا سکتا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس میں پیغام کی کیا خصوصیت ہوئی؟ ان اعضاء پر تو پیغام کے بغیر بھی نظر ڈالی جا سکتی ہے' پیغام کے لیے دیکھنے کا جو استثناء ہے اس سے تو یہی متبادر ہوتا ہے کہ عام حالات میں جس حد تک دیکھنا جائز ہے اس سے کچھ زیادہ ہی دیکھنا اس موقع پر جائز ہے۔ حدیث میں آیا ہے:

«إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَقَدِرَ أَنْ يَّنْظُرَ مِنْهَا بَعْضَ مَا يَدْعُوْهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ». (مشکوۃ' ص: ۲۶۸)	''جب کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے اور اس کے لیے یہ ممکن ہو کہ اس کو کسی قدر دیکھ لے یعنی جس قدر دیکھنا نکاح کے لیے ضروری ہے تو وہ ایسا کر لے۔''

ایک طرف بعض علماء اس حد تک رُخصت کے قائل ہیں اور دوسری طرف کچھ دوسرے علماء کا اس معاملہ میں مسلک بہت تنگ ہے۔ بہتر صورت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توسط اور اعتدال کی ہے۔ بعض محققین کی رائے میں پیغام دینے والے شخص کو اس حد تک اجازت ہونی چاہئے کہ وہ مخطوبہ کو ایسے لباس میں دیکھے جس میں کہ وہ اپنے باپ' بھائی اور دیگر محرموں کے سامنے بلاتکلف آتی ہے بلکہ اس بات کی بھی اجازت ہونی چاہئے کہ مخطوبہ کے فہم' ذوق اور امتیازی خصوصیات کا مشاہدہ کرنے کی غرض سے کسی محرم کی معیت میں اس کے ساتھ کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں معمولاً اس مخطوبہ کی آمد و رفت رہتی ہو بشرطیکہ وہ مقام جائز نوعیت کا ہو اور مخطوبہ شرعی لباس میں ہو۔ اس لیے کہ یہ باتیں مذکورہ حدیث ''جس قدر دیکھنا نکاح کے لیے ضروری ہے۔'' کے مفہوم میں شامل ہیں۔

(المرأۃ بین البیت والمجتمع للاستاذ البہی الخولی: ص ۲۴)

پیغام دینے والا شخص مخطوبہ اور اس کے گھر والوں کو مطلع کر کے بھی اسے دیکھ سکتا ہے اور بغیر اطلاع کے بھی' بشرطیکہ ارادہ واقعی پیغام دینے کا ہو۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اپنی بیوی کے بارے میں کہتے ہیں کہ میں ایک درخت کے پیچھے چھپ کر اسے دیکھنے کی کوشش کرتا تھا۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان باپ کے لیے روا نہیں ہے کہ وہ رسم و رواج کے نام پر اپنی بیٹی کو دیکھنے سے کسی ایسے شخص کو روکے جو واقعی اس کو نکاح کا پیغام دینا چاہتا ہو۔ ضروری ہے کہ رسم و رواج شریعت کے تابع رہیں۔ شریعت کو رسم و رواج کے تابع کرنا بڑی غلط بات ہے۔

اسی طرح یہ بات بھی جائز نہیں ہے نہ باپ کے لیے اور نہ پیغام دینے والے کے لیے اور نہ ہی مخطوبہ کے لیے کہ وہ رخصت سے فائدہ اٹھا کر کسی نوجوان لڑکے یا لڑکی کے گلے میں ہاتھ ڈالیں اور پیغام کے نام پر تھیٹروں' تفریح گاہوں اور بازاروں کی سیر کریں اور ساتھ میں کوئی محرم بھی نہ ہو۔ آج کل مغربی تہذیب کے دلدادہ ایسے طریقے اختیار کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہ ہے کہ انتہا پسندی خواہ وہ دائیں جانب ہو یا بائیں جانب اسلام کے مزاج سے قطعاً مناسبت نہیں رکھتی۔

پیغام دینے کی حرام صورتیں:

مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو نکاح کا پیغام دے جو طلاق یا شوہر کی وفات کی عدت گزار رہی ہو۔ چونکہ عدت کی مدت سابق رشتہ زوجیت کے احترام کے لیے ہوتی ہے اس لیے اس معاملہ میں زیادتی کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو دورانِ عدت اس کے ذہن میں یہ بات اشارے کنایہ میں ڈال سکتا ہے کہ وہ نکاح کے لیے آمادہ ہے' مگر صراحت کے ساتھ وہ پیغام نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ﴾ (البقرة ۲۳۵)

''اور اس بات میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ پیغامِ نکاح کی بات اشارہ کنایہ میں کہو۔''

دوسری بات یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے پیغام پر پیغام دینا حرام ہے' جبکہ بات چیت کامیابی کے مرحلہ میں پہنچ گئی ہو۔ کیونکہ جس شخص نے پہلے پیغام دیا ہے اس کو ایک قسم کا حق حاصل ہو گیا ہے جس کا خیال رکھنا چاہیے۔ نیز لوگوں کے ساتھ تعلقات کی بہتری اور خلاف مروت کام کرنے سے احتراز کے پیش نظر بھی ایسا کرنا ضروری ہے ورنہ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ پہلے شخص کا حق چھین لیا گیا اور یہ ایک طرح کی زیادتی ہو گی۔ لیکن اگر پہلا شخص جس نے پیغام دیا ہے اپنا ارادہ ترک کر دے یا خود ہی دوسرے شخص کو پیغام کی اجازت دیدے تو ایسی صورت میں دوسرے شخص کے پیغام دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«الْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ فَلَا يَحِلُّ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَبْتَاعَ عَلَى

''مومن' مومن کا بھائی ہے۔ کسی مومن کے لیے جائز نہیں کہ اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبْ عَلَىٰ خِطْبَةِ أَخِيهِ». (مسلم)

بھائی کے سودے پر سودا کرے اور نہ یہ بات جائز ہے کہ اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام دے۔''

نیز فرمایا:

«لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَىٰ خِطْبَةِ الرَّجُلِ حَتَّىٰ يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ». (البخاری)

''کوئی شخص کسی کے پیغام پر پیغام نہ دے تا وقتیکہ جس نے پیغام دیا ہے وہ اپنا ارادہ ترک نہ کرے یا دوسرے شخص کو اجازت نہ دے۔''

نکاح کے لیے ولی کی شرط

ولی عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لیے اردو میں سرپرست، منتظم، دوست ومددگار وغیرہ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن ہر طرح کا سرپرست اسلامی نکتہ نظر سے عورت کا ولی نہیں بن سکتا بلکہ اسلام صرف اس سرپرست کو عورت کا ولی تسلیم کرتا ہے جو عورت کا دیگر رشتہ داروں کے مقابلہ میں سب سے قریبی ہو اور چونکہ عورت کا باپ، خونی ونسبی تعلق کی وجہ سے بیٹی کے نکاح کا سب سے بڑا ذمہ دار ہوتا ہے اس لیے لڑکی کا ولی اس کا باپ ہے۔ لیکن اگر بالفرض عورت کا باپ نہ ہو تو پھر اس کا دادا اور پڑدادا ولایت کے حقدار قرار پاتے ہیں۔ اگر یہ بھی نہ ہوں تو پھر عورت کے بھائی پھر چچا اور ماموں وغیرہ عورت کے ولی بننے کے مستحق ہیں۔ حتی کہ بعض صورتوں میں اگر عورت مطلقہ اور اس کے بیٹے بالغ ہوں تو بیٹے اپنی والدہ کے نکاح ثانی کے لیے ولی بن سکتے ہیں۔ اور اگر بالفرض کسی عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو پھر حاکم وقت اس عورت کے ولی کی حیثیت رکھتا ہے، جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«فالسلطان ولی من لا ولی له». ''حاکم وقت اس عورت کا ولی ہو گا جس کا کوئی ولی نہ ہو۔''
(ابوداود، ص:..........)

عورت خواہ بالغ ہو یا نابالغ' باکرہ ہو یا ثیبہ' مطلقہ ہو یا بیوہ بہرصورت اس کے نکاح کی درستگی کے لیے اس کے ولی کی موجودگی یا رضا مندی ضروری ہے۔ جیسا کہ درج ذیل دلائل سے ثابت ہے۔

عورت کے نکاح کے لیے اس کے ولی کی رضامندی ضروری ہے:

قرآنی دلائل:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٢١﴾﴾ (البقرة)

''اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مومن لونڈی آزاد مشرکہ (عورت) سے بہتر ہے اگرچہ وہ (آزاد مشرکہ عورت) تمہیں بھلی لگے۔ اور مشرک مردوں سے (اپنی عورتوں کا) نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مومن غلام آزاد مشرک آدمی سے بہتر ہے خواہ تمہیں وہ (آزاد مشرک آدمی کتنا ہی) اچھا لگے۔ یہ مشرک لوگ تو تمہیں جہنم کی طرف بلاتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے اذن سے تمہیں جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور وہ اپنے احکام اسی انداز سے کھول کھول کر لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔''

اس آیت میں مسلمانوں کو مشرک مردوں اور مشرک عورتوں سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ مسلمان مردوں کے لیے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے یہ انداز اختیار فرمایا ہے کہ تم بذات خود مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو تاوقتیکہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ مگر مسلمان عورتوں کے لیے مشرک مردوں سے نکاح نہ کرنے کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ انداز اختیار نہیں کیا کہ ''عورتو! تم بھی مشرک مردوں سے نکاح نہ کرو۔'' بلکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے اولیاء کو خطاب فرمایا اور حکم دیا کہ تم مسلمان عورتوں کا نکاح مشرک مردوں سے نہ کرو تاوقتیکہ وہ مسلمان ہو جائیں۔

قرآن مجید کے اس انداز بیان سے واضح ہو جاتا ہے کہ مسلمان عورت اپنے نکاح کا معاملہ ازخود طے نہیں کر سکتی بلکہ اس کے نکاح کا معاملہ اس کے ولی کی وساطت و رضامندی ہی سے طے پائے گا۔ جیسا کہ امام قرطبیؒ اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ:

«في هذه الآية دليل بالنص على أن لا نكاح إلا بولي». (تفسیر قرطبی: ۳/۴۹)

''یہ آیت بطور نص اس بات کی دلیل ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر (عورت کا) نکاح صحیح نہیں۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اس آیت کی روشنی میں رقمطراز ہیں کہ:

«فخاطب الرجال بإنكاح الأيامى». (مجموع الفتاوی: ۳۲/۱۳۳)

''بے نکاحوں کے نکاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کو مخاطب کیا ہے۔''

ابوبکر بن العربی اپنی کتاب امام محمد بن علی حسین (ابوجعفر) کے حوالہ سے رقمطراز ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نکاح ولی کی اجازت کے ساتھ (مشروط) ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ:

«وهي مسألة بديعة ودلالة صحيحة». (احکام القرآن: ۶/۱۵۸)

''یعنی ولایت نکاح کا مسئلہ انوکھی اہمیت کا حامل ہے اور اس آیت سے ولی کی اجازت کے ضروری ہونے کا استدلال کرنا صحیح ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٣٢﴾﴾ (البقرة)

''نیز جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں اپنے پہلے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جبکہ وہ معروف طریقے سے آپس میں نکاح کرنے پر راضی ہوں۔ جو کوئی تم میں سے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے' اسے اسی بات کی نصیحت کی جاتی ہے' یہی تمہارے لیے شائستہ اور پاکیزہ ہے (اور اپنے احکام کی حکمت) اللہ ہی جانتا ہے تم نہیں جانتے۔''

اس آیت کے شان نزول کے حوالہ سے صحیح بخاری میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی' میں نے اپنی بہن کا نکاح ایک آدمی سے کیا اور کچھ عرصہ کے بعد اس نے میری بہن کو طلاق دے دی۔ حتی کہ جب عدت گزر گئی تو اس نے دوبارہ نکاح کا پیغام بھیجا جس پر میں نے اس سے کہا کہ میں نے اس کا تیرے ساتھ نکاح کیا' اس کو تیرا بستر بنایا اور تیری عزت وتکریم کی' مگر تو نے اسے طلاق دے دی اور اب پھر تو نکاح کے ارادے سے آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اب وہ تیری طرف کبھی نہ لوٹے گی۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ آدمی برا نہیں تھا اور میری بہن اس کے ساتھ رجوع بھی کرنا چاہتی تھی۔ (مگر میرے ولی ہونے کے ناطے اس سے انکار کرنے لگی) پھر یہ آیت (مذکورہ بالا) نازل ہوئی اور میں نے کہا: اے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول! اب میں ان کا آپس میں نکاح کر دوں گا۔ چنانچہ میں نے اس آدمی کے ساتھ اپنی بہن کا دوبارہ نکاح کر دیا۔" (بخاری، کتاب النکاح)

حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ:

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں (رجعی) دیتا ہے اور عورت کی عدت گزر جانے پر اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ شادی کے ذریعے رجوع کر لے اور خود مطلقہ عورت بھی رجوع کے لیے تیار ہو۔ مگر اس کے اولیاء رکاوٹ ڈالتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اولیاء کو رکاوٹ ڈالنے سے منع کیا ہے...... اس آیت میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ عورت خود اپنا نکاح نہیں کر سکتی بلکہ ولی کی اجازت بہر صورت ضروری ہے۔" (تفسیر ابن کثیر: ۱/۴۲۲)

﴿وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ﴾ (۳۲) (النور) "اور تمہارے اندر جو بے شوہر ہیں ان کے نکاح کر دو۔"

اس آیت میں بھی عورت کے اولیاء کو خطاب ہے کہ وہ باکرہ، مطلقہ یا بیوہ عورتوں کے نکاح کا بندوبست کریں جیسا کہ امام بغویؒ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ:

"اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ بے شوہر عورتوں کی شادی کا بندوبست کرنا اولیاء کی ذمہ داری ہے کیونکہ نکاح کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے عورتوں (کی بجائے) ان کے اولیاء ہی کو مخاطب فرمایا ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے غلام اور لونڈی کی شادی کی ذمے داری ان کے آقاؤں پر ہے...... اور یہی اکثر اہل علم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام اور ان کے مابعد کے لوگوں کا قول ہے۔" (ہدیۃ العروس)

نکاح کے لیے اعلان:

نسبت طے ہو جانے کے بعد نکاح کے لیے دن' تاریخ اور وقت اور مقام کا اعلان کر دینا چاہئے' نکاح کے لیے تشہیر مستحب ہے' چنانچہ حدیث ملاحظہ ہو:

عن عائشة قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «أَعْلِنُوا هٰذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالدُّفُوْفِ». (مشکوٰۃ:۲۷۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "نکاح باِاعلان کیا کرو اور مسجدوں میں کیا کرو' اور دف بجوایا کرو۔"

رسول اللہ ﷺ کی اس ہدایت کا مقصد بظاہر یہی ہے کہ نکاح چوری چھپے نہ ہو اس میں بڑے مفاسد کا خطرہ ہے' لہٰذا باِاعلان کیا جائے۔ اور اس کے لیے آسان اور بہتر یہ ہے کہ مسجد میں کیا جائے' مسجد کی برکت بھی حاصل ہو گی اور لوگوں کو جمع کرنے جوڑنے کی زحمت بھی نہ ہو گی' گواہوں' شاہدوں کی شرط بھی آپ سے آپ پوری ہو جائے گی۔

نکاح کے لیے شہادت ضروری ہے:

شہادت عقد نکاح کے صحیح ہونے کی ایک شرط ہے' گواہوں کی تعداد کم سے کم دو ہوں۔ دونوں کا مرد ہونا ضروری ہے۔ ایک شخص کی گواہی سے نکاح درست نہ ہو گا۔ دو عورتوں کی گواہی سے بھی نکاح درست نہ ہو گا۔ دو عورتوں کے ساتھ ایک مرد کی گواہی ضروری ہے۔

عن ابن عباس أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْبَغَايَا الَّتِي يَنْكِحْنَ أَنْفُسَهُنَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ». (مشکوٰۃ:۲۷۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "جو عورتیں اپنا نکاح شاہد گواہ کے بغیر (چوری چھپے) کر لیں وہ حرامکار ہیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً بھی روایت کیا ہے۔ جس طرح کہ یہاں نقل کیا گیا ہے' اور موقوفاً بھی روایت کیا ہے' یعنی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں بلکہ خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول اور فتویٰ ہے۔ اور سند کے لحاظ سے اسی کو ترجیح ہے۔ لیکن اگر یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بھی ہو تو ظاہر ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے بغیر ایسی بات اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتے۔ اس لیے فقہاء اور محدثین کے مسلمہ اصول پر یہ مرفوع ہی کے حکم میں ہے۔ اسی وجہ سے امت کے قریب قریب تمام ائمہ مجتہدین اس پر متفق ہیں کہ شہادت نکاح کے شرائط میں سے ہے' جس کے بغیر نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا۔

شرائطِ نکاح:

عُقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''احسن شروط کہ جس کو تم وفا کرو وہ شرطیں ہیں جس سے تم نے فرج کو حلال کیا ہے۔'' مراد اس سے یا تو مہر ہے یا تمام وہ شروط ہیں جن کی ترغیب دے کر نکاح کیا ہے یا وہ باتیں ہیں جن کی عورت مقتضائے زوجیت مستحق ہے' ورنہ ایسی شرطیں جو شرع کے خلاف ہیں' ان کا پورا کرنا لازم نہیں۔

مقامِ نکاح:

جس طرح شادی بیاہ کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں کہ دن یا رات کے فلاں فلاں اوقات ہی میں شادی کی جائے' اسی طرح شادی بیاہ کے لیے شریعت نے خاص جگہ کی پابندی بھی عائد نہیں کی بلکہ گھر' مسجد' کھلے میدان یا ہوٹل وغیرہ میں جہاں بآسانی شادی کا انتظام ہوسکتا ہے' وہاں شادی بیاہ کا انعقاد کیا جا سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں رہتے ہوئے بھی شادی کی (مثلاً حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی) اسی طرح مدینہ میں اقامت کے بعد جائے رہائش پر شادیاں کیں۔ حالت سفر میں کھلے میدان میں بھی شادی کی (مثلاً خیبر کے موقع پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی) مسجد میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شادیاں کیں۔

بعض لوگ مسجد ہی میں نکاح کو ضروری قرار دیتے ہیں اور اس کی دلیل کے لیے یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أعلنوا هذا النكاح واجعلوه في المساجد واضربوا عليه بالدف». (مشکوٰۃ:۲۷۲)

''نکاح کا اعلان کیا کرو' اسے مساجد میں منعقد کیا کرو اور اس موقع پر دف بجاؤ۔''

لیکن شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کا پہلا فقرہ یعنی نکاح' اعلان کرکے کیا جائے' تو صحیح ہے' لیکن دوسرا فقرہ صحیح نہیں ہے۔ (ارواء الغلیل' حدیث:۱۹۹۳' وسلسلۃ الاحادیث الضعیفہ' حدیث:۹۷۸' وضعیف الجامع:۹۶۶)

اس لیے مساجد میں نکاح کرنا ضروری ہے نہ اسے سنت ہی کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کی کوئی اصل نہیں ملتی۔ اور اس سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عہد رسالت میں نکاح کی تقریب کو اتنی اہمیت کبھی نہیں دی گئی جو آج کل ہمارے معاشرے میں اسے حاصل ہے۔ عہد نبوی میں یہ ایک مختصر سی گھریلو تقریب ہوتی تھی جس میں خاندان کے لوگ شامل ہوتے تھے نہ دوست احباب۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک کو نکاح کی تقریب میں شریک نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے کپڑوں میں کچھ زردی سی لگی ہوئی دیکھی تو پوچھا' یہ کیا ہے؟ انہوں نے وضاحت کی کہ میں نے شادی کر لی ہے۔ (صحیح بخاری' النکاح)

اس سے معلوم ہوا کہ شادی کے موقع پر خاندان اور برادری اور دوست احباب کو جمع کرنا یہ بھی ایک قابل اصلاح رسم ہے اس کی بھی کوئی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا عمل میں نہیں ملتی۔

لڑکی کے گھر برات لیجانا:

لڑکی کے گھر لمبی چوڑی برات لے کر جانا ہندوؤں کی رسم ہے' برصغیر میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرصۂ دراز تک مسلمان ہندوؤں کے ساتھ اکٹھے رہے ہیں اس لیے ہندوؤں کی بہت سی رسمیں مسلمانوں میں بھی آ گئی ہیں۔ برات لیجانا بھی ہندوؤں کی ہی رسم ہے۔ کتاب وسنت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لڑکی والوں کو ایسی برات کو کھانا کھلانا بھی ضروری نہیں ہے۔ البتہ لڑکی کو لانے کے لیئے جو پانچ سات آدمی جائیں جو انتہائی قریبی ہوں' ان کو بحیثیت مہمان کے کھانا کھلایا جاسکتا ہے اوران کی آؤ بھگت کی جاسکتی ہے' لمبی چوڑی برات کے لیے ثبوت نہیں۔

نکاح کے لیے بلاوا:

نکاح کے وقت اپنے قریبی اعزہ اور احباب کو بلا لینا پسندیدہ ہے' لیکن لازم نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جاؤ ابوبکر' عمر' عثمان' طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کو اور انصار کے کچھ لوگوں کو بلا لاؤ' چنانچہ ان ہی کے سامنے آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ یہ نمونہ ہے ہمارے لیے' اس میں نہ تو بلانے والے کو کچھ کرنا ضروری ہوتا ہے اور نہ آنے والوں کو زحمت ہوتی ہے' اس سے زیادہ اگر کچھ کیا جائے گا تو اس میں زحمت بھی ہوگی اور اسوۂ حسنہ کی پیروی نہ ہو پائے گی۔

ولی کو لڑکی سے اجازت لینے کا طریقہ:

بالغہ لڑکی کا ولی دو گواہوں کے سامنے ان الفاظ کے ساتھ اجازت لے کہ ''میں تمہارا نکاح فلاں لڑکے سے اتنے مہر معجّل یا مؤجل پر پڑھانا چاہتا ہوں' تم اجازت دیتی ہو یا تم نے اجازت دی۔'' اگر لڑکے کے بارے میں لڑکی کو پہلے نہیں بتایا جا چکا ہے تو اذن لیتے وقت پورا تعارف کرا دینا چاہیئے تا کہ وہ اچھی طرح سمجھ لے کہ کون اور کیسا آدمی ہے۔ کنواری لڑکی کا خاموش ہو جانا' آنسو بہا دینا یا ہاں ہوں کر دینا اس کی اجازت سمجھی جائے گی۔ اور اگر کنواری نہیں ہے' یعنی ایک شادی بلوغ کی حالت میں پہلے ہو چکی تھی تو پھر اسے صراحتہً ''مجھے منظور ہے۔'' ''میں اجازت دیتی ہوں۔'' کہنا چاہیئے۔ نابالغہ لڑکی سے ولی کو پوچھنے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت نہیں ہے' ولی اپنی صوابدید سے نکاح پڑھا سکتا ہے۔

وکیل کے ذریعے اجازت لینا:

ولی اگر کسی آدمی کو وکیل بنا دے کہ تم اجازت لے کر نکاح پڑھا دو تو وکیل کو بھی دو گواہوں کے سامنے انہی الفاظ کے ساتھ اجازت لینا چاہیے جیسے اوپر بیان ہوئے اور بالغ بیوہ سے صراحۃً اجازت لے لینا چاہیے' خاموشی یا رو دینا کافی نہیں ہے۔

ولی یا وکیل کے ساتھ گواہوں کو بھی الفاظ (اجازت کے) سننا چاہئیں۔

عام طور پر پہلے لڑکی سے اجازت لی جاتی ہے اور پھر لڑکے سے قبول کروایا جاتا ہے۔لیکن اگر کہیں اس کے برعکس صورت واقع ہو۔یعنی لڑکے سے پہلے ایجاب کرایا جائے تو بالغ اور سمجھدار لڑکے سے صریح الفاظ کے ساتھ ایجاب قابل اعتبار ہوگا ورنہ نہیں' البتہ اگر لڑکا نابالغ اور ناسمجھ ہے تو ولی کی اجازت کافی ہے۔

قبول کرنے کا طریقہ:

جس طرح دو گواہوں کے سامنے اجازت لے گئی ہے اسی طرح دو گواہوں کی موجودگی میں قبول بھی ہونا چاہیے۔قبول کا طریقہ یہ ہے کہ لڑکے یا لڑکی سے یہ کہا جائے کہ میں فلاں لڑکے یا لڑکی کا نکاح اتنے مہر پر تمہارے ساتھ کر رہا ہوں۔تم نے اسے قبول کیا؟ جواب میں صاف صاف کہنا چاہیے کہ میں نے قبول کیا۔تین بار قبول کروانا لازم نہیں ہے' ایک ہی بار کافی ہے۔

مہر کا ذکر کرتے وقت مُعجّل (فوراً ادا ہونے والا) یا مؤجل (بعد میں ادا ہونے والا) اور سکے کا نام یعنی اتنے روپے' اتنے ڈالر یا اتنے ریال یا اتنا سونا یا اتنی چاندی کی صراحت کر دینا چاہیے۔

خطبۂ نکاح:

ہر نیک کام کا آغاز اللہ کے نام یا اس کی حمد وثنا سے کرنا مستحب اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسندیدہ ہے۔ چنانچہ اس خطبہ حاجت کا آغاز بھی‘ جسے نکاح کے موقع پر بھی پڑھا جاتا ہے‘ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا سے کیا گیا ہے۔ اس کا فائدہ یہی ہے کہ اس میں اللہ کی مدد شامل ہو جائے‘ کیونکہ اس کی مدد کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ جب اس کی مدد اور مشیت کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا‘ تو کیا یہ بہتر نہیں کہ انسان اس طریقے سے کام کا آغاز کرے جس سے یہ معلوم ہو کہ وہ اللہ کی مدد کا طالب ہے؟ ارادۃً اور نیۃً اللہ کی مدد کا طالب ہونا نہایت مستحسن عمل ہے‘ اسی مستحسن عمل یعنی اللہ کی حمد وثنا سے خطبہ نکاح کا آغاز کیا جاتا ہے جس سے مقصد اس نہایت اہم موقعے پر اللہ کی مدد کا حصول ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

(اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.)

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۰۲﴾ (آل عمران)

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝۱﴾ (النساء)

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۷۰ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾ (الأحزاب)

''بلاشبہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اور اس سے بخشش طلب کرتے ہیں، نیز ہم اپنے نفس کے شر اور اعمال کی خرابی سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ حاصل کرتے ہیں، کیونکہ جسے اللہ راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ اپنے در سے دھتکار دے اس کے لیے کوئی رہنمائی کرنے والا نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود برحق صرف اللہ ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

''حمد وصلوٰۃ کے بعد! یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہے جو (اللہ کے دین میں) اپنی طرف سے نکالے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔''

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ اور (پھر) اس جان سے اس کی بیوی کو بنایا اور (پھر) ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں پیدا کیں اور انہیں (زمین پر) پھیلایا۔ اللہ سے ڈرتے رہو جس کے ذریعے سے (جس کے نام پر) تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں (کو قطع کرنے) سے ڈرو۔ (بچو) بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری نگرانی کررہا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ایسی بات کہو کہ جو محکم (سیدھی اور سچی) ہو۔ اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی۔"

تنبیہات: بریکٹ والا حصہ' خطبہ حاجت' خطبہ نکاح کا حصہ نہیں ہے بلکہ اسے نبی ﷺ نے خطبہ جمعہ اور عیدین میں پڑھا ہے۔ تاہم روایات میں اسے تشہد کے بعد پڑھنے کا ذکر ہے۔ (ملاحظہ ہو مسند احمد ۳/۳۱۹' صحیح مسلم: حدیث: ۸۶۷' خطبۃ الحاجۃ للالبانی' ص: ۳۰)

- خطبہ نکاح میں (نُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ) کے الفاظ صحیح احادیث میں موجود نہیں ہیں۔
- احادیث صحیحہ میں (نَشْهَدُ) جمع کا صیغہ نہیں بلکہ (اَشْهَدُ) واحد کا صیغہ ہے۔
- یہ خطبہ نکاح' جمعہ اور عام وعظ وارشاد یا درس وتدریس کے موقع پر پڑھا جاتا ہے۔ اسے خطبہ حاجت کہتے ہیں اسے پڑھ کر آدمی اپنی حاجت وضرورت بیان کرے۔

خطبہ کے بغیر نکاح بے برکت رہتا ہے:

عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: «كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَشَهُّدٌ فَهِيَ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ». (مشکوۃ: ص۲۷۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس خطبہ میں تشہد (یعنی اللہ کی حمد وثنا) نہ ہو وہ کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ جس طرح کٹا ہوا ہاتھ بے فائدہ ہوتا ہے کہ وہ ایسے ہاتھ والا اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا اسی طرح خطبہ کے بغیر نکاح بھی بے فائدہ ہے کہ وہ خیر وبرکت سے خالی رہتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملا علی قاریؒ نے اپنی شرح میں لفظ ''خطبہ'' کو ''خ'' کے زیر کے ساتھ لکھا ہے اور اس کے معنی ''تزویج۔ یعنی نکاح کرنا'' بیان کیے ہیں۔ جبکہ حضرت مولانا شاہ اسحٰق دہلویؒ نے کہا ہے کہ ہم نے اپنے اساتذہ سے اس لفظ کو ''خ'' کے پیش کے ساتھ یعنی خُطبہ سنا ہے اور حضرت شیخ عبدالحق دہلویؒ کے کلام سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے۔

وعنه قال: قال رسول الله ﷺ: «كُلُّ أَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيْهِ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ فَهُوَ أَقْطَعُ». (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس اہم اور عظیم الشان کام کو اللہ کی حمد وثنا کے بغیر شروع کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔''

نکاح کے بعد مبارکباد اور دُعا:

دنیا کی مختلف قوموں اور گروہوں میں شادی اور نکاح کے موقع پر مبارکبادی کے مختلف طریقے رائج ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع کے لیے اپنی تعلیم اور عمل سے یہ طریقہ مقرر فرمایا کہ دونوں کے لیے اللہ سے برکت کی دعا کی جائے' جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھرپور خیر اور بھلائی نصیب فرمائے اور اپنے کرم کے بادل برسائے۔

عن أبي هريرة أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَّأَ الْإِنْسَانَ إِذَا تَزَوَّجَ قَالَ: "بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ". (مشکوٰۃ: ص۲۱۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی ایسے آدمی کو جس نے شادی کی ہوتی مبارکباد دیتے تو یوں فرماتے: ''اللہ تم کو مبارک کرے تم دونوں پر برکت نازل فرمائے اور خیر اور بھلائی میں تم دونوں کو ہمیشہ متفق اور مجتمع رکھے۔''

عن عبدالله بن عمرو بن العاص

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن النبی ﷺ قال: «إِذَا تَزَوَّجَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً أَوِ اشْتَرَى خَادِمًا فَلْيَقُلْ: "اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ"». (مشکوٰۃ:ص ۲۱۵)

رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے یا خدمت کرنے والا غلام یا باندی خریدے تو یہ دعا کرے: ''اے اللہ! اس میں جو خیر اور بھلائی ہے اور تو نے اس کی فطرت میں جو خیر اور بھلائی رکھی ہے، میں تجھ سے اس کا سائل ہوں وہ مجھے نصیب فرما۔ اور اس کے شر سے اور اس کی فطرت کے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں، تو اس سے میری حفاظت فرما۔''

شادی اور نکاح انسان کی نفسانی شہوت کی تسکین کا ذریعہ ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے یہ دعائیں تعلیم فرما کر اس کو بھی قُرب الٰہی کا وسیلہ اور ایک نورانی عمل بنا دیا۔

کسی بھی اہم موقع پر ایک بندہ کو اللہ کے حضور میں اپنی بندگی اور نیاز مندی و وفاداری کے اظہار کے لیے بارگاہِ الٰہی میں جو کچھ عرض کرنا چاہئے وہ سب اس خطبہ کے ابتدائی حصہ میں آ گیا ہے، اور آخر میں جو تین آیتیں ہیں وہ بندہ کی ہدایت کے لیے بالکل کافی ہیں۔ ...... یہ خطبہ عقد نکاح سے پہلے پڑھا جاتا ہے، بلکہ اسی مقدس خطبہ سے نکاح کی کاروائی کا آغاز ہوتا ہے۔...... افسوس یہ خطبہ پڑھنا بھی اب ایک رسم بن کر رہ گیا ہے، ورنہ اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کی نصیحت اور یاد دہانی کی نکاح کے فریقین کو اور سب ہی کو ضرورت ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس خطبہ ہی پر عمل نصیب فرما دے تو دنیا اور آخرت میں اعلیٰ سے اعلیٰ کامیابی کے لیے کافی ہے۔

نکاح بیٹھ کر پڑھانا سلف کا اور مشائخین کا طریقہ رہا ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

اگرچہ کھڑا ہو کر خطبہ دینے میں ممانعت نہیں ہے، متولی نکاح یا قاضی یا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی شخص دولہا کو سامنے بٹھا کر یا برابر میں بٹھا کر یہ کہے' کہ میں نے فلاں لڑکی' فلاں کی بیٹی' مقابلہ اتنے مہر کے تیرے ساتھ نکاح کر دی' دولہا جواب میں کہے' میں نے قبول کی تو نکاح ہو گیا۔

نکاح میں ایجاب وقبول' نکاح کے رکن ہیں۔ اگر ایجاب نہ ہوا۔ اور قبول پایا گیا یا ایجاب ہوا اور قبول نہ ہوا' تو نکاح صحیح نہ ہوگا۔ انعقادِ نکاح کے وقت جو لفظ پہلے بولا جائے وہی ایجاب ہے۔ خواہ عورت کی طرف سے ہو یا مرد کی' اور اس کے جواب کو قبول کہتے ہیں۔ نکاح بلا خطبہ بھی درست ہے مگر خلافِ سنت ہے۔

کفو وولایت

کفو کے معنی مساوات ومماثلت کے ہیں' یہ مساوات صرف دین میں معتبر ہے نہ ذات پات میں۔ (سبل السلام: ۳/ ۱۲۹)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ﴿١٣﴾﴾ (الحجرات)

''اے لوگو! ہم نے پیدا کیا تم کو ایک مرد عورت سے اور تم میں گروہ' گروہ بنا دیے (اس لیے کہ تم دنیاوی معاملات میں) ایک دوسرے سے تمیز کیے جا سکو' بے شک اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب اور پیارا از روئے قربت کے تم میں سے وہ ہے جو زیادہ متقی ہو۔''

«إنما المؤمنون إخوة». (الحدیث)

''مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ﴾

''مومن اور مومنہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔''

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ

''میں نہیں ضائع کروں گا عامل کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿مِّنْكُم مِّن ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُم مِّنْ بَعْضٍ﴾ عمل کو تم میں سے مرد ہو یا عورت' بعض تمہارے بعض سے ہیں۔"

﴿فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ﴾ "جس دن صور پھونکا جائے گا اس دن نہ تو ذاتیں ہوں گی اور نہ آپس میں پوچھنا رہے گا۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عربی کو عجمی پر' اور عجمی کو عربی پر' سفید کو سیاہ پر' اور سیاہ کو سفید پر' کسی کو فضیلت و بزرگی نہیں مگر بوجہ تقویٰ اور پرہیزگاری کے کیونکہ تم سب آدم زاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے ہیں۔ (سبل السلام ۳/ ۱۲۹)

فتح مکہ کے دن آپ علیہ السلام نے وعظ فرمایا کہ مومن متقی اللہ کے نزدیک بزرگ ہے' اور فاسق' فاجر اللہ کے نزدیک ذلیل ہے۔ (سبل السلام ۳/ ۱۲۹)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ باوجود غلام ہونے کے مقبول بارگاہ خدا ہوئے' ابوجہل باوجود نجیب القوم ہونے کے ذلیل ہوا۔ بلال رضی اللہ عنہ کی کم ذات ہونے نے اثر نہ کیا اور ابوجہل کی نجابت و شرافت کچھ کام نہ دے سکی۔

رسول اللہ ﷺ کی سگی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش خاندان بنی اسد بن خزیمہ سے تھیں۔ جن کی عزت و رفعت شان معلوم و معروف ہے مگر ان کا نکاح زید غلام سے ہوا تھا۔

ابوہند جن کا نام یسار تھا' آپ ﷺ کے حجام تھے' مگر آپ ﷺ نے ان کے نکاح کا پیغام بنی بیاضہ کے قبیلہ میں بھیجا تھا۔ حالانکہ یہ غلام تھے اور وہ مشہور خاندان کی خاتون تھیں۔ (زاد المعاد ۵/ ۱۵۹)

فاطمہ بنت قیس قرشیہ' فہریہ خاندان قریش سے تھیں' مگر آپ ﷺ کے مشورہ سے ان کا نکاح اسامہ بن زید' غلام زادہ سے ہوا تھا۔ (سبل السلام ۳/ ۱۲۹)

ہالہ بنت عوف جو کہ ہمشیرہ عبدالرحمٰن کی تھیں اور بڑے معروف خاندان کی صاحبزادی تھیں۔ مگر ان کا نکاح حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ (سبل السلام ۳/ ۱۲۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرضیکہ کفو کا لحاظ محض دین میں ہے' ابن قیم فرماتے ہیں ''مالدار حسب ونسب والی عورت کا نکاح غلام دیندار کے ساتھ جائز ہے اور قریشی عورت کا غیر قریشی و نیز غیر ہاشمی کا ہاشمی کے ساتھ بلکہ ایک فقیر دیندار مسلمان کے ساتھ عورت مال دار کا نکاح بلاشبہ جائز ہے۔'' (زاد المعاد ۵/ ۱۵۹)

نسب میں کفو دیکھنے کا طریقہ:

اسلام میں نسب کا اعتبار باپ کی طرف سے ہوتا ہے' ماں کی طرف سے نہیں' باپ دادا کا خاندان لڑکا اور لڑکی کا خاندان ہے۔ جو لوگ نسب کی تلاش میں ننھیال کو بھی دیکھتے ہیں وہ غلط کار ہیں۔

''صَداق'' مہر

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جو نکاح کے سلسلہ میں صحیح بخاری میں نقل کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں نکاح کا جو شریفانہ طریقہ عربوں میں رائج تھا اس میں بھی مہر مقرر کیا جاتا تھا' یعنی نکاح کرنے والے مرد کے لیے ضروری ہوتا تھا کہ وہ بیوی کو ایک معین رقم ادا کرنا اپنے ذمہ لے۔ اسلام میں اس طریقہ کو برقرار رکھا گیا۔ یہ مہر اس بات کی علامت ہے کہ کسی عورت سے نکاح کرنے والا مرد اس کا طالب اور خواستگار ہے اور وہ اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق اس کو مہر کا نذرانہ پیش کرتا ہے یا اس کی ادائیگی اپنے ذمہ لیتا ہے۔

قرآن میں مہر کا لفظ استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ ''صَدُقَہ'' استعمال ہوا ہے:
﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ اِصداق کے معنی ہیں درست کرنا۔ سچا کرنا۔ دوستی کرنا' اظہار رغبت کے لیے مال خرچ کرنا۔ مہر کے لیے لفظ صداق (صاد پر زبر یا زیر) بولا جاتا ہے (جو اصداق کا اسم مصدر ہے) اس طرح اِصداق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے معنی مہر دینے کے اور صداق کے معنی مہر کے ہیں۔ گویا مہر کو صداق اس لیے کہتے ہیں کہ یہ شوہر اور بیوی کے تعلقات کی درستی' سچائی اور دوستی کی علامت ہے۔

مہر کی تعریف:

مہر کے اصطلاحی معنی اس مال کے ہیں جو عقد نکاح کے بعد عورت سے متمتع ہونے کے عوض دیا جاتا ہے۔ یہ مال یا تو نکاح کے وقت عورت کو فوراً ادا کر دیا جاتا ہے یا ادا کرنے کا وعدہ کر لیا جاتا ہے۔ پہلی صورت میں مہر معجّل کہا جاتا ہے اور دوسری صورت میں مہر مؤجل۔ معجّل عجلت سے ہے' یعنی وہ چیز جو جلد کی جائے اور مؤجل اجل سے بنا ہے جس کے معنی وقت اور مدت کے ہیں۔

مہر حیثیت سے زیادہ نہ ہونا چاہئے:

مہر اتنا ہی مقرر کرنا چاہئے جتنا شوہر آسانی سے ادا کر سکے' عام طور پر مہر زیادہ مقرر کرنے کی دو وجہیں ہوتی ہیں' ایک تو عزت وفخر کی نمائش' دوسرے یہ بات کہ شوہر عورت کو طلاق نہ دے سکے۔ دونوں وجہیں شرعاً اور عقلاً غلط ہیں' اگر مزاجوں میں اتنا اختلاف ہو کہ دونوں کا ایک جگہ رہنا عذاب بن جائے تو کونسی عقلمندی ہوگی کہ اس عذاب سے چھٹکارا نہ حاصل کیا جائے۔ لیکن عذاب تب ہی دور ہو سکتا ہے جب شوہر عورت کا حق دے کر اسے رخصت کر دے۔ شرعی اعتبار سے بھی مہر زیادہ مقرر کرنے کی ممانعت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَعْظَمُ النِّكَاحِ بَرَكَةً، أَيْسَرُهُ مَؤُنَةً». (مشکوٰۃ: ص۲۶۹) زیادہ بابرکت وہ نکاح ہے جس میں تکلیف و پریشانی کم سے کم ہو۔

خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے مہر زیادہ مقرر کرنا پسند نہیں فرمایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر آپ ﷺ نے پانچ سو درہم مقرر فرمایا تھا۔ ایک درہم چوتھائی تولے سے کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ یعنی تین ماشہ دو رتی۔ کل مہر فاطمی ایک سو اکتیس تولہ تین ماشہ چاندی ہوا۔ نبی کریم ﷺ اس مقدار سے زیادہ مہر نہیں مقرر فرماتے تھے۔ اس چاندی کی جو قیمت روپے یا دوسرے سکوں کے اعتبار سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنے وہی مقرر کرنا چاہئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب تمول بڑھا تو لوگ بہت زیادہ مہر مقرر کرنے لگے تھے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لوگو! مہر مقرر کرنے میں غلو نہ کرو' اگر یہ چیز دنیا میں باعث عزت وافتخار ہوتی یا آخرت میں زیادہ مہر کا ثواب ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سب سے پہلے اختیار کرتے۔''

مہر مثل:

کسی لڑکی کا مہر مثل اس عورت کے مہر سے متعین کیا جائے گا جو صورت سیرت' علم وسلیقہ اور دینداری میں اس کے قریب قریب ہو' اگر قریبی رشتہ داروں میں کوئی لڑکی ان صفات کی نہ ہو تو دور کے رشتہ داروں میں جو لڑکی اس کے جیسے صفات کی ہوگی اس کا مہر مثل قرار پائے گا۔

مہر کی مقدار:

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مہر کی مقدار کم سے کم دس درہم اور حضرت امام مالکؒ کے نزدیک تین درہم ہے۔ مگر ان دونوں مقدار کی تائید کسی حدیث صحیح سے نہیں ہوتی' لہٰذا یہ درست نہیں ہے۔ حالات کے مطابق مہر میں کمی' بیشی جائز ہے۔ اس کی کوئی ایک مقدار مقرر نہیں ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں چند ایک احادیث ملاحظہ فرمائیں:

۱- عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال: مَنْ أَعْطَى فِي صَدَاقِ امْرَأَةٍ سَوِيقًا أَوْ تَمْرًا فَقَدِ اسْتَحَلَّ. (مشکوٰۃ:۲۷۷)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' جو شخص ستو یا کھجوریں مہر میں دیدے اس نے عورت کو حلال کر لیا۔

۲- عن جابر أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: «لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَعْطَى امْرَأَةً صَدَاقًا مِلْأَ يَدَيْهِ طَعَامًا كَانَتْ لَهُ حَلَالًا».

(منتقی' کتاب الصداق)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''اگر کوئی شخص طعام کا ایک اونجلا (بک) بھر کر کسی عورت کو مہر دے تو وہ عورت اس کے لیے حلال ہے۔''

٣- عن عبدالله بن عامر بن ربيعة عن أبيه أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَجَازَ نِكَاحَ امْرَأَةٍ عَلٰى نَعْلَيْنِ. (ترمذی:ص.........)

رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کا نکاح جوتے کے ایک جوڑے پر جائز رکھا۔

٤- عن عامر بن ربيعة أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ بَنِی فَزَارَةَ تَزَوَّجَتْ عَلٰى نَعْلَيْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «أَرَضِيْتِ بِنَفْسِكِ وَمَالِكِ بِنَعْلَيْنِ؟» قَالَتْ: نَعَمْ، فَأَجَازَهٗ. (مشکوۃ:ص۲۷۷)

ایک عورت نے جوتے کے ایک جوڑے پر نکاح کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو اپنا نفس اور مال خاوند کے حوالہ کر کے جوڑے پر راضی ہو گئی؟ کہا ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو جائز رکھا۔

٥- عن سهل بن سعد رضی اللہ عنہ قَالَ: زَوَّجَ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلًا امْرَأَةً بِخَاتَمٍ مِّنْ حَدِيْدٍ. أخرجه الحاكم.

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا نکاح لوہے کی انگوٹھی پر کر دیا۔

٦- عن أنس رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاٰی عَلٰی عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ. فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ. قَالَ: «بَارَكَ اللهُ لَكَ، أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ». (مشکوۃ:ص۲۷۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا نشان دیکھا تو فرمایا' یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ میں نے وزن نواۃ سونے پر نکاح کیا ہے۔ فرمایا: ''اللہ برکت کرے، ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو۔''

مہر کا غیر مال ہونا:

مہر غیر مال بھی ہوسکتا ہے' چنانچہ احادیث ملاحظہ فرمائیں:

١- عن أنس أنَّهُ ﷺ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا. (بلوغ المرام' باب الصداق)

رسول اللہ ﷺ نے صفیہ کا آزاد کرنا اس کا مہر کر دیا۔

٢- عن أنس قَالَ: خَطَبَ أَبُوطَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ: وَاللهِ! مَا مِثْلُكَ يَا أَبَا طَلْحَةَ! يُرَدُّ وَلٰكِنَّكَ رَجُلٌ كَافِرٌ وَأَنَا امْرَأَةٌ مُسْلِمَةٌ وَلَا يَحِلُّ لِي أَنْ أَتَزَوَّجَكَ فَإِنْ تُسْلِمْ فَذَاكَ مَهْرِي وَلَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ، فَأَسْلَمَ فَكَانَ ذٰلِكَ مَهْرَهَا. قَالَ ثَابِتٌ: فَمَا سَمِعْتُ بِامْرَأَةٍ قَطُّ كَانَتْ أَكْرَمَ مَهْرًا مِنْ أُمِّ سُلَيْمٍ الْإِسْلَامُ فَدَخَلَ بِهَا فَوَلَدَتْ لَهُ. (نسائی: ج۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سُلیم رضی اللہ عنہا سے نکاح کی درخواست کی' ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اے ابوطلحہ! تیرے جیسے شخص کو جواب نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن تو کافر ہے اور میں مسلمان ہوں۔ میرے لیے تیرا نکاح حلال نہیں۔ اگر تو اسلام لائے تو یہی میرا مہر ہے۔ میں تجھ سے کچھ اور نہیں مانگتی۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے' پس یہی ام سُلیم رضی اللہ عنہا کا مہر ہو گیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ثابت کہتے ہیں کہ میں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام سُلیم رضی اللہ عنہا سے زیادہ عزت والی مہر میں کوئی عورت نہیں سنی' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اسی مہر کے ساتھ ام سُلیم رضی اللہ عنہا سے ہمبستر ہوئے اور ان کے ہاں اولاد ہوئی۔

۳۔سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی' کہا میں اپنے نفس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہبہ کرنے کو آئی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اوپر نیچے نظر کی پھر سر نیچے ڈال لیا' جب عورت نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بابت کچھ فیصلہ نہیں کیا' تو بیٹھ گئی۔ ایک شخص صحابہ رضی اللہ عنہم سے کھڑا ہوا' کہا یارسول اللہ! اگر آپ کو حاجت نہیں تو مجھے نکاح کرا دیجیے۔ فرمایا' تیرے پاس کچھ ہے؟ کہا اللہ کی قسم میرے پاس کچھ نہیں۔ فرمایا اپنے گھر میں جا کر دیکھ۔ گھر میں گیا اور پھر واپس آیا' کہا اللہ کی قسم میں نے کچھ نہیں پایا۔ فرمایا پھر جا کر دیکھ اگر چہ لوہے کی ایک انگوٹھی مل جائے۔ گیا' پھر واپس آیا۔ کہا یارسول اللہ! اللہ کی قسم ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی۔ ہاں میرا تہ بند ہے آدھا اس کو دے دوں گا۔ سہل کہتے ہیں اس کے پاس چادر نہ تھی صرف تہ بند تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہ بند کو کیا کرے گا اگر تو پہنے گا تو اس پر کچھ نہیں رہے گا۔ اگر وہ پہنے گی تو تجھ پر کچھ نہیں رہے گا۔ وہ آدمی بیٹھ گیا۔ جب بیٹھے کو دیر ہوگئی تو آخر مایوس ہو کر چل دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جاتے ہوئے دیکھا تو اس کو بلوایا' جب آیا تو فرمایا تجھے قرآن مجید کتنا یاد ہے؟ کہا فلاں فلاں سورت۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تُو بے خیال پڑھ سکتا ہے؟ کہا ہاں' فرمایا جا ہم نے تجھے اس قرآن کے عوض اس عورت کا مالک بنا دیا۔ اور ایک روایت میں ہے جا اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت سے تیرا نکاح کر دیا۔ اس کو قرآن مجید سکھا دے۔ ایک روایت میں ہے ہم نے اس عورت پر اس قرآن کے عوض تجھ کو قبضہ دیدیا۔ ابوداود کی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے کتنا قرآن مجید یاد ہے اس نے کہا سورت بقرہ اور اس کے ساتھ کی سورت۔ فرمایا اس عورت کو بیس آیتیں سکھا دے۔

ان تین احادیث سے معلوم ہوا کہ مال کے علاوہ بھی مہر ہو سکتا ہے خواہ آزاد کرنا ہو یا اسلام ہو' یا قرآن مجید ہو یا کوئی اور شے ہو۔ جیسے آدم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تیری طرف سے مہر ذکر الٰہی ہے یا محمد ﷺ پر درود ہے۔ قرآن مجید میں جو فرمایا ﴿اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ﴾ تو یہ اکثری اعتبار سے ہے۔ اس لیے سوال کا ذکر کر دیا ایسی قید اتفاقیہ ہوتی ہے شرط نہیں ہوتی' اکثر اعتبار سے اس آیت میں مال کا ذکر ہوا کیونکہ تینوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مال کے علاوہ بھی مہر ہو سکتا ہے اور جو لوگ کہتے ہیں جن کے نکاح کا ان تین حدیثوں میں ذکر ہے ان کا مہر بھی مال ہی تھا لیکن مہر مؤجل تھا جو خاوند کے ذمہ قرض ہوتا ہے تو یہ محض اپنی من گھڑت بات ہے ورنہ ان حدیثوں کا مطلب صاف ہے کہ مہر مال نہ تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے مہر کی کوئی خاص مقدار معین نہیں فرمائی' کیونکہ نکاح کرنے والوں کے حالات اور ان کی وسعت واستطاعت مختلف ہو سکتی ہے۔ البتہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادیوں کا مہر پانچ سو درہم (یا اس کے قریب) مقرر فرمایا اور آپ ﷺ کی اکثر ازواج مطہرات کا مہر بھی یہی تھا۔ لیکن آپ ﷺ کے زمانہ میں اور آپ ﷺ کے سامنے اس سے بہت کم اور بہت زیادہ بھی مہر باندھے جاتے تھے' آپ ﷺ کی صاحبزادیوں اور ازواج مطہرات والے مہر کی پابندی ضروری نہیں سمجھی جاتی تھی۔

مہر کے بارہ میں قرآن وحدیث کی ہدایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض فرضی اور رسمی بات اور زبانی جمع خرچ کے قسم کی چیز نہیں ہے' بلکہ شوہر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ اس کی ادائیگی لازم ہے' الا یہ کہ بیوی خود ہی وصول کرنا نہ چاہے۔ قرآن پاک میں صراحۃً ارشاد ہے:

﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ (النساء) ''اپنی بیویوں کے مہر خوشدلی سے ان کو ادا کرو۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے اس بارہ میں جو تاکید و تشدید فرمائی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں:

عن میمون الکردی عن أبیه قال: قال رسول الله ﷺ: «أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى مَا قَلَّ مِنَ الْمَهْرِ أَوْ كَثُرَ لَيْسَ فِي نَفْسِهِ أَنْ يُؤَدِّيَ إِلَيْهَا حَقَّهَا لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهُوَ زَانٍ». (رواه الطبرانی فی الأوسط والصغیر)

میمون کردی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''جس شخص نے کسی عورت سے کم یا زیادہ مہر پر نکاح کیا اور اس کے دل میں اس حق مہر کی ادائیگی کا ارادہ ہی نہیں ہے تو قیامت میں اللہ کے حضور میں زناکار کی حیثیت سے پیش ہوگا۔''

مطلب یہ ہے کہ جو شخص اداء مہر کے بارے میں شروع ہی سے بدنیت ہے' اس نے مہر کا اقرار تو کرلیا ہے لیکن دل میں یہ ہے کہ یہ بس زبانی بات ہے' دینا دلانا کچھ نہیں ہے تو اس کے نکاح میں اتنا بڑا نقص اور وہ اس درجہ کا گنہگار ہے کہ قیامت میں وہ زنا کا مجرم قرار دیا جائے گا۔ قریب قریب اسی مضمون کی اس کے علاوہ بھی متعدد حدیثیں مختلف کتب حدیث کے حوالہ سے کنزل العمال میں نقل کی گئی ہیں' ان حدیثوں میں ایسے لوگوں کے لیے بڑی سخت وعید اور آگاہی ہے جو مہر کو صرف زبانی اور رسمی بات سمجھتے ہوئے اتنی بڑی رقم کے مہر مقرر کرلیتے ہیں جن کی ادائیگی کا کوئی امکان ہی نہیں ہوتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہر کے متعلق عرب میں کئی قسم کے ظلم ہوتے تھے:

ایک یہ کہ مہر جو لڑکی کا حق ہے اس کو نہ دیا جاتا تھا' بلکہ لڑکی کے اولیاء شوہر سے وصول کر لیتے تھے' جو سراسر ظلم تھا' اس کو دفع کرنے کے لیے قرآن کریم نے فرمایا: ﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ﴾ یعنی ''دو عورتوں کو ان کے مہر''۔ اس کے مخاطب شوہر بھی ہیں کہ وہ اپنی بی بی کا مہر خود بی بی کو دیں اور دوسروں کو نہ دیں' اور لڑکیوں کے اولیاء بھی مخاطب ہیں کہ اگر لڑکیوں کے مہر ان کو وصول ہو جائیں تو یہ لڑکیوں ہی کو دیدیں' ان کی اجازت کے بغیر اپنے تصرف میں نہ لائیں۔

دوسرا ظلم یہ بھی تھا کہ اگر کبھی کسی کو مہر دینا بھی پڑ گیا تو بہت تلخی کے ساتھ' بادل ناخواستہ تاوان سمجھ کر دیتے تھے' اس ظلم کا ازالہ آیت مذکورہ کے اس لفظ نِحْلَۃ سے فرمایا گیا' کیونکہ نحلۃ لغت میں اس دینے کو کہتے ہیں جو خوش دلی کے ساتھ دیا جائے۔

غرض اس آیت میں یہ تعلیم فرمائی گئی ہے کہ عورتوں کا مہر ایک حق واجب ہے' اس کی ادائیگی ضروری ہے' اور جس طرح تمام حقوق واجبہ کو خوش دلی کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے اسی طرح مہر کو بھی سمجھنا چاہیے۔

تیسرا ظلم مہر کے بارے میں یہ بھی ہوتا تھا کہ بہت سے شوہر یہ سمجھ کر کہ بیوی ان سے مجبور ہے' مخالفت کر نہیں سکتی' دباؤ ڈال کر ان سے مہر معاف کرا لیتے تھے' جس سے درحقیقت معافی نہ ہوتی تھی' مگر وہ یہ سمجھ کر بے فکر ہو جاتے تھے کہ مہر معاف ہو گیا۔

اس ظلم کے انسداد کے لیے آیت مذکورہ میں ارشاد فرمایا:

﴿فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا﴾ یعنی ''اگر وہ عورتیں خوش دلی کے ساتھ اپنے مہر کا کچھ حصہ تمہیں دیدیں تو تم اس کو کھا سکتے ہو' تمہارے لیے مبارک ہوگا''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ ہے کہ جبر واکراہ اور دباؤ کے ذریعہ معافی حاصل کرنا تو کوئی چیز نہیں، اس سے کچھ معاف نہیں ہوتا، لیکن اگر وہ بالکل اپنے اختیار اور رضا مندی سے کچھ حصہ مہر کا معاف کر دیں یا لینے کے بعد تمہیں واپس کر دیں تو وہ تمہارے لیے جائز ہے، اور درست ہے۔

یہ مظالم مذکورہ زمانۂ جاہلیت میں بہت زیادہ تھے، جن کا انسداد قرآن حکیم نے اس آیت میں فرمایا، افسوس ہے کہ جاہلیت کے زمانہ کی یہ باتیں مسلمانوں میں اب بھی موجود ہیں، مختلف قبیلوں اور علاقوں میں ان مظالم میں سے کوئی نہ کوئی ظلم ضرور پایا جاتا ہے، ان سب مظالم سے بچنا لازم ہے۔

آیت شریفہ میں جو یہ قید طیب نفس کی لگائی کہ خوشی سے تمہاری بیویاں اگر مہر کا کچھ حصہ تم کو دیدیں، یا تم سے وصول ہی نہ کریں، تو تم اس کو کھا سکتے ہو، اس میں ایک بہت بڑا راز ہے، بات یہ ہے کہ شریعت کا یہ اصول ہے کہ کسی کا ذرا سا مال بھی کسی دوسرے کے لیے حلال نہیں ہے جب تک کہ خوشدلی سے اجازت نہ ہو، بطور قاعدۂ کلیہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«اَلَا لَا تَظْلِمُوا اَلَا لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ اِلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِنْه.

(مشکوۃ شریف: ص ۲۵۵)

''خبردار ظلم نہ کرو، اور اچھی طرح سے سمجھ لو کہ کسی شخص کا مال (دوسرے شخص کے لیے) حلال نہیں ہے، جب تک کہ اس کے نفس کی خوشی سے حاصل نہ ہو۔''

یہ ایک عظیم اصول ہے، اور اس کے ماتحت بہت سی جزئیات آجاتی ہیں۔

دورِ حاضر میں چونکہ عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ مہر ملنے والا نہیں ہے، اگر سوال کروں یا معاف نہ کروں تو بددلی یا بدمزگی پیدا ہوگی، اس لیے بادلِ ناخواستہ معاف کر دیتی ہیں، اس معافی کا کوئی اعتبار نہیں، علماء فرماتے تھے کہ صحیح معنی میں طیب نفس سے معاف کرنے کا پتہ اس صورت میں چل سکتا ہے کہ مہر کی رقم بیوی کے حوالہ کر دی جائے اس کے بعد وہ اپنی خوشی سے، بغیر کسی دباؤ کے دیدیے، یہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طیب نفس بہنوں اور بیبیوں کی میراث میں بھی سمجھ لینا چاہئے' اکثر یہ ہوتا ہے کہ ماں یا باپ کے فوت ہو جانے پر لڑکے ہی پورے مال پر قابض ہو جاتے ہیں' اور لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے' اگر کسی کو بہت دینداری کا خیال ہوا تو بہنوں سے معافی مانگ لیتا ہے' وہ چونکہ یہ سمجھتی ہیں کہ حصہ کسی حال میں ملنے والا نہیں' اس لیے اپنی مرضی کے خلاف معاف کرنے کو کہہ دیتی ہیں۔ پھر باپ کی وفات پر اس کی بیوی کا حصہ بھی نہیں دیا جاتا' خصوصاً سوتیلی ماں کو تو دیتے ہی نہیں' یہ سب حقوق دبا لینا ہے' اگر کوئی خوشدلی سے معاف کر دے تو معاف ہو سکتا ہے' جس کی علامت اوپر گزر چکی ہے۔

آیت مذکورہ میں طیب نفس کا ذکر ہے' طیب قلب نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ کسی کا مال حلال ہونے کے لیے اس کے دل کی خوشی کافی نہیں' جو لوگ رشوت یا سود دیتے ہیں بہت سے ظاہری منافع سوچ کر اور عقلی طور پر آمدنی کا حساب لگا کر خرچ کر دیتے ہیں' مگر یہ خوشی معتبر نہیں' اگر نفس سے پوچھا جائے تو وہ اس خرچہ پر قطعاً راضی نہ ہوگا' اسی وجہ سے طیب نفس کو فیصل قرار دیا گیا۔ (معارف القرآن: ج ۲' ص ۲۹۷)

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا مہر:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے سب سے زیادہ مہر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا تھا' اور اس کی ادائیگی نجاشی بادشاہ نے کی تھی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عُبَيْدِاللهِ بْنِ جَحْشٍ، فَمَاتَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ فَزَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَمْهَرَهَا عَنْهُ أَرْبَعَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مَعَ	حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ وہ عبیداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں (اور اپنے شوہر کے ساتھ انہوں نے مکہ سے ملک حبشہ کو ہجرت کی تھی' وہیں حبشہ میں) ان کے شوہر عبیداللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَرَحبِیلِ بنِ حَسنَةَ. (مشکوٰۃ:ص ۲۷۷)	بن جحش رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے ان کا نکاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چار ہزار درہم مہر مقرر کر کے خود ہی ان رضی اللہ عنہا کو ادا کر دیا اور شرحبیل بن حسنہ صحابی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا۔ (ابوداود)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا اصل نام رَملَہ تھا' یہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں' پہلے ان کی شادی عبیداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی تھی' عبیداللہ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ پھر وہاں پہنچ کر مرتد ہو گئے۔ یعنی اسلام ترک کر کے عیسائی ہو گئے اور وہیں مر گئے۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اسلام پر ثابت قدم رہیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو حبشہ کے بادشاہ اصحمہ' جن کا لقب نجاشی تھا' کے پاس یہ حکم دے کر بھیجا کہ وہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کا پیغام دیں' چنانچہ نجاشی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم پا کر اپنی ایک لونڈی ابرہہ کو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا۔ ابرہہ نے ان سے کہا کہ مجھے بادشاہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ملا ہے کہ آپؓ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح کر دوں۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ پیغام بطیب خاطر قبول کیا۔ اور فوراً ایک آدمی کو حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج کر ان کو اپنا وکیل مقرر کیا' جو ان کے والد کے چچازاد بھائی تھے۔ اور ساتھ ہی ابرہہ کو یہ خوشخبری سنانے کے عوض دو کپڑے اور چاندی کی ایک انگوٹھی عطا کی' پھر جب شام ہوئی تو نجاشی نے حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو اور ان تمام مسلمانوں کو جو اس وقت حبشہ میں موجود تھے جمع ہونے کا حکم دیا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو نجاشی نے یہ خطبہ پڑھا:

اَلحَمدُ لِلّٰهِ المَلِكِ القُدُّوسِ السَّلَامِ المُؤمِنِ المُهَيمِنِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَزِيزِ الْجَبَّارِ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ.

پھر یہ الفاظ کہے ''بعد ازاں میں نے اس چیز کو قبول کیا جو رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے اور میں نے چار سو دینار مہر مقرر کیا۔'' اس کے بعد انہوں نے وہ چار سو دینار لوگوں کے سامنے پیش کر دیئے' اس کے بعد حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے یہ خطبہ پڑھا:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَأَحْمَدُهُ وَأَسْتَعِيْنُهُ وَأَسْتَغْفِرُهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ.

پھر یہ الفاظ کہے ''بعد ازاں میں نے اس چیز کو قبول کیا جو رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے اور میں نے ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا نکاح کر دیا۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کو یہ نکاح مبارک کرے۔'' اس ایجاب وقبول کے بعد مہر کے وہ چار سو دینار حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو دیئے گئے۔ جنہیں انہوں نے رکھ لیا' پھر جب لوگوں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو نجاشی نے کہا کہ ابھی آپ لوگ بیٹھے رہیں۔ کیونکہ نکاح کے وقت کھانا کھلانا انبیاءؑ کی سنت ہے۔ چنانچہ انہوں نے کھانا منگوایا اور سب لوگ کھانا کھا کر اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ یہ ٧ھ کا واقعہ ہے۔ اس وقت حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوسفیان مشرک تھے اور آپ ﷺ کے سخت دشمن تھے۔ پھر ہجرت کے آٹھویں سال' فتح مکہ کے موقع پر ان کو قبول اسلام کی توفیق ہوئی۔

بہر حال ازواج مطہراتؓ میں سے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا مہر دوسری امہات المومنین کی بہ نسبت بہت زیادہ تھا' لیکن یہ آپ ﷺ نے نہیں' بلکہ نجاشی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مقرر کیا تھا۔ جو ایک بادشاہ تھا اور یہی اس کی شان اور حیثیت کے لائق تھا' اور جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اس نے خود ہی ادا بھی کیا' روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ہجرت کے چھٹے یا ساتویں سال کا ہے۔

نجاشی حبشہ کے بادشاہوں کا لقب تھا' اس نجاشی کا اصل نام اَصحَمہ تھا' وہ مہاجرین کے ذریعہ اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی دعوت وتعلیم سے واقف ہوا تھا' اور اس نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ ۸ھ یا ۹ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کو وحی سے اس کی اطلاع ہوئی' آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی اطلاع دی اور مدینہ طیبہ میں اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ رضي الله تعالى عنه وأرضاه.

مہر ادا کرنے کی تاکید:

عن عقبة بن عامر قال: قال رسول الله ﷺ: «أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ». (مشکوۃ: ص۲۷۱)

حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جن شرطوں کا پورا کیا جانا تمہارے لیے ضروری ہے ان میں سب سے اہم شرط وہ ہے جس کے ذریعہ تم نے شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔''

''سب سے اہم شرط'' سے مراد بیوی کا مہر ہے' یا پھر بیوی کے وہ تمام حقوق مراد ہیں جو شوہر کے ذمہ ہوتے ہیں' لہٰذا حدیث کا حاصل یہ ہے کہ تم اپنی بیوی کے مہر ادا کرو۔ ان کے کھانے' پینے کا خرچ ان کو دو' انہیں رہنے کے لیے مکان دو اور ان کی دیگر ضروریات زندگی اپنی استطاعت کے مطابق پوری کرو۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ ان کے ساتھ اپنی زندگی اس حسن سلوک میل جول اور پرمحبت انداز سے گزارو جو ایک باوقار اور شریف انسان کی شان کے عین مطابق ہے۔

اب رہی یہ بات کہ ان چیزوں کو ''شرط'' کیوں کہا گیا ہے تو واقعہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو اس کے ذہن وتصور کے ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوشہ میں یہی عزم ہوتا ہے کہ وہ جس عورت کو اپنی بیوی بنا کر اپنے گھر لا رہا ہے اس کے تمام حقوق کی ادائیگی پورے طور پر کرے گا اور پھر وہ ان حقوق کی ادائیگی کا التزام بھی کرتا ہے' لہٰذا اس کا یہ عزم اور پھر اس کا التزام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گویا اس نے ان حقوق کی ادائیگی کی شرط کی ہے۔

شادی بیاہ کی رسوم و بدعات

شادی بیاہ کی رسومات کے سلسلہ میں محترم حافظ صلاح الدین یوسف اور حافظ مبشر حسین لاہوری نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ ذکر کیا جاتا ہے۔

منگنی کیا ہے؟

منگنی کا مطلب ہے' نکاح کا پیغام دینا' یعنی نکاح کے لیے بات چیت کا آغاز' اس کے بعد طرفین کو مناسبت اور موزونیت نظر آتی ہے تو ایک دوسرے کو دیکھنے اور حالات کی تحقیق کی ضرورت پیش آتی ہے' اگر دونوں باہم مطمئن ہو جاتے ہیں تو دونوں طرف سے ایک دوسرے کے لیے ''ہاں'' کر دی جاتی ہے۔ اس کو کہتے ہیں' نسبت کا طے ہو جانا۔ یعنی دونوں طرف سے پسندیدگی کا اظہار اور قول و قرار کا ہو جانا۔ پہلے اس زبانی اقرار اور نسبت کی بڑی اہمیت ہوتی تھی۔ اس لیے اس کے بعد مزید کچھ اور کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی تھی اور پھر حسب حالات نکاح کی تاریخ مقرر کر لی جاتی تھی۔

لیکن پھر اس میں اضافے شروع ہو گئے اور اشیاء کا باہم تبادلہ ضروری سا ہو گیا۔ لڑکی والے' لڑکے کو انگوٹھی' گھڑی' سوٹ وغیرہ کے ساتھ کچھ نقدی دیتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور اسی طرح لڑکے والے' لڑکی کے لیے کوئی زیور' سوٹ' میک اپ کے سامان وغیرہ کے ساتھ کچھ نقدی ادا کرتے ہیں اور منوں اور سیروں کے حساب سے مٹھائیوں کا تبادلہ بھی ہوتا ہے۔ اور شریک ہونے والے رشتے داروں کو سوٹ بھی پیش کیے جاتے ہیں۔ بعض اصحابِ حیثیت تو منگنی کی یہ رسم بھی شادی کی طرح کرتے ہیں اور ہزاروں نہیں' لاکھوں روپیہ اس پر صرف کر ڈالتے ہیں۔ یعنی پہلے تو صرف شادی کی بے پناہ رسومات ہی کا رونا تھا۔ اب نو دولتیوں نے منگنی کی رسم کو بھی اپنی امارت کے شان و شکوہ کے اظہار کا ذریعہ اور مسرفانہ اخراجات کا مظہر بنالیا ہے۔

ظاہر بات ہے یہ سب باتیں فضول اور مسرفانہ ہیں۔ جو شریعت میں کسی طرح بھی مستحسن نہیں۔ منگنی کا مطلب' صرف نسبت کا طے ہو جانا اور زبانی عہد و پیمان ہے۔ باقی فضول رسمیں ہیں جن سے بچنا ضروری ہے۔ خاص طور پر لڑکے کو منگنی کے موقعے پر سونے کی انگوٹھی پیش کرنا' تو ایسی رسم ہے جس کی کسی مسلمان سے توقع ہی نہیں کی جا سکتی' کیونکہ اسلام میں مردوں کے لیے سونا حرام ہے۔ ہاں مرد چاندی کی انگوٹھی پہن سکتا ہے۔ لیکن اس موقعے پر اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ یہ شرعی مسئلہ تو نہیں ہے' اس لیے منگنی کے موقعے پر اس رسم سے بھی بچا جائے' چاہے انگوٹھی چاندی ہی کی ہو۔

منگنی کے بعد لڑکے اور لڑکی کی ملاقاتیں:

شادی کی بات چیت یعنی (منگنی) ہو جانے سے پہلے یا اس کے بعد لڑکے اور لڑکی کا ایک دوسرے کو ایک نظر دیکھنا یا بات چیت کرنا اس حد تک تو جائز ہے کہ دیگر لوگوں کی موجودگی میں ایسا ہو۔ البتہ اگر اسے معمول بنانے کی کوشش کی جائے یا تنہائی اور خلوت میں ملاقاتوں کا کوئی سلسلہ شروع کیا جائے تو پھر اس کے جواز کی کوئی دلیل نہیں' بلکہ نکاح سے پہلے اور منگنی کے بعد بھی یہ دونوں (منگیتر) غیر محرم ہیں اور غیر محرم سے بہر صورت پردہ کیا جائے گا' جیسا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لا يخلون رجل بامرأة إلا مع ذي محرم».

''محرم رشتہ دار کے علاوہ کوئی شخص کسی عورت کے پاس تنہائی میں نہ بیٹھے۔''

چونکہ منگنی نکاح نہیں' بلکہ نکاح کا ایک معاہدہ ہے اور ممکن ہے کہ یہ معاہدہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچے' اس لیے جب تک نکاح نہ ہو جائے تب تک لڑکے اور لڑکی کا خلوت میں ملاقاتیں کرنا یا اکٹھے گھومنا پھرنا ہرگز جائز نہیں۔ باقی رہا ٹیلی فون پر ایک دوسرے سے بات چیت کا مسئلہ تو اس میں بھی بہتر یہی ہے کہ اجتناب کیا جائے۔

مائیوں بٹھانے کی رسم:

شادی سے چند دن پہلے گھر کی عورتیں دلہن کو گھر کے ایک کونے میں محبوس کر دیتی ہیں' اسے مائیوں بٹھانا کہا جاتا ہے جو کہ خالص ہندوانہ رسم ہے۔ اس رسم کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ لڑکی کو ایک چوکی پر بٹھلا دیا جاتا ہے اور اسے گھر کے کام کاج حتیٰ کہ گھر والوں سے بول چال تک سے منع کر دیا جاتا ہے تاوقتیکہ اس کی شادی ہو جائے۔ اسلام میں اس رسم کی بھی کوئی گنجائش نہیں۔

تیل مہندی کی رسم:

شادی سے کچھ دن پہلے لڑکے والوں کی طرف سے عورتیں دلہن کے لیے مہندی لے کر جاتی ہیں' اسی طرح لڑکی والوں کی طرف سے دولہا کے لیے مہندی بھیجی جاتی ہے۔ مہندی بھیجنے کا انتظام اسی طرح کیا جاتا ہے جس طرح بہت بڑے جلوس کا کیا جاتا ہے۔ پھر مہندی کی رسم میں ناچ گانے کا بھی بھرپور اہتمام کیا جاتا ہے۔ اگرچہ دلہن کو مہندی لگانا جائز ہی نہیں' بلکہ مستحب بھی ہے۔ لیکن اس کے لیے اجتماع' کھانے پینے کا انتظام اور ناچ گانے کا اہتمام کرنا اسلامی تعلیمات کے صاف منافی ہے۔ جبکہ دولہا (مرد) کے لیے بطور زینت مہندی کا استعمال درست ہی نہیں' اس لیے دولہا کے ہاں مہندی کی رسم دلہن کی بنسبت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ قبیح اور بدتر ہے۔

سہرہ بندی کی رسم:

شادی کے روز خطبہ نکاح سے کافی پہلے ہی دولہا کو شاہانہ لباس پہنا کر اور سر پر سہرا سجا کر بٹھا دیا جاتا ہے۔اور پھر سہرہ بندی کی رسم پوری کی جاتی ہے۔کہا جاتا ہے کہ یہ رسم سب سے پہلے ایران کے آتش پرستوں نے ایجاد کی۔آتش پرست اسے پنجہ آفتاب کہتے تھے' کیونکہ جب دولہا اپنے سر پر سہرا باندھتا تو اس کا چہرہ آفتاب کا پنجہ' یعنی سورج کی آگ (روشنی) کے مشابہہ ہو جاتا۔ یہ رسم بڑھتے ہوئے جب بادشاہوں تک پہنچی تو وہ اپنی شادیوں پر سونے کی تاروں اور قیمتی نگینوں سے مرصع سہرے تیار کرنے لگے۔ پھر حالات کی تبدیلی کے ساتھ سہرے میں بھی تبدیلی واقع ہوتی چلی گئی اور اب تو سہرے کی جگہ ایسی ٹوپیاں تیار کی جاتی ہیں جو خوبصورتی کے علاوہ سستی اور ہلکی پھلکی ہونے کے ساتھ بیک وقت ٹوپی' پگڑی' (کلاہ) اور سہرے کا کام دیتی ہیں۔ بہرصورت اس رسم سے شرک کی بو آتی ہے۔

دلہے کو ہار پہنانا:

دلہا کو سہرے کے ساتھ اصلی قیمتی نوٹوں پر مشتمل ہار پہنایا جاتا ہے۔حتی کہ دلہا کے دوست احباب اور عزیز و اقارب بطور تحفہ روپوں پر مشتمل ہار لا کر دلہا کی گردن میں ڈال دیتے ہیں اور دلہن کے گھر پہنچنے' پھر نکاح کے بعد واپس پلٹنے تک دلہا ہاروں کے بوجھ تلے دبا رہتا ہے۔سردی ہو یا گرمی' بارش ہو یا طوفان' دلہا کو بہرصورت ہار پہننے کی جاہلانہ رسم کو پورا کرنا ہے۔ پھر یہ بھی کچھ بعید نہیں ہوتا کہ دلہا کو روپوں میں لدے پھندے دیکھ کر کوئی چور اُچکا' دلہا پر حملہ آور ہو کر اسے نقصان پہنچائے۔بعض لوگوں نے ان ہاروں کی مشقت سے بچنے کے لیے قدرتی یا مصنوعی پھولوں کے چھوٹے چھوٹے ہار پہنانا شروع کر دیئے ہیں۔ تاہم ہار روپوں کا ہو یا پھولوں کا' ہے تو یہ رسم بد۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلہا یا دلہن کو سلامیاں دینا:

شادی کے موقع پر ایک طرف دلہا کو اور دوسری طرف دلہن کو ان کے گھروں میں تیار کر کے بٹھا دیا جاتا ہے۔ پھر جتنے دوست احباب اور عزیز واقارب مہمان کی حیثیت سے آتے ہیں وہ کچھ نہ کچھ رقم دلہا یا دلہن کو دیتے ہیں، اسے ''سلامی'' کہا جاتا ہے۔ یہ دراصل نیوتہ (نیوندرا) ہی کی شکل ہے جس میں انتہائی خست اور کمینگی پائی جاتی ہے۔ (ہدیۃ العروس: ص ۲۲۸)

دف بجانا:

خوشی کے موقع پر دف بجانے کی اجازت ہے، لیکن مشروط۔ ایک تو یہ کام صرف نابالغ چھوٹی بچیاں کریں۔ دوسرے قومی وملی نغموں کے ساتھ، جن میں آباؤ اجداد کے قومی کارناموں یا ان کے خاندانی شرف ومجد کا تذکرہ ہو۔ فلمی دھنوں پر عشقیہ اور بازاری قسم کے گانوں کا قطعاً کوئی جواز نہیں۔

مہندی لگانا:

مردوں کے لیے مہندی لگانا ممنوع ہے، کیونکہ یہ صرف عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ مرد صرف سر اور داڑھی کے بالوں میں مہندی لگا سکتا ہے۔

گھروں میں چراغاں کرنا:

شادی کے موقعوں پر چراغاں کرنا بھی غیر شرعی رسم بلکہ آتش پرستوں کی نقل ہے۔ اس لیے کہ خوشی کے مواقع پر چراغاں کرنا مجوسیوں کا شعار ہے۔ یہ رسم ہندوستان کے بت پرستوں نے آتش پرستوں سے لی اور ہندوؤں کی دیکھا دیکھی اسے مسلمانوں نے اختیار کر لیا۔ بنابریں اس سے بھی اجتناب ضروری ہے۔

بینڈ باجے والے ساتھ لے کر جانا:

بارات کے ساتھ گانے بجانے اور بینڈ باجے کا انتظام کرنا گناہ ہے۔ بینڈ باجے، سارنگیاں، طبلے اور ڈھول ڈھمکے وغیرہ ''لھو الحدیث'' (یعنی فضولیات ولغویات) میں شامل ہیں، جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عباس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہما وغیرہ سے مروی ہے۔

اور قرآن مجید میں ہے کہ:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۶﴾ (لقمان)

''اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ''لہو الحدیث'' (یعنی لغو باتوں کو) خریدتے ہیں تاکہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کے راستے سے گمراہ کریں' اور اسے ہنسی مذاق بنائیں' یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔''

دلہا کو گھوڑی چڑھانا یا گاڑی سجانا:

اسے بھی شادی کا حصہ سمجھ لیا گیا ہے' حالانکہ اس کی کوئی ضرورت ہے نہ کوئی تک۔ بلکہ اس میں ایک طرف اگر غیر قوموں کی مشابہت ہے تو دوسری طرف ریاکاری کا شائبہ' اس لیے اس سے بھی اجتناب بہرحال ضروری ہے۔

آتش بازی کرنا:

آتش بازی خواہ شادی بیاہ پر کی جائے یا کسی اور موقع پر' اس میں اپنے سرمائے کو اپنے ہاتھ سے نذر آتش کرنے والی بات ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر بعض لوگ آتش بازی کا خصوصی مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور بسا اوقات کوئی نہ کوئی شخص آتش بازی کی نذر بھی ہو جاتا ہے۔ بہر صورت اسلام ایسی مسرفانہ رسم کی بھی اجازت نہیں دیتا۔

بھانڈوں' گویوں اور کنجروں کا ناچ گانا:

بینڈ باجوں کی طرح بھانڈوں' کنجروں اور گویوں کا ناچ گانا بھی شادی کا حصہ سمجھا جاتا ہے اور اگر ان کرم فرماؤں کو مدعو نہ بھی کیا جائے تو یہ از خود جمع ہو جاتے ہیں۔ حتی کہ بعض عورتیں بھی اس کام کے لیے خاص ہوتی ہیں۔ پھر ان کے ذریعے جس آوہ گوئی' بیہودگی و بے حیائی اور ناچنے گانے کا انتظام کیا جاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے وہ اسلام کی نظر میں قابل سزا جرم ہے۔

شادی پر پیسے لوٹانا:

جو لوگ شادی بیاہ میں پیسے نچھاور نہ کریں' انہیں کنجوس خیال کیا جاتا ہے' حالانکہ دیگر قبیح رسموں کی طرح اس کی قباحت وشناعت بھی کچھ کم نہیں۔ اسی طرح دلہا کے سر پر پیسے گھما کر فقیروں کو دیئے جاتے ہیں اور اسے دلہا کے لیے اچھا شگون خیال کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس طرح کے شرکیہ ٹوٹکوں اور شگونوں کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

بوقت نکاح دلہا اور دلہن کو کلمے پڑھانا:

اس رسم کی ادائیگی میں عوام کا اتنا قصور نہیں جتنا ان نام نہاد ''علماء'' کا ہے جنہوں نے اسے دینی فریضہ متصور کر کے عوام پر مسلط کر رکھا ہے۔ حالانکہ اول تو قرآن وسنت میں دور دور تک اس کا کوئی نام ونشان نہیں کہ دلہا اور دلہن کو بوقت نکاح کلمے پڑھائے جائیں۔ باقی یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کلمہ تو اس شخص کو پڑھایا جاتا ہے جو دائرہ اسلام میں داخل ہو رہا ہو۔ اس لیے اگر تو دلہا دلہن پہلے غیر مسلم تھے اور اب انہیں مسلمان کیا جا رہا ہے تو پھر انہیں ضرور کلمہ پڑھوایا جائے' لیکن پھر بھی ایک کلمہ پڑھایا جائے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے ہاتھوں جتنے لوگ مسلمان ہوئے وہ ایک کلمہ شہادت ہی پڑھ کر مسلمان ہوئے۔ آپ ﷺ نے کسی شخص کو چھ کلمے نہیں پڑھائے' البتہ چھ کلموں کے الفاظ مختلف موقعوں کی دعائیں اور اذکار ہیں' لیکن انہیں یکجا کر کے چھ کلموں کا رنگ دینا اور پھر اسلامی شعار کے طور پر انہیں پیش کرنا' بلاشبہ کسی بدعت سے کم نہیں۔

لڑکے والوں کا دلہن کے ہاں ''بد'' لے کر جانا:

شادی بیاہ کے موقع پر چھوہاروں' باداموں اور دیگر میٹھی اور خشک چیزوں پر مبنی چھوٹے چھوٹے پیکٹوں پر مشتمل ''بد''[1] کے والے بارات کے ساتھ لے کر آتے ہیں اور نکاح کے بعد حاضرین میں اسے غیر مہذب طریقے سے تقسیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔ یہ بھی رسم ہے جسے شادی کا ضروری حصہ سمجھ لیا گیا ہے اور اس قدر ضروری کہ سخت گرمی میں بھی چھوہارے ہی تقسیم کیے جاتے ہیں۔

دلہا والوں کا ''وَری'' لے کر جانا:

دلہا والے برات کے ساتھ کسی بڑے بیگ یا ٹرنک وغیرہ میں کچھ اشیا لے کر جاتے ہیں' جنہیں ''وری'' کہا جاتا ہے۔ اس میں دلہن کا سامان مثلاً شاہانہ لباس' زیورات' میک اپ کا سامان اور اس کے علاوہ بھی چھوٹی بڑی مختلف چیزیں ہوتی ہیں۔ شادی بیاہ میں شامل تمام لوگوں کے سامنے شہرت وریاکاری کے لیے اسے کھول کر دکھایا جاتا ہے۔ (ہدیۃ العروس: ص ۲۳۱)

نکاح کے بعد چھوہارے تقسیم کرنا:

نکاح کے بعد چھوہارے (یا آج کل پیکٹ) وغیرہ کی تقسیم بھی ہمارا رواج ہے' اس کی بھی کوئی شرعی اصل نہیں۔ اس سلسلے میں بعض روایات آتی ہیں' لیکن ان میں کوئی بھی روایت صحیح نہیں ہے۔ اس لیے اسے سنت سمجھ کر کرنا تو صحیح نہیں۔ تاہم ایک قومی رواج کے طور پر اس کا جواز ہے' کیونکہ اس میں کسی نص کی خلاف ورزی کا پہلو نہیں ہے۔

نیوتہ بازی (نیوندرا):

ولیمہ کے موقع پر جو لوگ دعوت طعام میں شریک ہوتے ہیں ان سب سے پیسے وصول کیے جاتے ہیں' جسے نیوتہ (نیوندرا) کہا جاتا ہے۔ یہ رسم اتنی ضروری سمجھ لی گئی ہے کہ نیوتہ وصول کرنے والا باقاعدہ رجسٹر لے کر بیٹھتا ہے اور پیسوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ حالانکہ یہ انتہائی کمینگی کی بات ہے کہ آپ ایک شخص کو دعوت پر بلا کر کھانا کھلائیں اور کھانے کے بعد اس کی قیمت کا مطالبہ کریں' لیکن طرفہ تماشہ یہ ہے کہ نیوتہ نہ دینے والے کو کمینہ اور خسیس سمجھا جاتا ہے اور اس پر اکثر لڑائی جھگڑا بھی پیدا ہوتا رہتا ہے حتی کہ نیوتہ نہ دینے والے کو برادری کے رجسٹر سے بھی کاٹ دیا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگ نیوتہ کو تعاون کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں' حالانکہ یہ بلا دلیل دل کو مطمئن کرنے والی بات ہے ورنہ تعاون کا یہ طریقہ تو اسلام نے مقرر نہیں کیا کہ کھانا کھلا کر اس کی قیمت وصول کی جائے اور پھر اس پر یہ کہا جائے کہ ہم نے تمہارے بچے کی شادی پر اتنا نیوتہ دیا تھا' لہٰذا تم اس سے ڈبل یا کم از کم اتنا ہی واپس دو جبکہ قرآن مجید میں ہے کہ:

﴿وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝٦﴾ (المدثر) "اس نیت سے احسان نہ کرو کہ تم زیادہ طلب کر سکو۔"

البتہ اگر کوئی اپنی مرضی سے تحفہ کے طور پر کوئی چیز پیش کرے تو اس میں کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ اسے نیوتہ نہ سمجھا جائے اور نہ ہی اس کی بنیاد پر نیوتہ دینے والا' نیوتہ وصول کرنے کی غرض سے دوسرے کو مدعو کرے۔ (ہدیۃ العروس: ص ۲۳۴)

محترم مولانا حافظ صلاح الدین صاحب لکھتے ہیں:

تحفوں اور ہدیوں کا تبادلہ حدیث "تهادوا تحابوا" (الادب المفرد) کے تحت یقیناً مستحب عمل ہے۔ لیکن شادی بیاہ کے موقعوں پر جو ایسا کیا جاتا ہے۔ اسے عام طور پر قرض سمجھا جاتا ہے اور اس کے بدلے میں کم از کم اس جیسا ہی یا پھر اس سے بڑھ کر تحفہ دینا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اس میں کسی کی حیثیت کو بھی ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ ہدیے کے مقابلے میں ہدیہ دینا یقیناً مسنون اور پسندیدہ عمل ہے اور اللہ تعالیٰ نے صاحب حیثیت بنایا ہو تو بہتر بدلہ ہی دینا بہتر ہے۔ لیکن اگر فریق ثانی کی حیثیت کمزور ہو اور بدلے میں ہدیہ دینا اس کے لیے مشکل ہو۔ اور وہ نہ دے سکے۔ تو اس پر سخت ناراضی اور برہمی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ یہی صورت سلامی یا نیوتے کی ہے۔ اس کی ابتداء تو غالباً باہمی تعاون کے جذبے ہی سے ہوئی ہوگی کہ اس طرح ایک شخص کی شادی کے موقعے پر سارے رشتے دار سلامی کی صورت میں اس سے تعاون کرتے ہیں' جس سے اس کو بہت مدد ملتی ہے۔ لیکن اسے بھی قرض ہی سمجھا جاتا ہے اور قرض بھی سودی۔ یعنی دینے والے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خواہش ہوتی ہے کہ میں نے جتنی رقم دی ہے۔ میرے بچے یا بچی کی شادی کے موقعے پر اس کے بدلے میں کچھ زیادہ ہی رقم ملے۔ اور عام طور پر ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ اگر کسی کے حالات جوابی سلامی کے نہ ہوں تو اس پر سخت ناک بھوں چڑھایا جاتا ہے۔

دلہا کے ساتھ غیر اخلاقی حرکتیں:

شادی کے موقع پر دلہا کے ساتھ بعض غیر اخلاقی حرکتیں بھی شادی کا حصہ بن چکی ہیں' مثلاً دلہا کو ٹوٹی ہوئی چار پائی پر بٹھا کر گرایا جاتا ہے۔ اسے ایسا دودھ یا مشروب پیش کیا جاتا ہے جس میں مرچیں یا بہت زیادہ نمک ملایا گیا ہو' اسی طرح دلہا کی جوتی چرانے کی کوشش کی جاتی ہے اور جوتا واپسی کی رقم طلب کی جاتی ہے۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ یہ تمام حرکتیں دلہا کی سالیاں اور دوسری غیر محرم لڑکیاں کرتی ہیں۔

سربالہ:

ہندوؤں کے ہاں شادی بیاہ کی رسومات میں چونکہ دلہا کے ساتھ مختلف شرارتیں کی جاتی تھیں اس لیے ایک سمجھدار بچے کو خصوصی طور پر دلہے کے ساتھ رکھا جاتا جسے سربالہ کا نام دیا گیا۔ اس کا کام یہ ہے کہ یہ دلہا کو ''خطرات'' سے آگاہ کرتا رہے' مثلاً اگر دلہا کو دودھ کا گلاس پیش کیا گیا ہے تو پہلے سربالہ اس کا ذائقہ دیکھ کر دلہا کو ہاں یا ناں میں بتائے گا۔

اسلام چونکہ اس طرح کی غیر اخلاقی حرکتوں کی اجازت ہی نہیں دیتا اس لیے سربالے کی بھی کوئی ضرورت نہیں رہتی یہی وجہ ہے کہ عہد نبوی ﷺ اور عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں شادی بیاہ کے واقعات میں ''سربالہ'' کا کوئی کردار دکھائی نہیں دیتا۔ (ہدیۃ العروس: ص ۲۳۵)

میک اپ کرنا:

شادی کے موقعے پر دلہن کا سولہ سنگھار (میک اپ) کرنا اور دلہا کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا بنانا سنوارنا اور اسے زیب و زینت سے آراستہ کرنا ایک جائز عمل ہے۔ اس لیے کہ خاوند کے لیے زیب و زینت جائز بلکہ مستحب ہے۔ اور عہد رسالت سے یہ کام اسلامی معاشرے میں ہوتا آ رہا ہے' ایک حدیث میں ہے کہ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو (رخصتی کے موقع پر) مزین کیا۔ دوسری حدیث میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے کہ انہیں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے تیار کر کے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ ان دونوں روایات سے دلہن کے بناؤ سنگھار کا اثبات ہوتا ہے۔ لیکن یہ بناؤ سنگھار کون کرے گا؟ یہ گھر کی عورتیں یا اس کی سہیلیاں اور خاندان کی عورتیں ہی یہ کام کریں گی۔

صدیوں سے یہ سلسلہ اس طرح ہی چلا آ رہا ہے۔ اب چند سالوں سے بیوٹی پارلروں کا سلسلہ چل نکلا ہے۔ ان میں دلہنوں کو تیار کیا جاتا ہے اور جو کام چند روپیوں میں ہو جاتا تھا' اس پر ہزاروں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ان میں میک اپ کے ایسے طریقے اختیار کیے جاتے ہیں جس سے عورت کا حلیہ ہی بگڑ جاتا ہے' اور یوں اس میں اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو تبدیل کرنے کی مذموم سعی کی جاتی ہے۔ اس لیے بیوٹی پارلروں کا یہ سلسلہ غیر شرعی ہے۔ ایک تو یہ غیروں کی نقالی پر مبنی ہے' یعنی یہ مغربی معاشروں کی لعنت ہے جو ہمارے اسلامی ملکوں میں بھی آ گئی ہے۔ دوسرے بناؤ سنگھار پر حد سے زیادہ توجہ دی جاتی ہے جو سراسر فضول خرچی ہے۔ تیسرے' اس میں بناؤ سنگھار کے نام پر اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو تبدیل کیا جاتا ہے۔ چوتھے' اس میں بے پردگی اور بے حیائی کا عنصر شامل ہوتا ہے۔ بیوٹی پارلر کی سجی ہوئی دلہن چادر یا برقع استعمال نہیں کر سکتی اور اسے بے پردہ ہی رہنا پڑتا ہے' حتیٰ کہ وہ وضو کر کے نماز نہیں پڑھ سکتی۔ کیونکہ پردہ کرنے یا وضو کرنے سے اس کا وہ سارا میک اپ خراب ہو جاتا ہے جو بیوٹی پارلر میں کیا جاتا ہے۔

بنا بریں بیوٹی پارلروں کا یہ سارا سلسلہ ناجائز اور حرام ہے اور ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے سے دلہن سازی کا کام بھی ناجائز ہے۔ یہ مغرب کی حیا باختہ تہذیب کا ایک تحفہ ہے اور اسے وہی لوگ پسند کرتے ہیں جو اسلامی تہذیب سے متنفر اور مغربی تہذیب کے والہ وشیدا ہیں۔ اس لیے دین دار اور باپردہ گھرانوں کو کبھی بھی بیوٹی پارلروں کا رخ نہیں کرنا چاہیے۔ (شادی بیاہ کی رسومات: ص ۳۶)

قرآن مجید کے سائے تلے رخصت کرنا:

دلہا اور دلہن کو رخصت کرتے وقت گھر کے عمر رسیدہ افراد میں سے کوئی شخص قرآن مجید لے کر ان کے سروں کے اوپر اٹھائے رکھتا ہے اور اس سے یہ شگون لیا جاتا ہے کہ یہ شادی بابرکت انجام پائے۔ حالانکہ خیر وبرکت تو اس آسمانی کتاب کے احکام پر عمل کرنے میں ہے نہ کہ اس کا محض سایہ حاصل کرنے میں۔

دروازے کی چوکھٹوں پر تیل:

دلہن کو رخصت کرتے وقت اور دوسری طرف دلہا اور دلہن کے نئے گھر میں داخل ہوتے وقت دروازے کی چوکھٹوں پر تیل ڈالا جاتا ہے۔ یہ بھی جاہلانہ رسم ہے جس کا اسلامی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں۔

دلہا اور دلہن کو کنگنا (گانی) باندھنا:

یہ بھی ایک فضول اور جاہلانہ رسم ہے۔

منہ دکھائی کی رسم:

جب بارات دلہن کو لے کر واپس دلہا کے گھر آتی ہے تو اسے ایک کمرے میں بٹھا دیا جاتا ہے اور عورت کا منہ دیکھنے کے لیے عزیز واقارب کی عورتیں جمع ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے ساس یا خاندان کی کوئی بوڑھی عورت بہو کا منہ دیکھتی ہے اور اس کے ساتھ بہو کو منہ دکھلائی کی کوئی چیز پیش کرتی ہے۔ پھر اسی طرح دیگر عورتیں بہو کا منہ دیکھتی ہیں اور کوئی نہ کوئی چیز پیش کرتی ہیں جس کے پاس منہ دکھلائی کے لیے کچھ نہ ہو اسے منہ نہیں دکھلایا جاتا۔ پھر اس میں ایک بیہودگی یہ بھی ہے کہ بعض غیر محرم مثلاً لڑکی کے دیور، جیٹھ وغیرہ بھی منہ دکھلائی کی رسم میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریک ہوتے ہیں۔ اسی طرح خاوند کے لیے بھی مباشرت سے پہلے منہ دکھلائی کا کوئی نہ کوئی تحفہ دینا ضروری سمجھا جاتا ہے۔

گود بٹھائی کی رسم:

پھر اس کے بعد کسی کا بچہ بہو کی گود میں بٹھاتے ہیں' کہا جاتا ہے کہ نئی دلہن کی گود میں بچہ اس لیے بٹھایا جاتا ہے کہ اس کی گود بھی ہری ہو اور دلہن بانجھ نہ نکلے۔ حالانکہ ایسے شگون لینے سے اسلام نے منع کیا ہے۔ بہرصورت اب تو نوبت بہ ایں جا رسید کہ دیور یا جیٹھ دلہن (بھابھی) کی گود میں بٹھایا جاتا ہے اور جب تک دلہن اسے کوئی تحفہ نہ دے وہ ''بے غیرت'' اس کی گود نہیں چھوڑتا۔ حالانکہ اسلام تو غیر محرم کا چہرہ دیکھنے کی اجازت نہیں دیتا اور یہاں رسومات پوری کرنے کے لیے غیر محرم کو گود میں بٹھایا جا رہا ہے۔ استغفر اللہ!! (ہدیۃ العروس: ص ۲۳۷)

شادی کارڈز:

شادی بیاہ کی رسومات یا از خود پیدا کردہ ضروریات میں سے' ایک رسم یا ایک ضرورت ''شادی کارڈ'' بھی ہے۔ جس کے ذریعے سے اہل خاندان اور دوست احباب کو شادی میں مدعو کیا جاتا ہے۔ پہلے یہ ضرورت' ایک پوسٹ کارڈ اور زبانی دعوت سے پوری ہو جاتی تھی۔ اب یہ شادی کارڈ شادی کا ایک ناگزیر حصہ ہے۔

اس کی وجہ بھی شادیوں میں زیادہ سے زیادہ ہجوم جمع کرنے کا جذبہ ہی ہے۔ اگر نکاح کی تقریب اور ولیمے کی دعوت مختصر ہو۔ خاندان کے چند ضروری افراد اور صرف بعض احباب ہی ان میں شریک ہوں تو ظاہر بات ہے کہ پھر خصوصی دعوت ناموں اور شادی کارڈوں کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ لیکن چونکہ یہ سادگی اور اختصار اب کسی کو پسند نہیں۔ اس لیے شادی کارڈ چھپوائے بغیر بھی چارہ نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے اصل ضرورت' شادی بیاہ کی تقریبات کا حجم (سائز) مختصر کرنے کی ہے۔ اگر لوگ اس کو اختیار کر لیں' تو بہت سی قباحتوں کے ساتھ شادی کارڈ سے بھی بچنا ممکن ہے۔ بصورت دیگر کم از کم اس میں فضول خرچی سے تو ضرور اجتناب کیا جائے۔ یعنی شادی کارڈ مختصر اور سادہ چھپوائے جائیں۔ انہیں زیادہ سے زیادہ خوب صورت اور دیدہ زیب بنانے کے لیے گراں سے گراں تر نہ کیا جائے۔ اس طرح کہ گراں قیمت شادی کارڈ سراسر اسراف اور فضول خرچی ہے جس کا کوئی شرعی جواز نہیں۔

ایک اور بے ہودگی شادی کارڈوں میں یہ چل پڑی ہے کہ اپنی قومی زبان اردو کی بجائے اسلام اور مسلمانوں کے شدید دشمن انگریزوں کی زبان میں چھپوائے جانے لگے ہیں۔ یہ بھی ایک چلتا ہوا فیشن اور مقبول عام رجحان ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کو تو یہودیوں اور عیسائیوں سے بغض وعداوت رکھنے کا حکم ہے نہ کہ دوستی اور محبت رکھنے کا۔ اور اپنی گھریلو قسم کی تقریبات میں مدعو کرنے کے لیے بھی ہم دعوت نامے انگریزی زبان میں چھپوائیں' تو یہ اپنے دشمنوں سے' جن کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا دشمن قرار دیا ہے۔ محبت کا اظہار ہے یا نفرت کا؟ کیا اس طرح ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہایت دیدہ دلیری سے پامال نہیں کر رہے ہیں؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ انگریزی بین الاقوامی اور سائنس وٹیکنالوجی کی زبان ہے۔ اسے سیکھے بغیر چارہ نہیں۔ ٹھیک ہے' اس وقت بدقسمتی اور ہماری کمزوری کی وجہ سے' اس کی یہ اہمیت مسلّم اور اس کا سیکھنا جائز' بلکہ حکومتی پالیسی کی وجہ سے کسب معاش کے لیے اس کا سیکھنا ضروری ہے۔ لیکن حکومتوں کی مسلط کردہ پالیسی یا دیگر دنیوی ضروریات کے لیے انگریزی زبان کا سیکھنا اور چیز ہے۔ اور اس سے محبت رکھنا اور چیز۔ پہلی بات یقیناً جائز ہے اور اسی لیے کوئی عالم انگریزی زبان کے پڑھنے' سیکھنے بلکہ اس میں مہارت حاصل کرنے کے ناجائز نہیں کہتا۔ لیکن دوسری بات یعنی اس سے محبت رکھنا' اسے اپنا اوڑھنا بچھونا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا لینا اور اپنی قومی زبان پر اسے ترجیح دینا' اس کا قطعاً کوئی جواز نہیں ہے۔ یہ قومی غیرت کے بھی خالف ہے اور شرعی لحاظ سے بھی حرام اور ناجائز۔

انگریزی زبان میں دعوت نامہ چھپوانا' کسی بھی پاکستانی کی بین الاقوامی ضرورت نہیں ہے۔ جو پاکستانی ایسا کرتا ہے وہ قومی بے غیرتی کا بھی مظاہرہ کرتا ہے اور اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں سے محبت کا والہانہ اظہار بھی۔ اسے اس کا شعور ہو یا نہ ہو' لیکن واقعہ یہ ہے کہ یوں وہ قومی جرم کا بھی ارتکاب کرتا ہے اور حکم الٰہی کی پامالی کا ارتکاب بھی۔ (اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنۡهُ!)

رات میں شادی کی تقریبات کا انعقاد:

ایک اور نہایت قبیح رواج' جو بہت عام ہو گیا ہے' شادی کی تقریبات کا انعقاد رات کو کرنا ہے۔ اس میں بھی غالباً یہ شیطانی فلسفہ کارفرما معلوم ہوتا ہے کہ رات کے اندھیرے میں بجلی کے قمقمے اور چراغاں جو بہار دیتا ہے' وہ دن کی روشنی میں ممکن نہیں۔ اسی طرح آتش بازی کا سماں بھی رات کی تاریکی ہی میں بندھتا ہے اور آتشیں پٹاخوں کے نہایت خوفناک دھماکے بھی رات ہی کو اہل محلّہ کی نیندوں کو خراب کرتے ہیں۔ دن کے شور وشغب میں یہ دھماکے کسی کے آرام وراحت میں زیادہ خلل انداز نہیں ہو سکتے' اور ہم اخلاقی پستی کی جس اتھاہ گہرائی میں جا چکے ہیں' اس کا تقاضا ہے کہ جب تک ہم اہل محلّہ کے آرام وسکون کو برباد نہ کر لیں' ہماری خوشی کی تقریب مکمل نہیں ہو سکتی۔ یعنی دوسروں کے سکون وآرام کو برباد کرنے میں ہمیں راحت محسوس ہوتی ہے۔ ورنہ جس قوم کی اخلاقی حس زندہ اور بیدار ہو' وہ کبھی اتنی اخلاقی پستی کا مظاہرہ نہیں کر سکتی جس طرح ہماری قوم کرتی ہے۔ رات کے دو بجے برات واپس آتی ہے تو آتشیں پٹاخوں کے دھماکوں سے سارے محلے کے لوگوں کی نیندیں خراب کر دی جاتی ہیں۔

علاوہ ازیں' رات کی ان تقریبات میں وقت کا جو ضیاع ہوتا ہے' وہ بھی اس قوم کی بے فکری' بے شعوری اور اخلاقیات سے عاری ہونے کی غمازی کرتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ بھلا جس نکاح یا ولیمے کی تقریب کے لیے ۸ یا ۹ بجے کا وقت کارڈ پر لکھا ہو' اس کا آغاز رات کے ۱۲ یا ایک بجے سے پہلے نہ ہو' تو یہ رواج یا عادت اچھی ہے یا بری؟ اس میں اخلاقی ذمے داری کا احساس پایا جاتا ہے یا اس سے خوفناک بے اعتنائی؟ ذرا تصور کیجئے ان لوگوں کی کوفت' تکلیف اور ان کے ضیاع وقت کا' جو دعوت نامے کے مطابق وقت پر تشریف لے آئیں۔ لیکن انہیں ان لوگوں کے انتظار میں جو ۳' یا ۴ گھنٹے تاخیر سے آئیں۔ ۳' ۴ گھنٹے انتظار کی سولی پر لٹکائے رکھا جائے۔

ذرا سوچئے! وقت پر آنے والے سزا کے مستحق ہیں یا غیر معمولی تاخیر سے آنے والے؟ لیکن ہمارے ہاں الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ کئی کئی گھنٹے تاخیر سے آنے والوں کی سزا' وقت کے ضیاع اور "الانتظار أشد من الموت" کے کرب وقلق کی صورت میں' وقت پر آنے والوں کو بھگتنی پڑتی ہے۔ ان سب پر مستزاد رات کو اتنی تاخیر سے سونے کے بعد' فجر کی نماز کے لیے اٹھنا بھی ناممکن سا ہے۔ گویا نماز فجر بھی گئی۔ اسی طرح اتنی تاخیر سے واپسی پر ان لوگوں کو جو پریشانی ہوتی ہے جن کے پاس اپنی سواری وغیرہ نہیں ہوتی' اور رات کی تاریکی میں ڈاکوؤں اور لٹیروں کے ہتھے چڑھ جانے کے امکانات بھی بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ بہر حال جس لحاظ سے بھی دیکھا جائے' راتوں کو ان تقریبات کا انعقاد غیر صحیح ہے۔ کم از کم دین دار حضرات کو اس قبیح رواج اور رسم سے سختی سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ نبی ﷺ کی بابت آتا ہے کہ آپ کو رات کو عشاء سے قبل سونا اور عشاء کے بعد باتیں کرتے رہنا' ناپسند تھا۔ (صحیح بخاری' المواقیت' باب ما یکرہ من النوم قبل العشاء)

اس حدیث کی روشنی میں بھی اگر دوسری باتوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو راتوں کو شادی کی تقریبات کا کوئی جواز نہیں رہتا۔

تاہم چراغاں اور آتش بازی وغیرہ رسومات سے بچتے ہوئے' نکاح' تواضع اور رخصتی کی ساری کاروائی۔ وقت کی پابندی کرتے ہوئے۔ مغرب کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوراً بعد سے لے کر عشاء کے وقت تک کر لی جائے' تو پھر چونکہ مذکورہ قباحتیں پیدا نہیں ہوتی' اس لیے رات کے پہلے پہر میں ان تقریبات کے جواز میں شک کی گنجائش نہیں۔ (شادی بیاہ کی رسومات: ص ۴۷)

جہیز ایک ہندووانہ رسم:

شادی بیاہ کی بیشتر رسومات ہندوانہ کلچر سے مسلمانوں نے اخذ کی ہیں' کیونکہ برصغیر میں مسلمانوں کی فتوحات اور آمد سے پہلے ہندوؤں کا راج تھا' جو کروڑوں خداؤں کے پجاری' اربوں' کھربوں رسومات میں جکڑے ہوئے اور کسی بھی سماوی دین سے کوسوں میل دور تھے' حتی کہ بے شمار ہندوؤں کے اسلام میں داخل ہونے کے باوجود ان کی ہندوانہ چھاپ کے اثرات محو نہ ہو سکے اور بے شمار قبیح رسومات اور فضول روایات مسلسل ان میں چلی آتی رہیں۔ علاوہ ازیں تقریباً ایک ہزار سال تک مسلمان انہی ہنؤوں کے ساتھ بود و باش اختیار کیے رہے' اگرچہ مسلمانوں نے ہمیشہ اسلامی تشخص کا امتیاز برقرار رکھنے کی کوششیں کیں' لیکن تالاب میں ڈبکی لگا کر خشک ہی باہر آ جانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن سی بات ہے۔ بہرحال میں اس گہرائی میں نہیں جانا چاہتا کہ مسلمان ان ہندوانہ رسومات کے تالاب میں لوٹ پوٹ ہو کر کس قدر ''کیچڑ'' اپنے ساتھ پاکستان لے کر آئے۔ تاہم جہیز کی رسم اس کی ایک ادنیٰ سی مثال ہے جو ہندوانہ معاشرے سے بطور ''تحفہ'' مسلمان اپنے ساتھ لائے ہیں۔

دراصل ہندوانہ معاشرے میں والدین اپنی لڑکیوں کو وراثت میں شامل نہیں کرتے بالکل اسی طرح جس طرح دور جاہلیت میں اہل عرب اپنی لڑکیوں کو وراثت سے محروم کر دیتے تھے' بلکہ دور جاہلیت کے اہل عرب میں وراثت کا حقدار صرف سب سے بڑا لڑکا ہوتا تھا جو باپ کی وراثت کے ساتھ اپنی سوتیلی ماں کا بھی ''وارث'' قرار پاتا تھا! لیکن جب حضور نبی کریم ﷺ اس معاشرے میں تشریف لائے تو دین اسلام کی سچی' نکھری اور سادگی پر مبنی تعلیمات کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے دور جاہلیت کے تمام طوقوں کو آپ ﷺ نے کاٹ پھینکا اور ان تمام رسومات سے لوگوں کو آزادی دی جن کی وجہ سے معاشرے کا ایک بہت بڑا حصہ ظلم وستم میں کراہ رہا تھا۔ اسی احسان عظیم کی طرف قرآن مجید نے اس طرح اشارہ فرمایا:

﴿يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٧﴾﴾ (الاعراف)

''وہ (نبی ﷺ) انہیں نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں' اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ لہٰذا جو لوگ اس نبی پر ایمان لا کر ان کی حمایت اور مدد کرتے ہیں اور اسی نور (ہدایت) کی پیروی کرتے ہیں جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے' ایسے لوگ ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔'' (الاعراف:۱۵۷)

جہیز' کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے متعدد شادیاں کیں' لیکن آپ کی ازواج مطہرات میں سے کوئی بھی اپنے ساتھ جہیز لے کر نہیں آئی۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں' آپ ﷺ نے چاروں کی شادیاں کیں' لیکن آپ ﷺ نے کسی کو بھی شادی کے موقع پر جہیز نہیں دیا۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بھی کسی سے اس رواج کی کوئی اصل نہیں ملتی۔ اس اعتبار سے یہ خالص ہندوانہ رسم ہے۔ اس لیے کہ ہندو مذہب میں عورت وراثت کی حق دار نہیں ہے' باپ کی جائیداد کی وارث صرف اولاد نرینہ ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بنا پر ہندو شادی کے موقع پر لڑکی کو گھریلو نوعیت کے سامان کی شکل میں اپنی جائیداد میں سے کچھ حصہ دے دیتے ہیں۔

مسلمانوں نے بھی اس رواج کو اختیار کر لیا۔ اس کی وجہ سے وہ متعدد مشکلات کا شکار ہو گئے۔ ایک تو جہیز کو لازمی تصور کر لیا گیا ہے حتی کہ اس کے لیے بھاری قرض بھی لینا بڑے تو لیتے ہیں۔ اور پھر ساری عمر قرض کے بوجھ تلے دبے رہتے ہیں۔ ثانیاً ہندوؤں کی طرح پھر لڑکیوں کو بالعموم وراثت میں سے حصہ نہیں دیتے' بھائی جہیز ہی کو وراثت کا بدل قرار دے کر' بہنوں کو وراثت سے محروم رکھنے کی مذموم سعی کرتے ہیں۔ اس طرح اور بھی متعدد قباحتیں ہیں جو جہیز میں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک بڑی قباحت یہ ہے کہ مرد منگتا بن جاتا ہے اور وہ لڑکی والوں سے فرمائشی سامان طلب کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے عورتوں پر قوام بنایا ہے' اور اس کی دو وجہیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جسمانی اور دماغی قوت وصلاحیت میں عورت سے ممتاز کیا ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ وہ عورت پر اپنا مال خرچ کرنے والا ہے۔ یہ مال خرچ کرنا کیا ہے؟ عورت کو مہر دینا۔ اس کے نان ونفقہ کا انتظام کرنا اور شادی کے بھی بیشتر اخراجات برداشت کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت میں مرد کو ولیمہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن لڑکی یا لڑکی کے والدین پر کوئی خرچ نہیں ڈالا گیا ہے۔ بنابریں مرد کی طرف سے جہیز کا مطالبہ کرنا اس کے شیوۂ مردانگی کے بھی خلاف ہے۔

فاطمی جہیز:

www.KitaboSunnat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بابت جو مشہور ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو جہیز کے طور پر کچھ سامان دیا تھا' یہ یکسر غلط ہے' اس معنی میں جہیز کا لفظ ہی قرآن یا حدیث میں موجود نہیں ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جو کچھ دیا گیا اس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنا کوئی گھر بار نہیں تھا۔ نبی کریم ﷺ ہی ان کے کفیل تھے' آپ ﷺ کے پاس ہی ان کی پرورش ہوئی۔ جب آپ ﷺ نے اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحبزادی کے ساتھ ہی ان کا نکاح بھی کر دیا۔ تو گھر بسانے کے لیے چند چیزیں آپ ﷺ نے انہیں عطا فرمائیں۔ اور وہ حسب ذیل تھیں:

ایک چادر' ایک چمڑے کا تکیہ' (جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔) ایک چکی' ایک مشک اور دو مٹکے۔ (البدایہ والنہایہ: ۶/۳۳۷)

یہ ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جہیز کی اصل حقیقت' اس کا اور ہمارے مروجہ جہیز کا تقابل کر لیں۔ ان کے درمیان کیا نسبت ہے؟ کیا اس سے ہمارے مروجہ جہیز کا اثبات ہوتا ہے؟ نہیں یقیناً نہیں۔ ان کا آپس میں کوئی تقابل ہی نہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں' اپنی اولاد کو عطیہ یا ہبہ دینا' کوئی بری بات تو نہیں۔ یقیناً یہ بات تو صحیح ہے۔ دوسرے' اپنی اولاد کو عطیے یا ہبے کے طور پر دینا جائز بلکہ مستحب ہے۔ لیکن عطیہ یا ہبہ تو دل کی خوشی سے دیا جاتا ہے۔ دوسرے' اپنی طاقت کے مطابق دیا جاتا ہے۔ تیسرے اس میں کسی کا دباؤ نہیں ہوتا۔ چوتھے اسے وراثت کا بدل نہیں سمجھا جاتا۔ کیا جہیز میں یہ چیزیں پائی جاتی ہیں۔

ہمارے مروجہ جہیز میں تو ہدیہ یا ہبہ والی مذکورہ چیزیں بالکل نہیں پائی جاتیں۔ اس کو تو شادی کا لازمی حصہ بنا دیا گیا ہے' کسی کے پاس طاقت ہے یا نہیں؟ اس سے کسی کو کوئی غرض نہیں۔ بھاری بھرکم جہیز ضرور ہونا چاہئے۔ نہیں تو سسرال میں لڑکی کا جینا دوبھر کر دیا جائے گا۔ اس دباؤ اور مجبوری کی وجہ سے ہر شخص کو بھاری مقدار میں جہیز مہیا کر کے دینا پڑتا ہے۔ چاہے اس کے بعد وہ ساری عمر قرض کے بوجھ تلے کراہتا رہے۔

بہر حال جہیز کے بارے میں معتدل موقف یہی ہے کہ ماں باپ اپنی طاقت کے مطابق' تھوڑا یا زیادہ' کچھ دیں' تو یہ یقیناً ایک جائز عمل ہے' لیکن اس میں ایک تو معاشرے کا دباؤ یا لڑکے والوں کی طرف سے مطالبہ نہ ہو۔ دوسرا' اسے وراثت سے محروم کرنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ تو پھر شاید اس کا جواز نکل آئے اور اسے ہندوانہ رسم قرار نہ دیا جا سکے۔ (شادی بیاہ کی رسومات)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادی پر تصویریں اتارنا اور فلم بنانا:

شادی کے موقع پر نہ صرف دولہا اور دلہن کی خوب تصویریں اتاری جاتی ہیں' بلکہ شادی میں شریک مختلف لوگ بھی ایک دوسرے کی تصویریں اتارتے ہیں' حتی کہ غیر محرم مرد اور عورتیں اکٹھے کھڑے ہو کر تصویریں اترواتے ہیں۔ اسی طرح شادی کی فلم بنائی جاتی ہے جس میں غیر محرم مردوں اور عورتوں کی شادی میں شمولیت کو مکمل طور پر محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ پھر شادی کے بعد مختلف مواقع پر اسے دیکھا جاتا رہتا ہے حتی کہ دوست احباب اور شادی میں شریک نہ ہو پانے والے مختلف لوگوں کو بھی شادی کے سارے مناظر دکھائے جاتے ہیں' حالانکہ اس طرح کی بے پردگی' بے حیائی اور مخلوط مجالس کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا۔

نہایت کثیر التعداد اور قوی الاسناد اور متواتر المعنی احادیث سے یہ ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے ذی روح اشیاء کی تصویریں بنانے اور رکھنے کو قطعی حرام قرار دیا ہے۔ اس معاملہ میں جو ارشادات آپ ﷺ سے ثابت ہیں اور جو آثار اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہوئے ہیں' انہیں ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

احادیث رسول ﷺ:

١ - عن عائشة أم المؤمنين أن أم حبيبة وأم سلمة ذكرتا كنيسة رأينها بالحبشة فيها تصاوير فذكرتا للنبي ﷺ. فقال: «إنّ أولٰئك إذا كان فيهم الرجل الصالح فمات بنَوا على قبره مسجدا وصوّروا فيه تلك الصور فأولٰئك شرار الخلق عند الله يوم القيامة.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ام حبیبہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حبشہ میں ایک کنیسہ دیکھا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ اس کا ذکر انہوں نے نبی ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ جب ان میں کوئی صالح شخص ہوتا تو اس کے مرنے کے بعد وہ اس کی قبر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بخاری: کتاب الصلوٰۃ، مسلم: کتاب المساجد)

پر ایک عبادت گاہ بناتے اور اس میں یہ تصویریں بنالیا کرتے تھے۔ یہ لوگ قیامت کے روز اللہ کے نزدیک بدترین خلائق قرار پائیں گے۔

٢- عن أبي جُحَيفة أن رسول الله ﷺ لعن المصور. (بخاری: کتاب البیوع، کتاب الطلاق وکتاب اللباس)

ابو جُحَیفہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مصور پر لعنت فرمائی ہے۔

٣- عن أبي زرعة قال: دخلت مع أبي هريرة داراً بالمدينة فرأى أعلاها مصورا يصور. قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «ومن أظلم ممن ذهب يخلق كخلقي فليخلقوا حبة وليخلقوا ذرة». (بخاری: کتاب اللباس، مسند احمد اور مسلم کی روایت میں تصریح ہے کہ یہ مروان کا گھر تھا)

ابوزُرعہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مکان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ مکان کے اوپر ایک مصور تصویریں بنا رہا ہے۔ اس پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو میری تخلیق کے مانند تخلیق کی کوشش کرے۔ یہ لوگ ایک دانہ یا ایک چیونٹی تو بنا کر دکھائیں۔

٤- عن أبي محمد الهذلي عن علي قال كان رسول الله ﷺ في جنازة، فقال: «أيكم ينطلق إلى المدينة فلا يَدَع بها وثناً إلا كسره ولا قبراً إلا سوّاه ولا صورة إلا لطخها. فقال رجل: أنا يا رسول الله.

ابومحمد ہذلی، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازے میں شریک تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں میں سے کون ہے جو جا کر مدینہ میں کوئی بُت نہ چھوڑے جسے توڑ نہ دے اور کوئی قبر نہ چھوڑے جسے زمین کے برابر نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

22623 www.KitaboSunnat.com

فانطلق فهاب أهل المدينة. فرجع. فقال علي: أنا أنطلق يا رسول الله. قال فانطلق، فانطلق ثم رجع. فقال: يا رسول الله! لم أدع بها وثنا إلا كسرته ولا قبرا إلا سويته ولا صورة إلا لطختها.ثم قال رسول الله ﷺ: من عاد لصنعة شيء من هذا فقد كفر بما أنزل على محمد ﷺ.

(مسند احمد، مسلم: کتاب الجنائز اور نسائی: کتاب الجنائز میں بھی اس مضمون کی ایک حدیث منقول ہوئی ہے)

کر دے اور کوئی تصویر نہ چھوڑے جسے مٹا نہ دے۔ ایک شخص نے عرض کیا میں اس کے لیے حاضر ہوں۔ چنانچہ وہ گیا مگر اہل مدینہ کے خوف سے یہ کام کیے بغیر پلٹ آیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تم جاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ گئے اور واپس آ کر انہوں نے عرض کیا کہ میں نے کوئی بُت نہیں چھوڑا جسے توڑ نہ دیا ہو کوئی قبر نہیں چھوڑی جسے زمین کے برابر نہ کر دیا ہو اور کوئی تصویر نہیں چھوڑی جسے مٹا نہ دیا ہو۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب اگر کسی شخص نے ان چیزوں میں سے کوئی چیز بنائی تو اس نے اس تعلیم سے کفر کیا جو محمد (ﷺ) پر نازل ہوئی ہے۔

۵- عن ابن عباس عن النبي ﷺ ...... ومن صور صورة عذب وكلف أن ينفخ فيها وليس بنافخ. (بخاری: کتاب التعبیر، ترمذی: ابواب اللباس، نسائی: کتاب الزینۃ، مسند احمد)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں......اور جس شخص نے تصویر بنائی اسے عذاب دیا جائے گا اور مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ نہ پھونک سکے گا۔

٦- عن سعيد بن أبي الحسن

سعید بن ابوالحسن کہتے ہیں کہ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال: كنت عند ابن عباس ﷺ إذ أتاه رجل. فقال: يا أبا عباس! إني إنسان إنما معيشتي من صنعة يدي وإني أصنع هذه التصاوير. فقال ابن عباس: لا أحدثك إلا ما سمعت رسول الله ﷺ يقول، سمعته يقول: «من صور صورة فإن الله معذبه حتى ينفخ فيها الروح وليس بنافخ فيها أبدا». فربا الرجل ربوة شديدة واصفر وجهه. فقال: ويحك إن أبيت إلا أن تصنع فعليك بهذا الشجر كل شيء ليس فيه روح.	ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا' اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے ابن عباس میں ایک ایسا شخص ہوں جو اپنے ہاتھ سے روزی کماتا ہے اور میرا روزگار یہ تصویریں بنانا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ میں تم سے وہی بات کہوں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنی ہے۔ میں نے آپ ﷺ سے یہ بات سنی ہے کہ جو شخص تصویر بنائے گا اللہ اسے عذاب دے گا اور اسے نہ چھوڑے گا جب تک وہ اس میں روح نہ پھونکے' اور وہ کبھی روح نہ پھونک سکے گا۔ یہ بات سن کر وہ شخص سخت برافروختہ ہوا اور اس کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' بندۂ خدا'
(بخاری: کتاب البیوع' مسلم: کتاب اللباس' نسائی: کتاب الزینۃ' مسند احمد)	

اگر تجھے تصویر بنانی ہی ہے تو اس درخت کی بنا' یا کسی ایسی چیز کی بنا جس میں روح نہ ہو۔

۷- عن عبدالله بن مسعود قال: سمعت النبي ﷺ يقول: «إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون».	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز اللہ کے ہاں سخت ترین سزا پانے والے مصور ہوں گے۔''

(بخاری: کتاب اللباس' مسلم: کتاب اللباس' نسائی: کتاب الزینۃ' مسند احمد)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸- عن عبدالله بن عمر أن رسول الله ﷺ قال: «إن الذين يصنعون هٰذه الصور يعذبون يوم القيٰمة، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم». (بخاری: کتاب اللباس، مسلم: کتاب اللباس، نسائی: کتاب الزینۃ، مسند احمد)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ یہ تصویریں بناتے ہیں ان کو قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا، ان سے کہا جائے گا کہ: جو کچھ تم نے بنایا ہے اسے زندہ کرو۔''

۹-عن عائشة رضی اللہ عنہا أنها اشتريت نمرقة فيها تصاوير فقام النبي ﷺ بالباب ولم يدخل. فقلت: أتوب إلى الله مما أذنبت. قال: «ما هٰذه النمرقة؟» قلت: لتجلس عليها وتوسدها. قال: «إن أصحاب هٰذه الصور يعذبون يوم القيامة، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم وإن الملائكة لا تدخل بيتا فيه الصورة». (بخاری: کتاب اللباس، مسلم: کتاب اللباس، نسائی: کتاب الزینۃ، ابن ماجہ: کتاب التجارات، موطأ: کتاب الاستیذان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ پھر نبی ﷺ تشریف لائے اور دروازے ہی میں کھڑے ہو گئے۔ اندر داخل نہ ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ میں اللہ سے توبہ کرتی ہوں ہر اس گناہ پر جو میں نے کیا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ اس غرض کے لیے ہے کہ آپ ﷺ یہاں تشریف رکھیں اور اس پر ٹیک لگائیں۔ فرمایا: ''ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے بنایا ہے اس کو زندہ کرو۔ اور ملائکہ (یعنی ملائکہ رحمت) کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں ہوں۔''

۱۰- عن عائشة قالت: دخل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيَّ رسول الله ﷺ وأنا متسترة بقرام فيه صورة فتلوَّنَ وجهه ثم تناول الستر فهتكه ثم قال: «إن من أشد الناس عذابا يوم القيامة الذين يشبهون بخلق الله».
(مسلم: کتاب اللباس' بخاری: کتاب اللباس' نسائی: کتاب الزینۃ)

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور میں نے ایک پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں تصویر تھی۔ آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا' پھر آپ ﷺ نے اس پردے کو لے کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا قیامت کے روز سخت ترین عذاب جن لوگوں کو دیا جائے گا ان میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کی تخلیق کے مانند تخلیق کی کوشش کرتے ہیں۔

۱۱- عن عائشة قالت: قدم رسول الله ﷺ من سفر وقد سترت على بابي دُرنوكاً فيه الخيل ذوات الأجنحة. فأمرني، فنزعته.
(مسلم: کتاب اللباس' نسائی: کتاب الزینۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سفر سے واپس تشریف لائے اور میں نے اپنے دروازے پر ایک پردہ لٹکا رکھا تھا' جس میں گھوڑوں کی تصویریں تھیں۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے اتار دوں اور میں نے اتار دیا۔

۱۲- عن جابر قال: نهى رسول الله ﷺ عن الصورة في البيت ونهى أن يصنع ذلك.
(ترمذی: ابواب اللباس)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا کہ گھر میں تصویر رکھی جائے اور اس سے بھی منع فرمایا دیا کہ کوئی شخص تصویر بنائے۔

۱۳- عن ابن عباسٌ عن أبي طلحة عن النبي ﷺ قال: «لا

ابن عباس رضی اللہ عنہما ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا صورة». (بخاری: کتاب اللباس)

نے فرمایا: ''ملائکہ (یعنی ملائکۂ رحمت) کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا پلا ہوا ہو اور نہ ایسے گھر میں جس میں تصویر ہو۔''

١٤- عن عبدالله بن عمر قال: وعد النبي ﷺ جبريل فراث عليه حتى اشتد على النبي ﷺ فخرج النبي ﷺ فلقيه فشكا إليه ما وجد. فقال له: «إنا لا ندخل بيتا فيه صورة ولا كلب». (بخاری: کتاب اللباس' اس مضمون کی متعدد روایات بخاری' مسلم' ابوداود' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' امام مالک اور امام احمد نے متعدد صحابہ سے نقل کی ہیں)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کے پاس آنے کا وعدہ کیا مگر بہت دیر لگ گئی اور وہ نہ آئے۔ آپ ﷺ کو اس سے پریشانی ہوئی اور آپ ﷺ گھر سے نکلے تو وہ مل گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے شکایت کی تو انہوں نے کہا کہ ہم کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو یا تصویر ہو۔

ان روایات کے مقابلے میں کچھ روایتیں ایسی بھی پیش کی جاتی ہیں جن میں تصاویر کے معاملہ میں رخصت پائی جاتی ہے۔ مثلاً ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت کہ جس کپڑے میں تصویر کڑھی ہوئی ہو اس کا پردہ لٹکانے کی اجازت ہے۔ (بخاری' کتاب اللباس) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت کہ تصویر دار کپڑے کو پھاڑ کر جب انہوں نے گدا بنا لیا تو آپ ﷺ نے اسے بچھانے سے منع نہ فرمایا۔ (مسلم: کتاب اللباس) اور سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت کہ ممانعت اس تصویر کی ہے جو نمایاں مقام پر نصب کی گئی ہو نہ کہ اس تصویر کی جو فرش کے طور پر بچھا دی گئی ہو۔ (مسند احمد) لیکن ان میں سے کوئی حدیث بھی دراصل ان احادیث کی تردید نہیں کرتی جو اوپر نقل کی گئی ہیں۔ جہاں تک تصویر بنانے کا تعلق ہے اس کا جواز ان میں سے کسی حدیث سے بھی نہیں نکلتا۔ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث صرف اس مسئلے سے بحث کرتی ہیں کہ اگر کسی کپڑے پر تصویر بنی ہوئی ہو اور آدمی اس کو لے چکا ہو تو کیا کرے۔ اس باب میں ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ والی روایت کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہے' کیونکہ وہ بکثرت دوسری صحیح احادیث سے ٹکراتی ہے جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویردار کپڑا لٹکانے سے نہ صرف منع فرمایا ہے بلکہ اسے پھاڑ دیا ہے۔ نیز خود حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل جو ترمذی اور موطأ میں منقول ہوا ہے وہ یہ ہے کہ وہ تصویردار پردہ لٹکانا تو درکنار وہ ایسا فرش بچھانے میں بھی کراہت محسوس کرتے تھے جس میں تصاویر ہوں۔ رہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایات تو ان سے صرف اتنا جواز نکلتا ہے کہ اگر تصویر احترام کی جگہ پر نہ ہو بلکہ ذلت کے ساتھ فرش میں رکھی جائے اور اسے پامال کیا جائے تو وہ قابل برداشت ہے۔ ان احادیث سے آخر اس پوری ثقافت کا جواز کیسے نکالا جا سکتا ہے جو تصویر کشی اور مجسمہ سازی کے آرٹ کو تہذیب انسانی کا قابل فخر کمال قرار دیتی ہے اور اسے مسلمانوں میں رواج دینا چاہتی ہے۔

تصاویر کے معاملہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر کار امت کے لیے جو ضابطہ چھوڑا ہے اس کا پتہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس طرز عمل سے چلتا ہے جو انہوں نے اس باب میں اختیار کیا۔ اسلام میں یہ اصول مسلم ہے کہ معتبر اسلامی ضابطہ وہی ہے جو تمام تدریجی احکام اور ابتدائی رخصتوں کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخر عہد میں مقرر کر دیا ہو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا کسی طریقے پر عملدرآمد کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ اسی طریقے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو چھوڑا تھا۔ اب دیکھئے کہ تصویروں کے ساتھ اس مقدس گروہ کا کیا برتاؤ تھا۔

آثار صحابہ رضی اللہ عنہم:

قال عمر رضی اللہ عنہ إنا لا ندخل كنائسكم من أجل التماثيل	حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عیسائیوں سے کہا کہ ہم تمہارے کنیسوں میں اس لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التی فیها الصور (بخاری: کتاب الصلوٰۃ)	داخل نہیں ہوتے کہ ان میں تصویریں ہوتی ہیں۔
كان ابن عباس يصلى فى بيعة إلا بيعة فيها تماثيل. (بخاری: کتاب الصلوٰۃ)	ابن عباس رضی اللہ عنہما گرجا میں نماز پڑھ لیتے تھے' مگر کسی ایسے گرجا میں نہیں جس میں تصویریں ہوں۔
عن أبى الهياج الأسدى، قال: لى على ألا أبعثك على ما بعثنى عليه رسول الله ﷺ أن لا تدع تمثالا إلا طمسته ولا قبرا مشرفا إلا سويته ولا صورة إلا طمستها. (مسلم' نسائی: کتاب الجنائز)	ابوالہیاج اسدی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کیا نہ بھیجوں میں تم کو اس مہم پر جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا؟ اور وہ یہ ہے کہ تم کوئی مجسمہ نہ چھوڑو جسے توڑ نہ دو' اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑو جسے زمین کے برابر نہ کر دو اور کوئی تصویر نہ چھوڑو جسے مٹا نہ دو۔
عن حنش الكنانى عن على أنه بعث عامل شرطته فقال له: أتدرى على ما أبعثك؟ على ما بعثنى عليه رسول الله ﷺ أن أنحت كل صورة وأن أسوى كل قبر. (مسند احمد)	حنش الکنانی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی پولیس کے کوتوال سے کہا کہ تم جانتے ہو میں کس مہم پر تمہیں بھیج رہا ہوں؟ اس مہم پر جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا۔ یہ کہ میں ہر تصویر کو مٹا دوں اور ہر قبر کو زمین کے برابر کر دوں۔

اسی ثابت شدہ اسلامی ضابطہ کو فقہائے اسلام نے تسلیم کیا ہے اور اسے قانون اسلامی کی ایک دفعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ علامہ بدرالدین عینی توضیح کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہمارے اصحاب (یعنی فقہائے احناف) اور دوسرے فقہاء کہتے ہیں کہ کسی جاندار چیز کی تصویر بنانا حرام ہی نہیں، سخت حرام اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے، خواہ بنانے والے نے اسے کسی ایسے استعمال کے لیے بنایا ہو جس میں اس کی تذلیل ہو، یا کسی دوسری غرض کے لیے۔ ہر حالت میں تصویر کشی حرام ہے کیوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے مشابہت ہے۔ اسی طرح تصویر خواہ کپڑے میں ہو یا فرش میں یا دینار یا درہم یا پیسے میں یا کسی برتن میں یا دیوار میں، بہرحال اس کا بنانا حرام ہے۔ البتہ جاندار کے سوا کسی دوسری چیز مثلاً درخت وغیرہ کی تصویر بنانا حرام نہیں ہے۔ ان تمام امور میں تصویر کے سایہ دار ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہی رائے امام مالکؒ سفیانؒ ثوریؒ، امام ابوحنیفہؒ اور دوسرے علماء کی ہے۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ اس سے لڑکیوں کی گڑیاں مستثنیٰ ہیں۔ مگر امام مالکؒ ان کے خریدنے کو بھی ناپسند کرتے تھے۔'' (عمدۃ القاری: ج ۲۲، ص ۷۰۔ اسی مسلک کو امام نوویؒ نے شرح مسلم میں زیادہ تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو شرح نووی: ج ۱۴، ص ۸۱-۸۲، مطبوعہ مصر)

یہ تو ہے تصویر سازی کا حکم، رہا دوسرے کی بنائی ہوئی تصویر کے استعمال کا مسئلہ تو اس کے بارے میں فقہائے اسلام کے مسالک حافظ ابن حجرؒ نے اس طرح نقل کیے ہیں:

''مالکی فقیہ، ابن عربی کہتے ہیں کہ جس تصویر کا سایہ پڑتا ہو اس کے حرام ہونے پر تو اجماع ہے۔ قطع نظر اس سے کہ وہ تحقیر کے ساتھ رکھی گئی ہو یا نہ۔ اس اجماع سے صرف لڑکیوں کی گڑیا مستثنیٰ ہیں ...... ابن عربی یہ بھی کہتے ہیں کہ جس تصویر کا سایہ نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑتا ہو وہ اگر اپنی حالت پر باقی رہے (یعنی آئینہ کی پرچھائیں کی طرح نہ ہو بلکہ چھپی ہوئی تصویر کی طرح ثابت وقائم ہو) تو وہ بھی حرام ہے' خواہ اسے حقارت کے ساتھ رکھا گیا ہو یا نہ۔ البتہ اگر اس کا سر کاٹ دیا گیا ہو یا اس کے اجزاء الگ الگ کر دیے گئے ہوں تو اس کا استعمال جائز ہے۔...... امام الحرمینؒ نے ایک مسلک یہ نقل کیا ہے کہ پردے یا تکیے پر اگر تصویر ہو تو اس کے استعمال کی اجازت ہے' مگر دیوار یا چھت میں جو تصویر لگائی جائے وہ ممنوع ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اس کا اِعزاز ہو گا' بخلاف اس کے پردے اور تکیے کی تصویر حقارت سے رہے گی...... ابن ابی شیبہؒ نے عکرمہؒ سے نقل کیا ہے کہ زمانۂ تابعینؒ کے علماء یہ رائے رکھتے تھے کہ فرش اور تکیے میں تصویر کا ہونا اس کے لیے باعث ذلت ہے۔ نیز ان کا یہ خیال بھی تھا کہ اونچی جگہ پر جو تصویر لگائی گئی ہو وہ حرام ہے۔ اور قدموں میں جسے پامال کیا جاتا ہو وہ جائز ہے۔ یہی رائے ابن سیرینؒ سالم بن عبداللہؒ عکرمہ بن خالدؒ اور سعید بن جبیرؒ سے بھی منقول ہے۔''

(فتح الباری: ج ۱۰' ص ۳۰۰)

اس تفصیل سے یہ بات بھی اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام میں تصاویر کی حُرمت کوئی مختلف فیہ یا مشکوک مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ نبی ﷺ کے صریح ارشادات' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل اور فقہائے اسلام کے متفقہ فتاوٰی کی رو سے ایک مُسلَّم قانون ہے' جسے آج بیرونی ثقافتوں سے متاثر لوگوں کی موشگافیاں بدل نہیں سکتیں۔

اس سلسلے میں چند باتیں اور بھی سمجھ لینی ضروری ہیں تاکہ کسی قسم کی غلط فہمی باقی نہ رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگ فوٹو اور ہاتھ سے بنی ہوئی تصویر میں فرق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ شریعت بجائے خود تصویر کو حرام کرتی ہے نہ کہ تصویر سازی کے کسی خاص طریقے کو۔ فوٹو اور دستی تصویر میں تصویر ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ ان کے درمیان جو کچھ بھی فرق ہے وہ طریق تصویر سازی کے لحاظ سے ہے' اور اس لحاظ سے شریعت نے احکام میں کوئی فرق نہیں کیا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف وہ تصویریں ممنوع ہونی چاہئیں جو مشرکانہ نوعیت کی ہیں' یعنی ایسے اشخاص کی تصاویر اور مجسمے جن کو معبود بنا لیا گیا ہو' باقی دوسری تصویروں اور مجسموں کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ لیکن اس طرح کی باتیں کرنے والے دراصل شارِع کے اَحکام و اِرشادات سے قانون اخذ کرنے کے بجائے آپ ہی اپنے شارِع بن بیٹھتے ہیں۔ ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ تصویر صرف ایک شرک و بت پرستی ہی کی موجب نہیں بنتی' بلکہ دنیا میں دوسرے بہت سے فتنوں کی موجب بھی بنی ہے اور بن رہی ہے۔ تصویر ان بڑے ذرائع میں سے ایک ہے جن سے بادشاہوں' ڈکٹیٹروں اور سیاسی لیڈروں کی عظمت کا سکہ عوام الناس کے دماغوں پر بٹھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ تصویر کو دنیا میں شہوانیت پھیلانے کے لیے بھی بہت بڑے پیمانے پر استعمال کیا گیا ہے اور آج یہ فتنہ ہر زمانے سے زیادہ برسر عروج ہے۔ تصاویر قوموں میں نفرت اور عداوت کے بیج بونے' فساد ڈلوانے اور عام لوگوں کو طرح طرح سے گمراہ کرنے کے لیے بھی بکثرت استعمال کی جاتی رہی ہیں۔ اور آج سب سے زیادہ استعمال کی جا رہی ہیں۔ اس لیے یہ سمجھنا کہ شارِعؑ نے تصویر کی حرمت کا حکم صرف بت پرستی کے استیصال کی خاطر دیا ہے' اصلاً غلط ہے۔ شارِعؑ نے مطلقاً جاندار اشیاء کی تصویر کو روکا ہے۔ ہم اگر خود شارعؑ نہیں بلکہ شارعؑ کے متبع ہیں تو ہمیں علی الاطلاق اس سے رک جانا چاہئے۔ ہمارے لیے یہ کسی طرح جائز نہیں ہے کہ اپنی طرف سے کوئی علتِ حکم خود تجویز کر کے اس کے لحاظ سے بعض تصویروں کو حرام اور بعض کو حلال قرار دینے لگیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگ چند بظاہر بالکل ''بے ضرر'' قسم کی تصاویر کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ آخر ان میں کیا خطرہ ہے' یہ تو شرک اور شہوانیت اور فساد انگیزی اور سیاسی پروپیگنڈے اور ایسے ہی دوسرے مُفسِدات سے قطعی پاک ہیں' پھر ان کے ممنوع ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ اس معاملہ میں لوگ پھر وہی غلطی کرتے ہیں کہ پہلے علتِ حکم خود تجویز کر لیتے ہیں اور اس کے بعد یہ سوال کرتے ہیں کہ جب فلاں چیز میں یہ علت نہیں پائی جاتی تو وہ کیوں ناجائز ہے۔ علاوہ بریں یہ لوگ اسلامی شریعت کے اس قاعدے کو بھی نہیں سمجھتے کہ وہ حلال اور حرام کے درمیان ایسی دھندلی اور مبہم حد بندیاں قائم نہیں کرتی' جن سے آدمی یہ فیصلہ نہ کر سکتا ہو۔ کہ وہ کہاں تک جواز کی حد میں ہے۔ اور کہاں اس حد کو پار کر گیا ہے۔ بلکہ ایسا واضح خطِ امتیاز کھینچتی ہے جسے ہر شخص روز روشن کی طرح دیکھ سکتا ہے۔ تصاویر کے درمیان یہ حد بندی قطعی واضح ہے کہ جانداروں کی تصویریں حرام اور بے جان اشیاء کی تصویریں حلال ہیں۔ اس خط امتیاز میں کسی اِشتِباہ کی گنجائش نہیں ہے۔ جسے احکام کی پیروی کرنی ہو وہ صاف صاف جان سکتا ہے کہ اس کے لیے کیا چیز جائز ہے اور کیا ناجائز۔ لیکن اگر جانداروں کی تصاویر میں سے بعض کو جائز اور بعض کو ناجائز ٹھہرایا جاتا تو دونوں قسم کی تصاویر کی کوئی بڑی سے بڑی فہرست بیان کر دینے کے بعد بھی جواز و عدم جواز کی سرحد کبھی واضح نہ ہو سکتی۔ اور بے شمار تصویروں کے بارے میں یہ اشتباہ باقی رہ جاتا کہ انہیں حد جواز کے اندر سمجھا جائے یا باہر۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے شراب کے بارے میں اسلام کا یہ حکم کہ اس سے قطعی اجتناب کیا جائے ایک صاف حد قائم کر دیتا ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جاتا کہ اس کی اتنی مقدار استعمال کرنے سے پرہیز کیا جائے جس سے نشہ پیدا ہو تو حلال اور حرام کے درمیان کسی جگہ بھی حد فاصل قائم نہ کی جا سکتی۔ اور کوئی شخص بھی فیصلہ نہ کر سکتا کہ کس حد تک وہ شراب پی سکتا ہے اور کہاں جا کر اسے رک جانا چاہیے۔ (تفہیم القرآن: ج ۴' ص ۱۸۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادی کے بعد ولیمہ

اپنی حسب خواہش کسی عورت سے نکاح ہو جانا بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت اور دلی خوشی اور مسرت کی بات ہے اور اس کا حق ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر اور اپنی دلی مَسَرَّت وشادمانی کا اِظہار ہو' ولیمہ اسی کی عملی شکل ہے۔ اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ اس کے ذریعہ شادی کرنے والے مرد اور اس کے گھرانے کی طرف سے خوبصورتی کے ساتھ اس کا اِعلان واِظہار ہو جاتا ہے کہ شادی کے اس رشتہ سے ہم کو اطمینان اور خوشی ہے اور ہم اس کو اللہ تعالیٰ کی قابلِ شکر نعمت سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ چیز منکوحہ عورت اور اس کے گھر والوں کے لیے بڑی خوشی اور اطمینان کا باعث ہوگی اور اس سے باہمی تعلق ومودت میں اضافہ ہوگا۔...... رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات اور عمل دونوں سے اس کی رہنمائی فرمائی۔

عن أنس أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاى عَلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ: «بَارَكَ اللهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ».

(مشکوٰۃ:ص ۲۷۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر (یعنی ان کے کپڑوں پر یا جسم پر) زردی کا کچھ اثر دیکھا' تو ان سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے ایک عورت سے شادی کی ہے کھجور کی گٹھلی کے وزن برابر سونے پر (یعنی اس کا مہر اتنا مقرر کیا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تمہیں مبارک کرے۔ ولیمہ کی دعوت کرو اگرچہ ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک بات اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وتربیت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسا بنا دیا تھا کہ وہ اپنی شادی نکاح کی تقریبات میں بھی آپ ﷺ کو شرکت کی زحمت نہیں دیتے تھے' بلکہ اطلاع کرنا بھی ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جو خواص اصحاب اور عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں انہوں نے خود اپنی شادی کی اور آپ ﷺ کو خبر بھی نہیں ہوئی۔

حدیث میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کے اثر کا جو ذکر ہے' اس کی حقیقت یہ سمجھنی چاہئے کہ نئی دلہنیں زعفران وغیرہ سے رنگے ہوئے کپڑے پہنتی تھیں' اس کا اثر مرد کے کپڑوں یا جسم پر بھی آ جاتا تھا' رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کا اثر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر محسوس کیا تھا۔ واللہ اعلم۔

عن أنس قال: مَا أَوْلَمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ نِّسَآءِهٖ مَا أَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ أَوْلَمَ بِشَاةٍ.
(مشکوۃ: ۲۷۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی بیوی کے نکاح پر ایسا ولیمہ نہیں کیا جیسا کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر کیا' پوری ایک بکری پر ولیمہ کیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اور سب بیویوں کے نکاح پر آپ ﷺ نے جو ولیمہ کی دعوت کی وہ اس سے مختصر اور ہلکے پیمانہ پر کی تھی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں صفیہ بنت شیبہ کی روایت سے یہ حدیث مروی ہے کہ آپ ﷺ نے بعض بیویوں کے نکاح پر جو ولیمہ کی دعوت کی تو صرف دو سیر جو کام میں آئے اور اسی صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں لیا اور لوگوں کو ولیمہ کی دعوت دی تو دستر خوان پر گوشت روٹی کچھ نہیں تھا' کچھ کھجوریں تھیں اور کچھ پنیر اور مکھن تھا۔۔۔۔۔ اس سے معلوم ہوا کہ ولیمہ کے لیے باقاعدہ کھانے کی دعوت بھی ضروری نہیں' کھانے پینے کی جو بھی مناسب اور مرغوب چیز میسر ہو رکھ دی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ ...... لیکن بدقسمتی کی انتہا ہے کہ ہم مسلمانوں نے جہیز کی طرح ولیمہ کو بھی ایک مصیبت بنالیا ہے۔

ولیمہ کی دعوت قبول کرنی چاہیے:

عن عبداللہ بن عمر أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُم إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا». (مشکوٰۃ:۲۷۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اس کو چاہیے کہ دعوت قبول کرے اور آئے۔''

ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ حکم دیا تھا اس وقت ولیمے صحیح قسم کے ہی ہوتے تھے اور ایسے ولیمے جب بھی اور جہاں بھی ہوں ان کے لیے یہی حکم ہے۔ ایسی مخلصانہ دعوتیں بابرکت ہیں۔ لیکن جن ولیموں میں کھلا اسراف اور نمائش و تفاخر ہو یا دوسری قسم کے منکرات ہوں' ان کے لیے ہرگز یہ حکم نہیں ہے۔ بلکہ ایسے لوگوں کے ہاں کھانے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

کیسے لوگوں کا کھانا نہ کھایا جائے:

عن ابن عباس أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِئَيْنِ أَنْ يُؤْكَلَ. (مشکوٰۃ:ص۲۷۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے باہم مقابلہ کرنے والوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا۔

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ایک دوسرے کے مقابلے میں اپنی شان اونچی دکھانے کے لیے شاندار دعوتیں کریں ان کے کھانے میں شرکت کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى لَهَا الْأَغْنِيَآءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَآءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ». (مشکوٰۃ:ص ۲۷۸)

اس ولیمہ کا کھانا برا کھانا ہے جس میں صرف امیروں کو بلایا جائے اور حاجتمندوں غریبوں کو چھوڑ دیا جائے۔اور جس نے دعوت کو (بلاوجہ شرعی) قبول نہ کیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف کیا۔

حدیث کے پہلے جز کا مقصد ومدعا یہ ہے کہ جب کوئی ولیمہ کرے تو غریبوں، حاجتمندوں کو نظر انداز نہ کرے۔ان کو ضرور دعوت دے۔جس ولیمہ میں ان کو نہ بلایا جائے صرف امیروں اور بڑے لوگوں کو مدعو کیا جائے اس کا کھانا اس لائق نہیں ہے کہ کھایا جائے۔ظاہر ہے کہ ولیمہ کے علاوہ دوسری قسم کی دعوتوں کا حکم بھی یہی ہے۔...... حدیث کے دوسرے جز کا مقصد ومدعا یہ ہے کہ اگر کوئی شرعی مانع یا مجبوری نہ ہو تو مسلمان بھائی کی دعوت کو قبول کرنا چاہیے۔ اس سے دلوں میں جوڑ پیدا ہوتا ہے۔اور قبول نہ کرنے سے دلوں میں دوری اور بدگمانیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔اس لیے بلاوجہ دعوت کا قبول نہ کرنا اللہ ورسول ﷺ کی مرضی اور حکم کے خلاف ہے۔

مُباشَرَت

شادی ہو جانے کے بعد اسلام نے اس کا پورا موقع دیا ہے کہ شوہر بیوی سے اور بیوی شوہر سے دستور کے مطابق پوری طرح متمتع ہوں، اس سلسلہ میں کوئی ادنیٰ رکاوٹ بھی باقی رکھی نہیں گئی ہے اور نہ دوسروں کی رکاوٹ برداشت کی گئی ہے۔باہمی لطف اندوزی میں دن رات کی کوئی قید نہیں۔

زفاف، سنت کی روشنی میں:

نکاح ہو جانے کے بعد پہلی رات کو عورتیں لڑکی کو اس کے شوہر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمرے تک پہنچاتی ہیں، یہ طریقہ عہد نبوی ﷺ میں بھی تھا، جب دونوں میاں بیوی پہلی بار یکجا ہوں تو سب سے پہلے شوہر کو چاہئے کہ اپنی بیوی کی پیشانی پکڑ کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ. (مشکوۃ: ص۲۱۵)

اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی اور وہ بھلائی چاہتا ہوں جو تو نے اس کی فطرت میں رکھی ہے۔ اور میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں اس کے شر اور اس شر سے جو اس کی فطرت میں ہے۔

پھر ہم بستر ہوتے وقت یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا. (مشکوۃ: ص۲۱۲)

اے اللہ! ہم کو شیطان سے محفوظ رکھ اور جو اولاد تو ہمیں دے اس سے شیطان کو دور رکھ۔

اس موقع پر جو دعا بتائی گئی اور جو ہدایتیں دی گئی ہیں ان کا مقصد انسان کو حیوانی پستی سے اوپر اٹھانا ہے تاکہ وہ انسانیت سے نیچے نہ گرنے پائے جہاں تک جنسی جذبے کا تعلق ہے انسان اور حیوان میں یہ یکساں موجود ہے لیکن اس جذبے کی تسکین کی راہیں جدا جدا ہیں، کوئی انسان حیوان کی طرح مکان و زمان اور شرم و حیا کی قیود سے آزاد ہو کر اپنے اس جذبے کی تسکین کرنا پسند نہیں کرتا۔ ابن ماجہ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے نفس کو تسکین دینے کے لیے اپنی بیوی کے پاس جائے تو اسے جامہ ولباس سے عاری نہ ہو جانا چاہئے جیسے بکری اور بکرے ہوتے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا فرشتے دو وقت آدمی سے جدا ہوتے ہیں۔ ① بیت الخلا میں جاتے وقت اور ② مباشرت کے وقت «فاستحيوهم وأكرموهم». پس تم ان سے شرمایا کرو اور ان کا لحاظ کیا کرو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مباشرت ایک راز ہے اس کا افشا بدترین گناہ:

قرآن مجید نے نیک بیویوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ (النسآء ۳۴) ''فرمانبردار اور اللہ کی حفاظت کے تحت رازوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔''

جن پوشیدہ باتوں کی حفاظت کرنا ضروری ہے ان میں زوجین کے درمیان خصوصی تعلق رکھنے والی باتیں بھی شامل ہیں۔ ان رازدارانہ باتوں کا تذکرہ دوستوں اور سہیلیوں کی مجلسوں اور انجمنوں میں کرنا صحیح نہیں ہے' حدیث شریف میں ہے:

إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؛ اَلرَّجُلُ يُفْضِي إِلَى الْمَرْأَةِ وَتُفْضِي إِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا. (مشکوۃ: ص ۲۷۶) ''قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین شخص وہ ہوگا جو عورت سے اپنی حاجت پوری کر لیتا ہے اور بعد میں اس کے راز افشاء کر دیتا ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور جب سلام پھیرا تو ہماری طرف رخ کر کے فرمایا ''بیٹھے رہو اور سنو' کیا تم میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جو اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے تو دروازہ بند کر لیتا ہے اور پردہ ڈال دیتا ہے' پھر جب باہر نکلتا ہے تو لوگوں سے بیان کرتے پھرتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ایسا اور ایسا کیا؟'' آپ ﷺ کے اس سوال کا جواب کسی نے نہیں دیا...... پھر آپ ﷺ نے عورتوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ''کیا تم میں بھی ایسی عورتیں ہیں جو اس طرح کی باتیں کرتی ہوں؟'' ایک نوعمر لڑکی نے جو اپنے گھٹنوں کے بل نبی ﷺ کو دیکھنے اور آپ ﷺ کا کلام سننے کی کوشش کر رہی تھی کہا اللہ کی قسم...... مرد بھی ایسی باتیں کرتے ہیں اور عورتیں بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«هَلْ تَدْرُونَ مَا مَثَلُ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ؟ إِنَّ مَثَلَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مَثَلُ شَيْطٰنٍ وَشَيْطَانَةٍ لَقِيَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بِالسِّكَّةِ فَقَضٰى حَاجَتَهُ مِنْهَا وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ». (ابوداود ا/۲۹۵)

"جانتے ہو جو شخص ایسی باتیں کرتا ہے اس کی مثال کیسی ہے؟ اس کی مثال شیطان یا شیطانہ جیسی ہے جو اپنی بیوی سے سرِ راہ ملتا ہے اور اپنی حاجت پوری کرتا ہے' درآنحالیکہ لوگ یہ (تماشا) دیکھ رہے ہوتے ہیں۔"

یہ مثال ایک مسلمان کے لیے اس لحاظ سے بہت کافی ہے کہ وہ اس قسم کی حماقتوں سے متنفر ہو جائے' کیونکہ یہ نہایت ذلیل حرکت ہے اور کوئی مسلمان شیطان یا شیطانہ بننا پسند نہیں کرسکتا۔

برہنگی کی ممانعت:

عن المسور بن مخرمة قال: حَمَلْتُ حَجَرًا ثَقِيلًا فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَقَطَ عَنِّي ثَوْبِي فَلَمْ أَسْتَطِعْ أَخْذَهُ فَرَآنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ لِي: «خُذْ عَلَيْكَ ثَوْبَكَ وَلَا تَمْشُوا عُرَاةً». (مشکوۃ: ص......)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک دن اپنی کسی ضرورت کے تحت) میں نے ایک بڑا بھاری پتھر اٹھایا اور اسے لے کر چلا تو (راستہ میں) میرا کپڑا (یعنی تہبند) میرے بدن سے گر پڑا (جس کی وجہ سے میرا ستر کھل گیا) مگر میں (بوجھ کی وجہ سے فوری طور پر) اپنے کپڑے کو اٹھا نہیں سکا اور اسی دوران رسول کریم ﷺ نے مجھے (برہنگی کی حالت میں) دیکھ لیا' چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "(فوراً) اپنا کپڑا اٹھاؤ (اور ستر پوشی کرو) اور پھر آپ ﷺ نے یہ عام حکم دیا کہ ننگے نہ چلا کرو۔"

شرم وحیا کا انتہائی درجہ:

عن عائشة قالت: مَا نَظَرْتُ أَوْ مَا رَأَيْتُ فَرْجَ رَسُولِ اللهِ ﷺ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستر کی طرف کبھی نظر نہیں اٹھائی۔ یا یہ فرمایا کہ (میں نے آپ ﷺ کا ستر) کبھی نہیں دیکھا۔'' قطّ (مشکوٰۃ: ص ۲۷۰)

حرف ''اَوْ'' دراصل راوی کے اس شک کو ظاہر کرتا ہے کہ روایت میں یا «مَا نَظَرْتُ» ''میں نے کبھی نظر نہیں اٹھائی۔'' کے الفاظ ہیں یا «مَا رَأَیْتُ» ''میں نے کبھی نہیں دیکھا۔'' کے الفاظ نقل ہوئے ہیں' بہر حال ان دونوں کے معنی ایک ہی ہیں ان کے مفہوم و مطلب میں کوئی فرق نہیں ہے۔

ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ ہیں کہ نہ تو آپ ﷺ نے میرا ستر کبھی دیکھا اور نہ کبھی میں نے آپ ﷺ کا ستر دیکھا۔ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ اگرچہ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کا ستر دیکھ سکتے ہیں لیکن آداب زندگی اور شرم و حیا کا انتہائی درجہ یہی ہے کہ شوہر اور بیوی بھی آپس میں ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھیں۔

زوجین کے باہمی تعلقات

قرآنِ کریم نے نکاح کے مقاصد نہایت مہتم بالشان طریقہ پر بیان کیے ہیں۔ یہ وہ ستون ہیں جن پر ازدواجی زندگی کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ جنسی اضطراب کی جگہ زوجین کے درمیان پیار و محبت اور سکونِ نفس' بیوی اور شوہر کے خاندانوں کے درمیان مودت والفت کے تعلقات' انسانی ہمدردی اور مشفقانہ جذبات کا مکمل ظہور اور والدین کی حیثیت میں اولاد کے ساتھ جذباتی وابستگی وغیرہ وہ مقاصد ہیں جو رشتۂ نکاح کے ذریعہ مطلوب ہیں۔ ان مقاصد کی طرف سورۂ روم کی درجِ ذیل آیت اشارہ کررہی ہے:

﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾

جنس سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان مودت ورحمت پیدا کی۔ یقیناً اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔''

مذکورہ مقاصد کے علاوہ قرآن مجید نے جسی پہلو اور زوجین کے درمیان جسمانی تعلق کو بھی نظر انداز نہیں کیا ہے۔ بلکہ اس معاملہ میں بھی بالکل سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کی ہے جس پر چل کر انسان گندے اور غلط طریقوں سے بچتے ہوئے اپنی فطری خواہش کو پورا کرسکتا ہے۔

روایتوں میں آیا ہے کہ یہودی اور مجوسی عورتوں سے حالت حیض میں کنارہ کشی اختیار کرنے کے معاملہ میں بڑا غُلُوّ کرتے تھے اور نصاریٰ حیض کی پرواہ کئے بغیر عورتوں سے مجامعت کرتے تھے۔ رہے اہل جاہلیت تو وہ حائضہ کے ساتھ نہ کھاتے پیتے تھے اور نہ اٹھتے بیٹھتے تھے' بلکہ اس کو گھر سے باہر نکال دیتے تھے۔ ان کا سلوک بالکل یہودیوں اور مجوسیوں جیسا تھا۔

اس صورتِ حال کے پیش نظر بعض مسلمانوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ حائضہ کے ساتھ کیا رویہ اختیار کیا جائے؟ اس معاملہ میں حلال کیا ہے اور حرام کیا؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾ (البقرة)

''وہ تم سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں' کہو: وہ گندگی ہے۔ اس میں عورتوں سے الگ رہو اور ان سے قُربت نہ کرو جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں' پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ اس طرح جس طرح کہ اللہ نے تم کو حکم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا ہے۔ اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

حالتِ حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہنے کا مطلب بعض بدوؤں نے یہ سمجھا کہ ان کے ساتھ رہنا سہنا جائز نہیں ہے لیکن نبی ﷺ نے آیت کا مفہوم واضح کرتے ہوئے فرمایا:

"میں نے تمہیں عورتوں سے حالت حیض میں مُجامَعت سے باز رہنے کا حکم دیا تھا' عجمیوں کی طرح انہیں گھر سے نکالنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ جب یہودیوں نے یہ بات سنی تو کہا' اِس شخص نے ہر معاملہ میں ہماری مخالفت کرنے کی ٹھان لی ہے۔"

(تفسیر رازی: ج۶' ص۶۶)

مسلمان اپنی بیوی سے حالتِ حیض میں متمتع ہوسکتا ہے بشرطیکہ وہ حیض کی جگہ سے دور رہے۔ اس طرح اسلام نے ...... جیسا کہ اس کا مستقل اصول ہے...... دو انتہاؤں کے درمیان اعتدال کا موقف اختیار کیا' یعنی حائضہ سے اس قدر دوری بھی نہیں کہ اس کو گھر سے نکال دیا جائے اور اس حد تک اختلاط بھی نہیں کہ مجامعت کو جائز سمجھ لیا جائے۔

جدید علمِ طِبّ نے اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ حیض کے خارج شدہ خون میں ایک قسم کا مسموم مادہ ہوتا ہے جو اگر جسم کے اندر رہ جائے تو مضر ہوتا ہے۔ اسی طرح حالتِ حیض میں جماع سے اجتناب کرنے کے راز پر سے بھی پردہ اٹھا دیا ہے۔ چنانچہ عورت کے صِنفی اعضاء دورانِ حیض خون کے مجتمع ہونے کی وجہ سے سکڑے ہوئے ہوتے ہیں اور اَعصاب داخلی غدود کے سیلان کے باعث حالتِ اضطراب میں ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں جنسی اختلاط اس کے لیے مضر ہوتا ہے۔ اور کبھی حیض کی رکاوٹ کا سبب بن جاتا ہے جس سے اسے عصبی تکلیف ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بعض اوقات صنفی اعضاء میں سوزش بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ (ملاحظہ ہو الاسلام والطب الحدیث' از ڈاکٹر عبدالعزیز اسمٰعیل مرحوم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دبر سے اجتناب:

عورتوں سے جسمانی تعلق کے سلسلہ میں سورۂ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٢٣﴾﴾ (البقرۃ)

''عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ اور اپنے مستقبل کا سامان کرو اور اللہ سے ڈرو اور یہ جان لو کہ تمہیں اس سے لازماً ملنا ہے۔ اور ایمان والوں کو خوشخبری سنا دو۔''

مذکورہ آیت کے سببِ نزول اور اس کی حکمت پر علامۂ ہند شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اس طرح روشنی ڈالی ہے:

''یہودیوں نے طریقۂ مباشرت کے سلسلہ میں کسی آسمانی حکم کے بغیر خواہ مخواہ تنگی پیدا کر لی تھی۔ اور انصار وغیرہ جو ان سے قریب رہتے تھے ان ہی کے طریقہ کو اختیار کیے ہوئے تھے۔ یہ لوگ اس بات کے قائل تھے کہ جب آدمی پشت کی جانب سے مجامعت کرتا ہے تو اولاد بھینگی پیدا ہوتی ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾ یعنی مجامعت اگلے حصہ ہی میں کی جائے خواہ اس کا طریقہ آگے کی جانب سے آنے کا ہو یا پیچھے کی جانب سے آنے کا۔ طریقۂ مباشرت کا کوئی تعلق تمدنی یا ملی مصلحت سے نہیں ہے۔ رہی ذاتی مصلحت تو انسان اپنی مصلحت کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اس معاملہ میں یہودیوں کی تنگ نظری ان کی موشگافیوں کا نتیجہ تھی اس لیے اس کو رد ہی کیا جانا چاہئے تھا۔'' (حجۃ اللہ البالغہ: ج ۲، ص ۱۳۶)

دین نے اس کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کہ وہ مباشرت کے طریقوں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی کیفیتوں کی تحدید کرے۔ اس کی نظر میں اصل اہمیت اس بات کی ہے کہ آدمی اللہ سے ڈرے اور یہ جان لے کہ اسے اللہ سے بہرحال ملنا ہے اور اس تصور کے پیش نظر وہ دُبر سے اجتناب کرے کیونکہ وہ گندی جگہ ہے اور یہ فعل خبیث لواطت کے مشابہ ہے۔ اس لیے ضروری تھا کہ شریعت اسے ممنوع قرار دیتی' چنانچہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

«لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَدْبَارِهِنَّ». ''عورتوں کی دبر میں صحبت نہ کرو۔''

(مشکوۃ: ص۲۷۶)

اور جو شخص عورت کی دبر میں صحبت کرتا ہے اس کو آپ ﷺ نے:

«هُوَ اللُّوطِيَّةُ الصُّغْرَى». (احمد والنسائی) ''یہ بھی ایک قسم کی لواطت ہے۔''

سے تعبیر فرمایا ہے۔

انصار کی ایک عورت نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ پشت کی جانب سے اگلے حصہ میں مجامعت کرنے کا کیا حکم ہے؟ تو آپ ﷺ نے آیت ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ﴾ تلاوت فرمائی۔ (احمد)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكْتُ، قَالَ: «وَمَا أَهْلَكَكَ؟» قَالَ: حَوَّلْتُ رَحْلِي الْبَارِحَةَ. فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَةُ السَّابِقَةُ. فَقَالَ لَهُ: «أَقْبِلْ وَأَدْبِرْ وَاتَّقِ الْحَيْضَةَ وَالدُّبُرَ». (احمد والترمذی)

یارسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا۔ فرمایا: کیا بات ہے۔ کہا: گزشتہ شب میں نے اپنی سواری کا رخ بدل دیا۔ ......یعنی پشت کی طرف سے مجامعت کر لی...... آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا' یہاں تک کہ مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''آگے سے آؤ یا پیچھے سے مگر حیض اور دبر میں مجامعت کرنے سے اجتناب کرو۔''

(اسلام میں حلال وحرام: ص ۲۵۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی بیوی کے ساتھ بدفعلی کرنے والا ملعون ہے:

عن أبی هريرة رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: «مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا». (مشکوٰۃ:ص۲۷۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ شخص ملعون ہے جو اپنی عورت کے ساتھ بدفعلی کرے۔''

وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: إِنَّ الَّذِي يَأْتِي امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِ». (مشکوٰۃ:ص۲۷۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنی عورت کے ساتھ بدفعلی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف (رحمت وشفقت کی نظر سے) نہیں دیکھتا۔''

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا ينظر الله إلى رجل أتى رجلا أو امرأة في الدبر». (مشکوٰۃ:ص۲۷۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف (رحمت وشفقت کی نظر سے) نہیں دیکھتا جو مرد یا عورت کے ساتھ بدفعلی کرتا ہے۔''

قرآن میں تعدُّدِ ازواج

ایک مرد کے لیے متعدد بیویاں رکھنا اسلام سے پہلے بھی تقریباً دنیا کے تمام مذاہب میں جائز سمجھا جاتا تھا' عرب' ہندوستان' ایران' مصر' بابل وغیرہ ممالک کی ہر قوم میں کثرتِ ازواج کی رسم جاری تھی' اور اس کی فطری ضرورتوں سے آج بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا' دورِ حاضر میں یورپ نے اپنے متقدمین کے خلاف تعدد ازواج کو ناجائز کرنے کی کوشش کی' تو اس کا نتیجہ بے نکاحی داشتاؤں کی صورت میں برآمد ہوا' بالآخر فطری قانون غالب آیا' اور اب وہاں کے اہلِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بصیرت حکماء خود اس کو رواج دینے کے حق میں ہیں، مسٹر ڈیون پورٹ جو ایک مشہور عیسائی فاضل ہے، تعدد ازواج کی حمایت میں انجیل کی بہت سی آیتیں نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے:

''ان آیتوں سے یہ پایا جاتا ہے کہ تعدد ازواج صرف پسندیدہ ہی نہیں، بلکہ خدا نے اس میں خاص برکت دی ہے۔''

اسی طرح پادری نکسن اور جان ملٹن اور اپزک ٹیلر نے پرزور الفاظ میں اس کی تائید کی ہے، اسی طرح ویدک تعلیم غیر محدود تعدد ازواج کو جائز رکھتی ہے اور اس سے دس دس، تیرہ تیرہ، ستائیس ستائیس بیویوں کو ایک وقت میں جمع رکھنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔

کرشن جو ہندوؤں میں واجب التعظیم اَوتار مانے جاتے ہیں۔ ان کی سینکڑوں بیویاں تھیں، جو مذہب اور قانون عفت وعصمت کو قائم رکھنا چاہتا ہو، اور زنا کاری کا انسداد ضروری جانتا ہو اس کے لیے کوئی چارہ نہیں کہ تعدد ازواج کی اجازت دے، اس میں زنا کاری کا بھی انسداد ہے، اور مردوں کی بہ نسبت عورتوں کی جو کثرت بہت سے علاقوں میں پائی جاتی ہے اس کا بھی علاج ہے، اگر اس کی اجازت نہ دی جائے تو داشتہ اور پیشہ ور کسبی عورتوں کی افراط ہوگی، یہی وجہ ہے کہ جن قوموں میں تعدد ازداج کی اجازت نہیں ان میں زنا کی کثرت ہے، یورپین اقوام کو دیکھ لیجئے ان کے یہاں تعدد ازواج پر تو پابندی ہے، مگر بطور دوستانہ جتنی بھی عورتوں سے مرد زنا کرتا ہے اس کی پوری اجازت ہے، کیا تماشہ ہے کہ نکاح ممنوع اور زنا جائز۔

غرض اسلام سے پہلے کثرتِ ازواج کی رسم بغیر کسی تحدید کے رائج تھی، اکثر ممالک اور مذاہب کی تاریخ سے جہاں تک معلوم ہوتا ہے کسی مذہب اور کسی قانون نے اس پر کوئی حد نہ لگائی تھی، نہ یہود ونصارٰی نے، نہ ہندوؤں اور آریوں نے اور نہ پارسیوں نے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے ابتدائی زمانے میں بھی یہ رسم بغیر تحدید کے جاری رہی، لیکن اس غیر محدود کثرتِ ازواج کا نتیجہ یہ تھا کہ لوگ اول اول تو حرص میں بہت سے نکاح کر لیتے تھے، مگر پھر ان کے حقوق ادا نہ کر سکتے تھے، اور یہ عورتیں ان کے نکاح میں ایک قیدی کی حیثیت سے زندگی گزارتی تھیں۔

پھر جو عورتیں ایک شخص کے نکاح میں ہوتیں ان میں عدل و مساوات کا کہیں نام و نشان نہ تھا، جس سے دلبستگی ہوئی اس کو نوازا گیا، جس سے رخ پھر گیا اس کے کسی حق کی پرواہ نہیں۔

تعدد ازواج پر پابندی:

قرآن مجید نے عام معاشرہ کے اس ظلم عظیم کو روکا، تعدد ازواج پر پابندی لگائی، اور چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام قرار دیا، اور جو عورتیں ایک ہی وقت میں نکاح کے اندر ہیں ان میں مساواتِ حقوق کا نہایت مؤکد حکم اور اس کی خلاف ورزی پر وعید شدید سنائی، قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

﴿فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ یعنی "جو حلال عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کر سکتے ہو، دو دو، تین تین، چار چار۔"

اس آیت میں ایک طرف تو اس کی اجازت دی گئی کہ ایک سے زائد دو، تین، چار، عورتیں نکاح میں جمع کر سکتے ہیں، دوسری طرف چار کے عدد تک پہنچا کر یہ پابندی بھی عائد کر دی کہ چار سے زائد عورتیں بیک وقت نکاح میں جمع نہیں کی جا سکتی۔

رسولِ کریم ﷺ کے بیان نے اس قرآنی تخصیص اور پابندی کو اور زیادہ واضح کر دیا، اس آیت کے نزول کے بعد ایک شخص غیلان بن اسلمہ ثقفی مسلمان ہوئے، اس وقت ان کے نکاح میں دس عورتیں تھیں، اور وہ بھی مسلمان ہو گئی تھیں، رسول کریم ﷺ نے حکمِ قرآن کے مطابق ان کو حکم دیا کہ ان دس میں سے چار کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منتخب کرلیں، باقی کو طلاق دے کر آزاد کردیں، غَیلان بن اسلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے حکم کے مطابق چار عورتیں رکھ کر باقی سے علیحدگی اختیار کرلی۔ (مشکوٰۃ شریف: ص ۲۷۴)

مسند احمد میں اسی روایت کے تکملہ میں ایک اور واقعہ بھی مذکور ہے، اس کا ذکر کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں، کیونکہ اس کا تعلق بھی نسوانی حقوق سے ہے، وہ یہ کہ:

> ''غَیلان بن اسلمہ رضی اللہ عنہ نے حکمِ شرعی کے مطابق چار عورتیں رکھ لی تھیں، مگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں انہوں نے ان کو بھی طلاق دیدی، اور اپنا کل مال وسامان اپنے بیٹوں میں تقسیم کردیا، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی، تو ان کو حاضر کر کے فرمایا کہ تم نے ان عورتوں کو اپنی میراث سے محروم کرنے کے لیے یہ حرکت کی ہے جو سراسر ظلم ہے، اس لیے فوراً ان کی طلاق سے رجعت کرو اور اپنا مال بیٹوں سے واپس لو، اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھو کہ تمہیں سخت سزا دی جائے گی۔''

قَیس بن الحارث اسدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب مسلمان ہوا تو میرے نکاح میں آٹھ عورتیں تھیں، میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے چار رکھ لو باقی کو طلاق دیدو۔ (ابوداود: ص ۳۰۴)

اور مسند امام شافعیؒ میں نوفل بن معاویہ دَیلمی رضی اللہ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ جب مسلمان ہوئے تو ان کے نکاح میں پانچ عورتیں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی ایک عورت کو طلاق کا حکم دیا، یہ واقعہ مشکوٰۃ شریف (ص ۲۷۴) میں بھی شرح السنۃ سے نقل کیا ہے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اس تعامل سے آیت قرآنی کی مراد بالکل واضح ہوگئی، کہ چار سے زائد عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ (معارف القرآن: ج ۲، ص ۲۸۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعدد ازواج کے جواز کی مصلحت:

اسلام اللہ کا آخری دین ہے جس پر سلسلۂ رسالت ختم ہو جاتا ہے۔اس لیے اسلامی شریعت بھی دوامی اور ہمہ گیر ہے جو تمام زمانوں اور تمام انسانوں کے لیے ہے۔اس میں افراد اور گروہوں کی مجبوریوں اور ضرورتوں' نیز ان کی مصلحتوں کا پورا پورا لحاظ کیا گیا ہے۔

۱۔ بعض مردوں کو اولاد سے زبردست رغبت ہوتی ہے لیکن وہ عورت کے بانجھ یا بیمار ہونے کی وجہ سے اولاد سے محروم رہتے ہیں۔کیا ایسی صورت میں اس عورت کے لیے باعزت اور اس شخص کے لیے بہتر طریقہ یہ نہیں ہے کہ وہ پہلی بیوی کو اپنے پاس رکھتے ہوئے اور اس کے حقوق ادا کرتے ہوئے دوسری بیوی کر لے تاکہ اس کی اولاد کی خواہش پوری ہو؟

۲۔ بعض مردوں کی قوتِ باہ شدید ہوتی ہے اور ان پر شہوت کا غلبہ ہوتا ہے لیکن بیوی کو مرد سے رغبت نہیں ہوتی' یا وہ بیمار ہوتی ہے یا اس کے حیض کی مدت طویل ہوتی ہے اور مرد عورت کے معاملہ میں زیادہ صبر نہیں کر سکتا تو کیا ایسی صورت میں کسی گرل فرینڈ (Girl Friend) کو تلاش کرنے کے بجائے دوسری بیوی کر لینا بہتر نہ ہوگا؟

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلہ میں بڑھ جاتی ہے۔خاص طور سے جنگ کے ایام میں تو کتنے ہی ممتاز افراد اور نوجوانوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ایسے موقع پر سماج کی مصلحت اور خود عورتوں کی مصلحت کا تقاضا ہوتا ہے کہ وہ عمر بھر زوجیت کی زندگی سے محروم اور کنواری بڑھیائیں ہو کر رہ جانے کے مقابلہ میں سوکن کی حیثیت سے رہنے کو ترجیح دیں کہ یہ سکون' مودت اور پاکدامنی کی زندگی ہے اور اس طرح اسے ماں بن جانے کا شرف بھی حاصل ہو سکتا ہے اور درحقیقت ایسی ہی زندگی ان کی فطرت کی آواز ہے۔

نکاح کی استطاعت رکھنے والے مردوں کی تعداد کے مقابلہ میں عورتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تعداد جب بڑھ جائے تو وہ تین میں سے کوئی ایک صورت اختیار کرسکتی ہیں:

۱- یا تو وہ پوری عمر محرومی کی تلخیوں میں گزار دیں۔

۲- یا ان کو آزاد چھوڑ دیا جائے کہ وہ مردوں کے لیے کھیل تماشا بن جائیں۔

۳- یا یہ کہ ان کا نکاح ایسے شادی شدہ مردوں کے ساتھ جائز قرار دیا جائے جو نفقہ ادا کرنے پر قادر ہوں اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرسکتے ہوں۔

بے شک یہی آخری طریقہ ایک عادلانہ حل اور نسخہ شفاء ہے اور اسلام نے اسی کا حکم دیا ہے:

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝٥٠﴾ (المائدة)

''جو لوگ اللہ پر یقین کرنے والے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کس کا ہوسکتا ہے۔''

یہ ہے تعدد ازواج کی حقیقت جس کے سلسلہ میں مسیحی مغرب مسلمانوں پر اعتراض کرتا ہے جبکہ ان لوگوں کا اپنا حال یہ ہے کہ انہوں نے مردوں کے لیے تعدد معشوقات اور تعدد محبوبات کو بلا تحدید اور کسی قسم کی قانونی یا اخلاقی پابندی کو تسلیم کیے بغیر جائز کرلیا ہے۔ اس لادینی اور لااخلاقی کا ثمرہ انہیں جس (حرام) اولاد کی شکل میں مل رہا ہے وہ محتاجِ بیان نہیں ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر غور فرمایئے کہ کس گروہ کی بات وزنی ہے اور کون راہ راست پر گامزن ہے؟

(اسلام میں حلال وحرام: ص ۲۵۵)

رحمۃ للعالمین ﷺ کے لیے تعدد ازدواج:

رسول اللہ ﷺ کی ذات والا صفات سراپا رحمت و برکت ہے، تبلیغ احکام اور تزکیۂ نفوس اور ابلاغِ قرآن آپ ﷺ کا سب سے بڑا مقصد بعثت تھا، آپ ﷺ نے اسلام کی تعلیمات کو قولاً و عملاً دنیا میں پھیلا دیا، یعنی آپ ﷺ بتاتے بھی تھے اور کرتے بھی تھے، پھر چونکہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں نبی ﷺ کی رہبری کی ضرورت نہ ہو، نماز باجماعت سے لے کر بیویوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلقات‘ آل واولاد کی پرورش اور پاخانہ پیشاب اور طہارت تک کے بارے میں آپ ﷺ کی قولی اور فعلی ہدایات سے کتب حدیث بھرپور ہیں‘ اندرونِ خانہ کیا کیا کام کیا‘ بیویوں سے کیسے میل جول رکھا‘ اور گھر میں آکر مسائل پوچھنے والی خواتین کو کیا کیا جواب دیا‘ اس طرح کے سینکڑوں مسائل ہیں جن سے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ذریعہ ہی امت کو رہنمائی ملی ہے‘ تعلیم وتبلیغ کی دینی ضرورت کے پیش نظر آپ ﷺ کے لیے کثرت ازواج ایک ضروری امر تھا۔
صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے احکام ومسائل‘ اخلاق وآداب اور سیرت نبوی ﷺ سے متعلق دو ہزار دو سو دس روایات مروی ہیں جو کتب حدیث میں پائی جاتی ہیں‘ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مرویات کی تعداد تین سو اٹھتر تک پہنچی ہوئی ہے‘ حافظ ابن قیمؒ نے اعلام الموقعین (ج ۱‘ ص ۹) میں لکھا ہے کہ اگر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتاوٰی جمع کیے جائیں جو انہوں نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد دیئے ہیں‘ تو ایک رسالہ مرتب ہو سکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا روایت ودرایت اور فقہ وفتاوٰی میں جو مرتبہ ہے وہ محتاج بیان نہیں‘ ان کے شاگردوں کی تعداد دو سو کے لگ بھگ ہے‘ آپ ﷺ کی وفات کے بعد مسلسل اڑتالیس سال تک علم دین پھیلایا۔

بطور مثال دو مقدس بیویوں کا مجمل حال لکھ دیا ہے‘ دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی روایات بھی مجموعی حیثیت سے کافی تعداد میں موجود ہیں‘ ظاہر ہے کہ اس تعلیم وتبلیغ کا نفع صرف ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے پہنچا۔

حضرات انبیاءؑ! اسلام کے مقاصد بلند اور پورے عالَم کی انفرادی واجتماعی‘ خانگی اور ملکی اصلاحات کی فکروں کو دنیا کے شہوت پرست انسان کیا جانیں‘ وہ تو سب کو اپنے اوپر قیاس کر سکتے ہیں‘ اسی کے نتیجے میں کئی صدی سے یورپ کے مُلحِدین اور مُستشرِقین نے اپنی ہٹ دھرمی سے فخر عالم ﷺ کے تعدد ازواج کو ایک خالص جنسی اور نفسانی خواہش کی پیداوار قرار دیا ہے اگر آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کی سیرت پر ایک سرسری نظر بھی ڈالی جائے تو ایک ہوشمند منصف مزاج کبھی بھی آپ ﷺ کی کثرت ازواج کو اس پر محمول نہیں کر سکتا۔

آپ ﷺ کی معصوم زندگی قریشِ مکہ کے سامنے اس طرح گزری کہ پچیس سال کی عمر میں ایک سن رسیدہ' صاحب اولاد' بیوہ (جس کے دو شوہر فوت ہو چکے تھے) سے عقد کر کے عمر کے پچیس سال تک انہی کے ساتھ گزارہ کیا' وہ بھی اس طرح کہ مہینہ مہینہ گھر چھوڑ کر غار حراء میں مشغول عبادت رہتے تھے' دوسرے نکاح جتنے ہوئے پچاس سالہ عمر شریف کے بعد ہوئے' یہ پچاس سالہ زندگی اور عُنفُوانِ شباب کا سارا وقت اہل مکہ کی نظروں کے سامنے تھا' کبھی کسی دشمن کو بھی آپ ﷺ کی طرف کوئی ایسی چیز منسوب کرنے کا موقع نہیں ملا جو تقوای وطہارت کو مشکوک کر سکے' آپ ﷺ کے دشمنوں نے آپ ﷺ پر ساحر' شاعر' مجنون' کذاب' مُفترِی جیسے الزامات میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی' لیکن آپ ﷺ کی معصوم زندگی پر کوئی ایسا حرف کہنے کی جرأت نہیں ہوئی جس کا تعلق جنسی اور نفسانی جذبات کی بے راہ روی سے ہو۔

ان حالات میں کیا یہ بات غور طلب نہیں ہے کہ جوانی کے پچاس سال اس زہد وتقوٰی اور لذائذ دنیا سے یک سوئی میں گزارنے کے بعد وہ کیا داعیہ تھا جس نے آخر عمر میں آپ ﷺ کو متعدد نکاحوں پر مجبور کیا' اگر دل میں ذرا سا بھی انصاف ہو تو ان متعدد نکاحوں کی وجہ اس کے سوا نہیں بتلائی جا سکتی جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے' اور اس کثرتِ ازواج کی حقیقت کو بھی سن لیجئے' کہ کس طرح وجود میں آئی۔

پچیس سال کی عمر سے لے کر پچاس سال کی عمر شریف ہونے تک تنہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی زوجہ رہیں' ان کی وفات کے بعد حضرت سَودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا' مگر حضرت سَودہ رضی اللہ عنہا تو آپ ﷺ کے گھر تشریف لے آئیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صِغر سِنّی کی وجہ سے اپنے والد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے گھر ہی رہیں' پھر چند سال کے بعد ۲ھ میں مدینہ منورہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی عمل میں آئی' اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چون سال ہو چکی تھی۔ اور دو بیویاں اس عمر میں آ کر جمع ہوئی ہیں' یہاں سے تعدد ازواج کا معاملہ شروع ہوا' اس کے ایک سال بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا' پھر کچھ ماہ بعد حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا' اور صرف اٹھارہ ماہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں رہ کر وفات پائی' ایک قول کے مطابق تین ماہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں زندہ رہیں' پھر ۴ھ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا' پھر ۵ھ میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا' اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اٹھاون سال ہو چکی تھی' اور اتنی بڑی عمر میں آ کر چار بیویاں جمع ہوئیں' حالانکہ امت کو جس وقت چار بیویوں کی اجازت ملی تھی اس وقت ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کم از کم چار نکاح کر سکتے تھے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا' ان کے بعد ۶ھ میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے' اور ۷ھ میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اور پھر ۷ھ میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے' پھر اسی سال حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔

خلاصہ: یہ کہ چون سال کی عمر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک بیوی کے ساتھ گزارہ کیا' یعنی پچیس سال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اور چار پانچ سال حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گزارے' پھر اٹھاون سال کی عمر میں چار بیویاں جمع ہوئیں' اور باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن دو تین سال کے اندر حرم نبوت میں آئیں۔

اور یہ بات خاص طور سے قابل ذکر ہے کہ ان سب بیویوں میں صرف ایک ہی عورت ایسی تھیں جن سے کنوارے پن میں نکاح ہوا' یعنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کے علاوہ باقی سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بیوہ تھیں' جن میں بعض کے دو دو شوہر پہلے گزر چکے تھے' اور یہ تعداد بھی آخر عمر میں آ کر جمع ہوئی ہے۔

حضرات صحابہ' مرد اور عورت سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جاں نثار تھے' اگر آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ چاہتے تو سب بیویاں کنواری جمع کر لیتے' بلکہ ہر ایک' ایک دو دو مہینہ کے بعد بدلنے کا بھی موقع تھا' لیکن آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔

نیز یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے برحق نبی تھے' نبی صاحبِ ہوا وہوس نہیں ہوتا' جو کچھ کرتا ہے اذنِ الٰہی سے کرتا ہے' نبی ماننے کے بعد ہر اعتراض ختم ہو جاتا ہے' اور اگر کوئی شخص آپ ﷺ کو نبی ہی نہ مانے اور یہ الزام لگائے کہ آپ ﷺ نے محض شہوت پرستی کی وجہ سے اپنے لیے کثرتِ ازواج کو جائز رکھا تھا تو اس شخص سے کہا جائے گا کہ اگر ایسا ہوتا تو آپ ﷺ اپنے حق میں کثرتِ ازواج کے معاملہ میں اس پابندی کا اعلان کیوں فرماتے جس کا ذکر قرآن کریم کی آیت ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِن بَعْدُ﴾ میں موجود ہے' اپنے حق میں اس پابندی کا اعلان اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے جو کچھ کیا اپنے رب کے اذن سے کیا۔

تعدد ازواج کی وجہ سے تعلیمی اور تبلیغی فوائد جوامت کو حاصل ہوئے' اور جو احکام امت تک پہنچے اس کی جزئیات اس قدر کثیر تعداد میں ہیں کہ ان کا اِحصاء دشوار ہے' کتب احادیث اس پر شاہد ہیں۔

تعدد ازواج کے جواز کے لیے عدل شرط:

تعدد ازواج کے لیے اسلام نے جو شرط عائد کی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان کو اپنے نفس پر یہ اعتماد ہو کہ وہ اپنی بیویوں کے درمیان کھانے پینے' رہنے' سونے اور خرچ کرنے کے معاملہ میں عدل کرے گا لیکن جس شخص کو اپنے نفس پر یہ اعتماد نہ ہو کہ وہ ان حقوق کو عدل اور مساوات کے ساتھ ادا کر سکے گا اس کے لیے ایک سے زائد بیوی کرنا حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً﴾ (النساء) "لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک پر اکتفاء کر لو۔"

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ يَمِيلُ لِإِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى جَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَجُرُّ أَحَدَ شِقَّيْهِ سَاقِطًا أَوْ مَآئِلًا.»

(اہل السنن وابن حبان والحاکم)

"جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ صرف ایک کی طرف مائل ہو کر رہ جائے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک بازو گر رہا ہوگا اور وہ اسے گھسیٹ رہا ہوگا۔"

جس میلان اور جھکاؤ سے اس حدیث میں متنبہ کیا گیا ہے اس کا مطلب حقوق کے معاملہ میں زیادتی کرنا ہے۔ مجرد قلبی میلان مراد نہیں ہے' کیونکہ یہ نا قابل استطاعت عدل میں داخل ہے' جس سے اللہ تعالیٰ نے صَرفِ نظر فرمایا ہے:

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيعُوٓا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ ﴿١٢٩﴾﴾ (النساء)

"اور بیویوں کے درمیان تم اگر چاہو بھی تو پورا پورا عدل نہیں کر سکتے' لہٰذا کسی ایک کی طرف جھک نہ پڑو۔"

اسی لیے رسول اللہ ﷺ شب باشی وغیرہ میں عدل کرنے کے باوجود فرماتے:

«اَللّٰهُمَّ هٰذَا قِسْمِي فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تُؤَاخِذْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ». (اصحاب السنن)

"خدایا یہ میری تقسیم ہے جہاں تک میرے بس میں ہے' تو جو تیرے بس میں ہے اور میرے بس میں نہیں ہے اس پر گرفت نہ فرما۔"

یعنی کسی ایک بیوی کی طرف جو جذباتی اور قلبی میلان ہو جاتا ہے وہ انسان کے بس میں نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی یہ دعا اسی سلسلہ میں تھی۔

جب آپ ﷺ سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج کے درمیان قُرعہ ڈالتے' جس کے حق میں قرعہ نکل آتا اس کو ہم سفر بنا لیتے۔ یہ طریقہ آپ ﷺ نے دلوں کی خلش کو دور کرنے اور سب کو خوش رکھنے کے لیے اختیار فرمایا تھا۔

(اسلام میں حلال وحرام: ص ۲۵۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن عورتوں سے نکاح حرام ہے

جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے وہ یہ ہیں:

۱- باپ کی بیوی (یعنی سوتیلی ماں) خواہ باپ نے اسے طلاق دی ہو یا بیوہ ہوگئی ہو۔

زمانۂ جاہلیت میں یہ نکاح جائز تھا لیکن اسلام نے اس کو باطل قرار دیا کیونکہ باپ کی منکوحہ ماں کے درجہ میں ہوتی ہے۔ اس لیے مناسب یہی تھا کہ باپ کے احترام کے پیشِ نظر اسے حرام کر دیا جائے۔ یہ حُرمت ابدی ہے جس کے بعد نہ بیٹے کے دل میں خواہش پیدا ہوسکتی ہے نہ سوتیلی ماں کے دل میں۔ اس طرح دونوں کے درمیان احترام اور عظمت کے تعلقات استوار ہو سکتے ہیں۔

۲- ماں: اسی طرح دادی اور نانی اور جو اس سے اوپر کے درجہ میں ہوں۔

۳- لڑکی: اسی طرح پوتی اور نواسی اور جو اس سے نیچے کے درجہ میں ہوں۔

۴- بہن: خواہ سگی ہو یا علاتی یا اَخیافی۔

۵- پھوپھی: یعنی باپ کی سگی، علاتی یا اَخیافی بہن۔

۶- خالہ: یعنی ماں کی سگی، علاتی یا اَخیافی بہن۔

۷- بھتیجیاں

۸- بھانجیاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ رشتہ دار خواتین اسلام میں "محارم" کہلاتی ہیں' کیونکہ یہ مسلمان کے لیے ابدی طور پر حرام ہیں۔ کسی وقت اور کسی حال میں ان سے نکاح جائز نہیں ہو سکتا۔ مرد کو بھی ان کی نسبت سے "مَحرَم" کہا جاتا ہے۔

رضاعت کی بناپر حرام رشتے:

۹- رضاعی ماں — جس عورت نے بچپن میں دودھ پلایا ہو اس سے نکاح کرنا مسلمان کے لیے حرام ہے۔ دودھ پلانے کی وجہ سے عورت ماں کے حکم میں ہوگی۔ دودھ نے اس کے گوشت اور ہڈیوں کے بننے میں حصہ لیا ہے اور رضاعت نے دونوں کے درمیان ماں بیٹے کا جذباتی تعلق پیدا کر دیا ہے۔ رضاعت کے مؤثر ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ بچپن میں یعنی بچہ کی عمر دو سال ہونے سے قبل اسے دودھ پلایا گیا ہو۔ یہ زمانہ بچہ کے دودھ پینے کا ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ بچہ نے کم از کم پانچ مرتبہ شکم سیر ہو کر دودھ پیا ہو۔ ایک مرتبہ شکم سیر ہو کر دودھ پینے کا مطلب یہ ہے کہ بچہ خود سیری کے احساس سے پستان چھوڑ دے۔

پانچ مرتبہ کی قید مختلف روایتوں کے پیش نظر راجح اور مبنی بر اعتدال ہے۔

۱۰- رضاعی بہنیں — جس طرح عورت بچہ کی رضاعی ماں بن گئی اسی طرح اس کی لڑکیاں بچہ کی رضاعی بہنیں بن گئیں۔ نیز اس عورت کی بہنیں بچہ کی رضاعی خالائیں بن گئیں۔

اسی طرح عورت کے دوسرے رشتہ دار بھی اس کے رضاعی رشتہ دار بن گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نبوی ﷺ ہے:

«يُحَرَّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يُحَرَّمُ مِنَ الْوِلَادَةِ». (مشکوٰۃ: ص۲۷۳)

’’جو رشتے نسب سے حرام ہو جاتے ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔‘‘

جس طرح نسب سے پھوپھی' خالہ' بھتیجی' اور بھانجی کا رشتہ حرام ہے اسی طرح رضاعت نے بھی یہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں۔

مُصَاہَرت سے رشتوں کی حُرمت:

۱۱- بیوی کی ماں (ساس) کا رشتہ بھی حرام رشتوں میں شامل ہے۔ اسلام میں یہ رشتہ اس کی بیٹی کے ساتھ محض عقد ہو جانے کی بنا پر حرام ہو جاتا ہے خواہ اس بیٹی سے زن وشو کا تعلق قائم نہ ہوا ہو' کیونکہ ساس' ماں کے درجہ میں ہے۔

۱۲- رَبِیبہ یعنی جس بیوی سے مرد زن وشو کا تعلق قائم کر چکا ہو اس کی لڑکی (جو دوسرے شوہر سے ہو) لیکن اگر اس سے زن وشو کا تعلق قائم نہ کر چکا ہو تو اس کی لڑکی سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۳- بیٹے کی بیوی بیٹے سے مراد صُلبی بیٹا ہے نہ کہ متبنیٰ۔ کیونکہ اسلام نے تبنیت (لے پالک) کے قاعدہ کو باطل قرار دیا ہے کہ یہ خلافِ حقیقت اور خلافِ واقعہ بات ہے۔ اور اس سے حلال حرام اور حرام حلال ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُم بِأَفْوَاهِكُمْ ۝﴾

’’اس نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو حقیقی بیٹا نہیں بنایا ہے' یہ محض تمہارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منہ سے نکلی ہوئی باتیں ہیں۔'' (الاحزاب)

یعنی یہ محض منہ سے نکلی ہوئی بات ہے' اس سے حقیقت بدلتی نہیں ہے اور نہ اجنبی آدمی رشتہ دار بن سکتا ہے۔

ان تینوں کی حُرمت مُصَاہَرَت کی وجہ سے ہے۔ مُصَاہَرَت سے جو رشتہ استوار ہوتا ہے وہ اس بات کا متقاضی ہے کہ یہ رشتے حرام قرار پائیں۔

دو بہنوں کو جمع کرنا:

۱۴- اسلام نے دو بہنوں کو جمع کرنا حرام ٹھہرایا ہے' حالانکہ زمانۂ جاہلیت میں یہ جائز تھا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ دو بہنوں کا باہمی رشتۂ محبت جس کو اسلام دائمی طور پر برقرار رکھنا چاہتا ہے ایسی صورت میں برقرار نہیں رہ سکتا جبکہ دو بہنیں آپس میں سوکنیں ہوں۔

قرآن نے دو بہنوں کو جمع کرنے کی حرمت صراحت کے ساتھ بیان کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مزید یہ حکم دیا ہے کہ:

«لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا» (مشکوٰۃ: ص۲۷۳)

''عورت کو اس کی پھوپھی کے ساتھ جمع نہ کیا جائے اور نہ اسے اس کی خالہ کے ساتھ جمع کیا جائے۔''

نیز فرمایا:

«إِنَّكُمْ إِنْ فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ قَطَعْتُمْ أَرْحَامَكُمْ». (ابن حبان)

''اگر تم ایسا کرو گے تو قطع رحمی کر دے گے۔''

اسلام نے صلۂ رحمی کی سخت تاکید کی ہے' لہٰذا وہ ایسی بات کو کس طرح جائز قرار دے سکتا ہے جو قطع رحمی کا باعث ہو۔

شادی شدہ عورتیں:

۱۵- شادی شدہ عورت کے لیے جب تک کہ وہ اپنے شوہر کے نکاح میں ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے شخص سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ اس کا جواز دو شرطوں کے ساتھ مشروط ہے:

ا) شوہر کا انتقال ہو جائے یا وہ طلاق دیدے۔

ب) اللہ تعالیٰ نے جس عدت کا حکم دیا ہے وہ پوری ہو جائے۔ یہ عدت سابق زوجیت کے حق میں وفا' اور عورت کے لیے تحفظ کا ذریعہ ہے۔

حاملہ کے لیے عدت کی مدت وضعِ حمل تک ہے' خواہ یہ مدت کم ہو یا زیادہ۔ اور جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔

اور مطلقہ کی عدت تین حیض ہے' تین حیض کی قید اس لیے رکھی گئی ہے تا کہ رحم پاک ہو جائے اور سابق شوہر سے حمل قرار پانے کا جو اِمکان ہوتا ہے اس کے پیش نظر یہ حکم احتیاط کے طور پر ہے تا کہ اختلاطِ نسب سے روکا جائے۔ یہ عدت ان عورتوں کے لیے نہیں ہے جو اس قدر کم سن یا اتنی بوڑھی ہو چکی ہوں کہ ان کو حیض نہ آتا ہو۔ ایسی عورتوں کی عدت تین ماہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۝٢٢٨﴾ (البقرۃ)

''مطلقہ عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔''

اور فرمایا:

﴿وَالّٰٓـىِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـىِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۝٤﴾ (الطلاق)

''تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہو' اگر تم کو ان کے معاملہ میں شبہ ہے تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور یہی عدت ان کی بھی ہے جن کو ابھی حیض نہ آیا ہو اور حاملہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وضعِ حمل ہو جائے۔"

نیز فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ﴿٢٣٤﴾﴾ (البقرۃ)

"اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں چار مہینے دس دن تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔"

عورتوں کی ان پندرہ اصناف سے نکاح حرام ہے۔ یہ پندرہ اصناف قرآن کریم کی سورۂ نساء میں مذکور ہیں۔

مشرک عورتیں:

۱۶۔ مشرک عورتوں سے بھی نکاح حرام ہے، مشرکہ یعنی بت پرست عورت، مثلاً عرب کی مشرک عورتیں اور ان جیسی دوسری عورتیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهِ ﴿٢٢١﴾﴾ (البقرۃ)

"اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں، ایک مومن لونڈی ایک آزاد مشرکہ سے بہتر ہے، اگرچہ تمہیں بھلی معلوم ہو۔ اور اپنی عورتیں مشرکون کے نکاح میں نہ دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں۔ ایک مومن غلام ایک آزاد مشرک سے بہتر ہے، اگرچہ وہ تمہیں بھلا لگے۔ یہ لوگ آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے اذن سے تمہیں جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے۔"

اس آیت نے واضح طور سے بیان کر دیا کہ مسلمان کا مشرک عورت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح اسی طرح ناجائز ہے جس طرح کہ مسلمان عورت کا نکاح مشرک مرد سے ناجائز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دو اَدیان کے درمیان اختلافات کی وسیع خلیج حائل ہے۔ ایک گروہ جنت کی طرف بلاتا ہے اور دوسرا آگ کی طرف۔ یہ اللہ' رسول اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور وہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے' نبوت کا انکار کرتا ہے اور آخرت کا منکر ہے۔...... رشتۂ ازدِواج تو باعث سکون اور ذریعۂ مودت ہے۔ مگر یہ دونوں سرے جن کے درمیان کافی فاصلہ ہے کس طرح ایک دوسرے سے مل سکتے ہیں؟

کتابیہ سے نکاح:

یہودی اور نصرانی کتابیہ سے نکاح ان کے اہل کتاب ہونے کی بنا پر قرآن نے جائز ٹھہرایا ہے۔ اور ان کے ساتھ خصوصی معاملہ کرنے کی ہدایت کی ہے۔ اگرچہ انہوں نے اپنے دین میں تحریف کی ہے لیکن بہرحال وہ آسمانی مذہب کے حامل ہیں۔ اسلام نے جس طرح ان کا ذبیحہ جائز قرار دیا ہے اسی طرح ان کی عورتوں سے رشتۂ مُصاہَرت قائم کرنا بھی جائز ٹھہرایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ ﴾ (المائدة ۵)

''جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ان کی پاکدامن عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں۔''

اسلامی روا داری کی یہ ایک نادر مثال ہے' جو مشکل سے دیگر مذاہب وملل میں مل سکے گی۔ اسلام نے اہلِ کتاب کو کافر اور گمراہ قرار دینے کے باوجود مسلمان کے لیے جائز کر دیا ہے کہ کتابیہ اس کی بیوی اور اس کے گھر کی مالکہ ہو جس سے وہ سکون حاصل کر سکتا ہے' جو اس کی راز دار بن سکتی ہے اور جو اس کی اولاد کی ماں ہو سکتی ہے۔ اسلام نے اس کی اجازت دی ہے جبکہ زوجیت کے تعلق کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ:

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ﴿٢١﴾ (الروم)

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان مودت ورحمت پیدا کی۔''

یہاں ہم اس بات پر متنبہ کرنا ضروری خیال کرتے ہیں کہ دیندار مسلمان خاتون جو دین سے گہرا لگاؤ رکھتی ہو ایک مسلمان کے لیے اس مسلمان عورت سے بہتر ہے جس نے اسلام کو محض وراثت میں پایا ہو۔ نبی ﷺ نے اسی کی تعلیم دی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

«فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ». (مشکوۃ: ص ۲۶۷)

''دیندار خاتون سے نکاح کرو کہ یہ کامیابی کا باعث ہے' تمہارے ہاتھ خاک آلودہ ہوں۔'' (اگر ایسا نہ کرو)

اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ مسلمان عورت خواہ وہ کیسی ہی ہو مسلمان مرد کے لیے کتابی عورت کے مقابلہ میں بہتر ہے۔ نیز جب کوئی مسلمان اپنی اولاد کے عقیدہ اور تربیت کے تعلق سے ایسی بیوی کی طرف سے اندیشہ محسوس کرے تو دین کی خاطر اس سے احتیاط کرنا اور اس اندیشہ سے بچنا ضروری ہو جاتا ہے۔

علاوہ ازیں اگر کسی ملک میں مسلمانوں کی تعداد کم ہو تو ایسی صورت میں مسلمان مردوں پر کتابی عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس صورت میں اگر مسلمان اپنی عورتوں کو چھوڑ کر کتابی عورتوں سے نکاح کریں گے جبکہ مسلمان عورتیں صرف مسلمان مردوں ہی سے نکاح کرسکتی ہیں تو گویا مسلمان لڑکیوں کو مبتلائے مصیبت کرنا ہوگا کہ ان کو کوئی پوچھنے والا نہ ہو اور وہ تباہ ہو کر رہ جائیں۔ یہ صورت مسلم معاشرہ کے لیے سخت مضر ہے اور اس ضرر کا ازالہ اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ممکن ہے کہ اس مباح چیز کو مشروط مانا جائے اور ایک وقت تک کے لیے اس پر عمل درآمد موقوف رکھا جائے۔

مسلمان عورت کا غیر مسلم سے نکاح:

مسلمان عورت کا غیر مسلم سے نکاح کرنا حرام ہے' خواہ غیر مسلم کتابی ہو یا غیر کتابی۔ اس کے لیے کسی حال میں غیر مسلم سے نکاح جائز نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ﴾ (البقرۃ ۲۲۱)

''اپنی عورتوں کو مشرکین کے نکاح میں نہ دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں۔''

اور مومن مہاجر عورتوں کے بارے میں فرمایا:

﴿فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ﴾ (الممتحنۃ ۱۰)

''پھر جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن عورتیں ہیں تو انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو۔ نہ وہ کفار کے لیے حلال ہیں اور نہ کفار ان کے حلال۔''

اور کوئی نص ایسی وارد نہیں ہوئی ہے جس میں اہل کتاب کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہو' لہٰذا مسلمانوں کا اس کی حرمت پر اجماع ہے۔

اسلام نے مسلمانوں کو یہودی اور نصرانی عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی ہے لیکن مسلمان عورتوں کو یہودیوں اور نصرانیوں سے نکاح کی اجازت نہیں دی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد گھر کا مالک ہوتا ہے اور عورت کے لیے قوّام کی حیثیت رکھتا ہے نیز اس کے بارے میں جوابدہ ہوتا ہے۔ مزید برآں یہ حقیقت ہے کہ اسلام نے کتابیہ بیوی کو آزادیٔ عقیدہ کی ضمانت دی ہے اور شرعی قوانین واحکامات کے ذریعہ اس کے حقوق متعین کئے ہیں اور اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرمت کا تحفظ کیا ہے۔ لیکن دیگر مذاہب مثلاً یہودیت اور نصرانیت نے کسی اور مذہب سے تعلق رکھنے والی بیوی کے لیے نہ کسی قسم کی آزادی کی ضمانت دی ہے اور نہ اس کے حقوق کا تحفظ کیا ہے۔ ایسی صورت میں اسلام کس طرح اپنی بیٹیوں کے مستقبل کو خطرہ میں ڈال سکتا ہے اور ان کو ایسے لوگوں کے حوالے کر سکتا ہے جو ان عورتوں کے دین کے معاملہ میں نہ رشتہ داری کا خیال کریں اور نہ عہد کا؟

دراصل مرد کو اپنی بیوی کے عقیدہ کا احترام کرنا چاہئے تاکہ دونوں کے درمیان بہتر تعلقات قائم رہیں۔ جہاں تک مسلمان کے عقیدہ کا تعلق ہے وہ یہودیت و نصرانیت کو اپنی اصل کے اعتبار سے...... ان کی تحریفات سے قطع نظر کرتے ہوئے...... آسمانی مذہب خیال کرتا ہے' وہ تورات وانجیل پر ایمان رکھتا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم رسولوں ؑ کو بھی مانتا ہے۔ اس لیے کسی کتابی عورت کے لیے ایسے مرد کے پہلو میں زندگی گزارنا مشکل نہیں ہے جو اس کے اصل دین' اس کی کتاب اور اس کے نبیؑ کا احترام کرتا ہو' اور احترام ہی نہیں بلکہ ان باتوں کو مانے بغیر ایمان ہی صحیح نہ قرار پاتا ہو۔ اس کے برخلاف یہودی اور نصرانی' اسلام کا ادنیٰ اعتراف نہیں کرتے' نہ اسلام کی کتاب کا اور نہ اس کے رسول ﷺ کا' لہٰذا یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک مسلمان عورت اس قسم کا عقیدہ رکھنے والے مرد کے زیر سایہ زندگی گزارے؟ جبکہ مسلمان عورت کا دین اس سے شعائر دعبادات اور فرائض وواجبات کا مطالبہ کرتا ہے اور کتنی چیزوں کو حلال اور کتنی ہی چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے؟ ایسی صورت میں مسلمان عورت کے لیے اپنے عقیدہ اور اپنے دین کا تحفظ کرنا جبکہ مرد قوّام ہو کر اس کا پوری طرح منکر ہو' ایک امر محال ہے۔

یہاں اسلام کی اس معقولیت کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس نے مسلمان کا بت پرست مشرکہ سے نکاح کیوں حرام ٹھہرایا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلام شرک اور بت پرستی کا سخت مخالف ہے۔ بنابریں زوجین کے درمیان سکون' مودت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمت کی صورت کس طرح پیدا ہو سکتی ہے۔ (اسلام میں حلال وحرام: ص ۲۴۶'۲۴۷)

بیوہ اور مطلقہ سے نکاح:

اسلام عورتوں کو نکاح کے رشتے میں بندھا رکھنا چاہتا ہے کیونکہ یہ بات اس کی عزت و عصمت کو محفوظ رکھتی ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیویاں جب بیوہ ہو جاتیں تو دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم اور خود رسول اللہ ﷺ اس کا خاص لحاظ رکھتے کہ وہ بغیر کسی مرد کے جواُن کی عفت و عصمت کا محافظ ہو نہ رہنے پائیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت میں اس کی مثالیں بہ کثرت ملتی ہیں۔ قرآن کے اس ارشاد کے مطابق کہ ﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ﴾ ''اپنی قوم کی بیواؤں سے نکاح کرو۔'' اس کا بہت لحاظ رکھا جاتا' کہ کوئی خاتون بغیر کسی سرپرست کے زندگی نہ گزارے۔ بیوہ کے لیے عدت چار مہینے دس دن۔ مطلقہ کی عدت تین حیض اور حاملہ (بیوہ یا مطلقہ) کی عدت بچے کی پیدائش ہے۔ یعنی اس کے بعد وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے' اس مقررہ مدت کے ختم ہونے سے پہلے نکاح کرنا حرام ہے۔

زانی اور زانیہ کے نکاح کا حکم:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً﴾ ''زنا کرنے والا بجز زانیہ اور مشرکہ عورت کے کسی سے نکاح نہ کرے۔'' اسلامی شریعت نے جو طریقے ایک مرد کو کسی عورت سے متمتع کرنے کے مقرر کر دیئے ہیں ان کے علاوہ کسی اور طریقے سے یعنی مقررہ حدود کو توڑ کر یہ تعلق قائم کرنا اصطلاحِ شریعت میں زنا کہلاتا ہے اور اس کی شناعت اس درجہ ہے کہ اسلامی معاشرہ ایسے مرد و عورت کو قبول کرنے سے باز رہتا ہے' جو لوگ شرعی قوانین کے پابند نہ ہوں' ان کو شریعت خارج از اسلام قرار دیتی ہے۔ اور انہیں وہی حیثیت دیتی ہے جو ایک مشرک کی حیثیت ہو۔ چنانچہ زانیہ کے لیے کوئی عدت نہیں اگر اس کو حمل رہ گیا ہے تو اسی کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔ جس کا حمل ہے۔ لیکن اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی دوسرا شخص اس سے نکاح کرے تو اسے مباشرت نہ کرنا چاہیے تا کہ حمل میں اختلاط واقع نہ ہو۔ نیز یہ بات بھی یاد رہے کہ دوسرا شخص اس سے اسی وقت نکاح کرسکتا ہے جبکہ زنا اس سے اتفاقاً صادر ہوا ہو ورنہ وہ عورت جو زنا کی پیشہ ور عادی ہو اس سے نکاح حرام ہے' اور دوسرے شخص سے نکاح بھی وضع حمل کے بعد ہوگا پہلے نہیں۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ حکم جو قرآن کی رُو سے بالکل صریح اور واجب ہے وہ مقتضائے عقل وفطرت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کے لیے یہ بات حرام ٹھہرائی ہے کہ وہ کسی فاحشہ عورت کا شوہر یا دیوث یا رفیق ہو۔ اللہ نے انسان کو جس فطرت پر پیدا کیا ہے وہ ایسی باتوں کو قبیح اور معیوب خیال کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی شخص کو بہت زیادہ برا بھلا کہنا ہو تو بولتے ہیں یہ فاحشہ عورت کا شوہر ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے لیے حرام ٹھہرایا کہ وہ واقعی ایسا بن جائے۔ اس تحریم سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ عورت کا یہ گناہ شوہر کے بستر کی خرابی اور نسب کی خرابی کا موجب ہے' حالانکہ اللہ نے نسب کو عظیم مصلحتوں پر قائم فرمایا ہے اور اس کو اپنی نعمتوں میں شمار کیا ہے۔ لیکن زنا نطفہ کے اختلاط کا باعث ہے اور اس سے نسب مشتبہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا شریعت کی یہ خوبی ہے کہ اس نے زانیہ سے نکاح حرام ٹھہرایا جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے اور اپنے رحم کو پاک نہ کرے۔ (یعنی کم از کم ایک حیض نہ آئے)۔'' (اغاثۃ اللھفان: ج۱' ص ۶۶' ۶۷)

روایت ہے کہ مَرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے ایک زنا کار عورت سے جس کے ساتھ زمانۂ جاہلیت میں ان کا تعلق تھا اور جس کا نام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''عَناق'' تھا' نکاح کرنے کی اجازت طلب کی' نبی ﷺ نے اِعراض فرمایا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اَلزَّانِي لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (النور)

''زانی نکاح نہیں کرتا' مگر زانیہ یا مشرکہ کے ساتھ' اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہیں کرتا مگر زانی یا مشرک۔ اور یہ اہلِ ایمان پر حرام کر دیا گیا ہے۔''

آپ ﷺ نے یہ آیت انہیں سنائی اور فرمایا:

لَا تَنْكِحْهَا. (ابوداود والنسائی والترمذی) ''اس سے نکاح نہ کرو۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پاکدامن مومن عورتوں اور پاکدامن کتابی عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ٹھہرایا ہے۔ اسی طرح مردوں کے لیے نکاح اس شرط کے ساتھ جائز ٹھہرایا ہے کہ وہ:

﴿مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۝﴾ (النساء) ''قیدِ نکاح میں لانے والے ہوں نہ کہ بدکاری کرنے والے۔''

تو جو شخص کتاب اللہ کے اس حکم کو تسلیم نہ کرے اور اس کی پابندی قبول نہ کرے وہ مشرک ہے۔ اس سے نکاح کرنا وہی شخص پسند کر سکتا ہے جو اسی کی طرح مشرک ہو۔ لیکن جس نے اس حکم کو تسلیم کیا اور اس کی پابندی کو قبول کیا لیکن عمل اس کے خلاف کیا اور جس عورت سے نکاح حرام ہے اس سے نکاح کر لیا تو وہ زانی ہے۔

زانیہ سے نکاح کی حرمت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ زانیہ خبیث عورت ہوتی ہے۔ ...... اللہ سبحانہٗ نے نکاح کو باعث مودت و رحمت بنایا ہے۔ اور مودت خالص محبت کا نام ہے' لہٰذا ایک خبیث عورت کس طرح ایک پاکیزہ مرد کی محبوب بیوی بن سکتی ہے؟ زوج کو زوج اس لیے کہتے ہیں کہ وہ باہم تشابہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ہم آہنگ) ہوتے ہیں۔ لیکن طیّب اور خبیث کے درمیان شرعاً اور عقلاً کامل منافرت پائی جاتی ہے۔ اس لیے دونوں کے درمیان نہ ہم آہنگی پیدا ہو سکتی ہے اور نہ ہمدردی اور محبت کے جذبات۔ اللہ تعالیٰ نے بالکل صحیح فرمایا ہے:

﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ﴾ (النور)

"خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے' پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے۔"

نکاحِ شغار

عرب کے دورِ جاہلیت میں عام طور پر تو نکاحوں میں معاوضۂ نکاح بصورتِ مہر مقرر ہوتا تھا۔ جس کی ایک صورت یہ تھی کہ ایک شخص اپنی لڑکی یا ہمشیرہ کا کسی دوسرے کے لڑکے یا قریبی سے نکاح کر دیتا' اس شرط پر کہ تو اپنی لڑکی یا ہمشیرہ میرے ساتھ یا میرے لڑکے کے ساتھ نکاح کر دے۔ مہر اس میں کچھ نہ ہوتا تھا۔ اس کا نام شغار تھا۔ پس شغار کے معنی اردو میں نکاح مُبادَلہ ہیں۔

حدیث میں اس قسم کے نکاح کو حرام کہا گیا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ حُرمت زمانہ جاہلیت کے نکاح بٹہ کے بارے میں ہے۔ ہمارے ملک میں اب جو مروجہ نکاح بٹہ ہے وہ جائز ہے۔ یہ اس حرمت کی زد میں نہیں آتا وجہ اس کی یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت والے نکاح بٹہ کی ایجاب وقبول کی مجلس میں یہ کہتے تھے کہ میں نے اپنی لڑکی یا ہمشیرہ کا نکاح اس شرط پر کیا کہ تو نے اپنی لڑکی یا ہمشیرہ کا نکاح مجھ سے کر دیا۔ اور حاضرینِ مجلس میں سب کو یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ نکاح بٹہ ہے۔ لیکن ہمارے ہاں جو نکاح بٹہ ہے اس کے بارے میں پہلے سے وعدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاہدہ ہو چکا ہوتا ہے۔ اس لیے مجلس نکاح میں تبادلے کا ذکر نہیں آتا اور دونوں نکاحوں کی مجلس بھی ایک نہیں ہوتی' ایک دو دن یا کئی دنوں مہینوں کا درمیان میں فرق ہوتا ہے۔ اور مہر بھی دونوں لڑکیوں کا الگ الگ مقرر کیا جاتا ہے۔ اور حاضرینِ مجلس کو بھی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ نکاح بٹہ ہے۔ اس لیے مروجہ نکاح بٹہ اور زمانہ جاہلیت والے نکاح بٹہ میں بڑا فرق ہے۔ وہاں دونوں طرف مہر مقرر نہیں ہوتا تھا۔ اور یہاں دونوں طرف الگ الگ مہر مقرر ہوتا ہے۔ اس لیے حرمت کا فتویٰ جاہلیت والے نکاح کے لیے ہے۔ موجودہ نکاح بٹہ کے لیے نہیں' باقی رہی یہ بات کہ ایسے نکاحوں میں عموماً جھگڑے تنازعے پیدا ہو جاتے ہیں تو یہ کوئی حرمت کی دلیل نہیں ہے۔ جھگڑے تنازعے تو عام نکاحوں میں بھی پیدا ہو جاتے ہیں تو کیا محض جھگڑا تنازع کی بنا پر ان نکاحوں پر بھی حرمت کا فتویٰ لگایا جا سکتا ہے؟

نکاحِ متعہ

اسلام میں نکاح کی حیثیت ایک مضبوط عقد اور پختہ عہد کی ہے' جس کی پشت پر زوجین کا ابدی زندگی گزارنے کا ارادہ کارفرما ہوتا ہے۔ تاکہ باہم نفسیاتی سکون اور مودت ورحمت کی فضا پیدا ہو۔ علاوہ ازیں اس کا مقصد عمرانی بھی ہے' یعنی سلسلۂ تناسُل کو جاری رکھنا تاکہ نوعِ انسانی کی بقا کا سامان ہو۔

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ أَزْوَاجِكُم بَنِينَ وَحَفَدَةً ﴿٧٢﴾﴾ (النحل)

''اور اللہ نے تمہاری جنس سے تمہارے لیے بیویاں پیدا کیں' اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لیے بیٹے اور پوتے پیدا کیے۔''

رہا متعہ کا نکاح جو مرد کے کسی عورت سے مقررہ مدت کے لیے مقررہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُجرت پر تعلق پیدا کرنے کا نام ہے تو وہ اس حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ اس کی اجازت شریعت کی تکمیل سے پہلے سفر اور غزوات وغیرہ کے موقع پر دی گئی تھی۔ لیکن بعد میں آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور ابدی طور پر اس کو حرام قرار دیا۔

ابتداء میں متعہ کو اس لیے جائز قرار دیا گیا تھا کہ مسلمان جاہلیت سے اسلام کی طرف بڑھتے ہوئے عبوری دور سے گزر رہے تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں زنا آسان اور عام تھا۔ جب اسلام آیا اور غزوات و جہاد کے لیے سفر کا معاملہ درپیش ہوا تو عورتوں سے دوری لوگوں پر شاق گزرنے لگی۔ مسلمانوں کے اندر ایمان کے لحاظ سے قوی اور ضعیف دونوں طرح کے لوگ تھے۔ ضعیف الایمان لوگوں کے زنا میں مبتلا ہو جانے اور بے حیائی کے راستہ پر جا پڑنے کا اندیشہ تھا' لیکن جو لوگ قوی الایمان تھے انہوں نے اپنے کو خصی کر لینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَآءٌ، فَقُلْنَا أَلَا نَسْتَخْصِي؟ فَنَهَانَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ وَرَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ إِلٰى أَجَلٍ.
(مشکوٰۃ: ص ۲۷۳)

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں جایا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ عورتیں نہیں ہوتی تھیں اس لیے ہم نے عرض کیا کیا ہم اپنے کو خصی نہ کر لیں؟ لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا اور ہمیں اجازت دی کہ ہم کسی عورت سے ایک مدت تک کے لیے کپڑے کے عوض نکاح کر سکتے ہیں۔

متعہ کا یہ جواز رخصت کی حیثیت رکھتا تھا تا کہ ضعیف الایمان اور قوی الایمان دونوں گروہوں کی مشکلات کا حل نکل آئے۔ اسلام مسلمان کی ازدواجی زندگی کے لیے جو شرعی قوانین بنانا چاہتا تھا' اس راہ میں یہ ایک قدم تھا' وہ ایسی ازدواجی زندگی عطا کرنا چاہتا تھا جو نکاح کے جملہ مقاصد کو پورا کرے۔ مثلاً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکدامنی، رشتۂ نکاح کی مستقل حیثیت، سلسلۂ تناسُل، مودت ورحمت۔ نیز خاندان کے دائرہ کی مُصاہَرت (سسرال) کے ذریعہ توسیع وغیرہ۔

جس طرح قرآن نے شراب اور سود کی حرمت کے بارے میں تدریجاً احکام دیئے، جبکہ زمانۂ جاہلیت میں ان چیزوں کا بڑا رواج اور غلبہ تھا اسی طرح نبی ﷺ نے شرمگاہوں کی حُرمت کے سلسلہ میں بھی احکام دینے میں تدریج کا لحاظ فرمایا۔ چنانچہ مجبوری کی صورت میں متعہ کی اجازت دی لیکن بعد میں نکاح کی اس قسم کو بھی حرام قرار دیا۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ کا بیان ہے اور صحیح مسلم نے سبرہ جُہنیؓ سے روایت بیان کی ہے کہ:

أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي فَتْحِ مَكَّةَ فَأَذِنَ لَهُمْ فِي مُتْعَةِ النِّسَآءِ. قَالَ: فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى حَرَّمَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

وہ نبی ﷺ کے ساتھ فتح مکہ کے موقع پر غزوہ میں شریک تھے، آپ ﷺ نے شرکائے غزوہ کو عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے وہاں سے نکلنے سے پہلے ہی اسے حرام کر دیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللهَ حَرَّمَ ذٰلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ».

"اللہ نے اسے قیامت تک کے لیے حرام کر دیا ہے۔"

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ حرمت ایسی قطعی ہے جیسے ماں، بیٹی وغیرہ سے نکاح کرنا یا یہ حرمتِ مُردار، خون اور سور کے گوشت کی طرح ہے کہ یہ چیزیں مجبوری کی صورت میں اور مشقت میں پڑنے کے اندیشہ کے پیش نظر جائز ہو جاتی ہیں؟

جمہور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے میں یہ تحریم قطعی ہے، جس میں رخصت کے لیے کوئی گنجائش شریعت کے اس حکم کو مستقل حیثیت دینے کے بعد باقی نہیں رہی۔ البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے اختلاف کیا تھا۔ ان کی رائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں مجبوری کی صورت میں جائز تھا' چنانچہ کسی نے ان سے متعہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کو جائز کہا۔ ان کے غلام نے پوچھا کیا یہ حکم شاید مجبوری کی صورت میں ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جی ہاں۔ (بخاری)

لیکن جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو معلوم ہو گیا کہ لوگوں نے اس معاملہ میں کافی گنجائش پیدا کر لی ہے اور بات مجبوری کی حد تک نہیں رہی تو انہوں نے جواز کا فتویٰ دینا بند کر دیا اور اس سے رجوع کر لیا۔

(زاد المعاد: ج ۴' ص ۷۔)

شوہر اور بیوی کے حقوق و فرائض

شریعتِ اسلامیہ نے نکاح کے رشتے کو قائم کرنے کے لیے جو ہدایتیں دی ہیں ان کا مقصد اس تقدس اور پاکیزگی کو یقینی بنانا ہے جس پر ایک صالح خاندان کی بنیاد قائم ہونا چاہیے۔

اس رشتے کو خوش گوار اور استوار رکھنے کے لیے شوہر اور بیوی کے حقوق و فرائض اور ان کا دائرۂ عمل اور حدود و اختیار بھی متعین کر دیئے ہیں کیونکہ یہی ایسا تعلق ہے جو ایک مرد اور ایک عورت کو اتنا قریب لے آتا ہے جیسے جسم اور اس جسم کا لباس (جو ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں) اس تعلق کو پائیدار اور خوش گوار رکھنے کے لیے دونوں ذمہ دار بنائے گئے ہیں' تاکہ یہ رشتہ نہ ٹوٹنے پائے اور نہ اس میں کمزوری آئے' پھر چونکہ ایک مرد اور ایک عورت مل کر ایک خاندان کی بنیاد ڈالتے ہیں اور معاشرہ وُجود میں آتا ہے۔ جس کا نظم قائم رکھنے کے لیے ایک سربراہ ہونا ضروری ہے۔ جو خاندان کا ذمہ دار اور نگراں ہو اور انتشار و بدنظمی سے محفوظ رکھ سکے۔ تو یہ منصب صرف مرد کو عطا کیا گیا ہے کیونکہ عورت اور مرد کی مخصوص فطرت کے پیشِ نظر مرد ہی میں قوّام بننے کی صلاحیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے قرآن مجید نے اس فطری تفوّق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ﴾ (النساء ۳۴)

''مردوں کو عورتوں پر قوام اس لیے بنایا گیا ہے کہ فطری طور پر اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا کی ہے۔''

قوام کے معنیٰ:

''محافظ اور خبر گیری کرنے والا۔ ذمہ دار اور قائم رکھنے والا'' یہ قوّام کے معنیٰ ہیں۔ میاں اور بیوی کے بنیادی حقوق برابر ہیں' مگر مرد کو قوّام کا منصب اس کی مخصوص فطرت کے سبب دیا گیا ہے۔ کیونکہ عورت فطرۃً اس ذمہ داری کو اس طرح انجام نہیں دے سکتی جس طرح مرد انجام دے سکتا ہے' یہ مطلب ہے ﴿ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ﴾ کا' اس تفوّق کا ذکر کرنے کے ساتھ یہ بھی ظاہر کر دیا گیا ہے کہ عورتوں کے حقوق مردوں پر اسی طرح ہیں جس طرح ان پر مردوں کے حقوق۔

﴿ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ﴾ (البقرۃ ۲۲۸)

''عورتوں کا حق مردوں پر اسی طرح ہے جس طرح ان کا حق عورتوں پر اور مردوں کو کچھ برتری حاصل ہے۔''

ہم پہلے ان آداب وفرائض کو بیان کرتے ہیں جن کا تعلق شوہر سے ہے اور پھر ان آداب وفرائض کو بیان کریں گے جن کا تعلق بیوی سے ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کے حقوق شوہر پر

۱- بیوی کے ساتھ اچھے سلوک کی زندگی گذرا یئے۔ اس کے حقوق کشادہ دلی کے ساتھ ادا کیجئے اور ہر معاملے میں احسان اور ایثار کی روش اختیار کیجئے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ "اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزارو۔"

اور نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک بہت بڑے اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے ہدایت فرمائی:

"لوگو! سنو! عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ' کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں' تمہیں ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ سوائے اس صورت کے جب ان کی طرف سے کوئی کھلی نافرمانی سامنے آئے' اگر وہ ایسا کر بیٹھیں تو پھر خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو' اور انہیں مارو تو ایسا نہ مارنا کہ کوئی شدید چوٹ آئے۔ اور پھر جب وہ تمہارے کہنے پر چلنے لگیں تو ان کو خواہ مخواہ ستانے کے بہانے نہ ڈھونڈو۔ دیکھو سنو! تمہارے کچھ حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حقوق تمہارے اوپر ہیں۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو ان لوگوں سے نہ روندوائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو ہرگز نہ گھسنے دیں جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو۔ اور سنو ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انہیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ۔" (ریاض الصالحین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ان کے کھلانے پلانے کا ایسا انتظام کیجئے جو زوجین کی بے مثال قُربت، قلبی تعلق اور جذبۂ رفاقت کے شایان شان ہو۔

۲- جہاں تک ہو سکے بیوی سے خوش گمان رہیے اور اس کے ساتھ نباہ کرنے میں تحمل، بردباری اور عالی ظرفی کی روش اختیار کیجئے، اگر اس میں شکل وصورت یا عادات و اخلاق یا سلیقہ اور ہنر کے اعتبار سے کوئی کمزوری بھی ہو تو صبر کے ساتھ اس کو برداشت کیجئے اور اس کی خوبیوں پر نگاہ رکھتے ہوئے فیاضی، درگزر، ایثار اور مصلحت سے کام لیجئے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَالصُّلۡحُ خَيۡرٌ﴾ ''اور مصالحت خیر ہی خیر ہے۔''

اور مومنین کو ہدایت کی گئی ہے:

﴿فَإِنۡ كَرِهۡتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰٓ أَن تَكۡرَهُواْ شَيۡـٔٗا وَيَجۡعَلَ ٱللَّهُ فِيهِ خَيۡرٗا كَثِيرٗا ١٩﴾ (النساء)

''پھر اگر وہ تمہیں (کسی وجہ سے) ناپسند ہوں، تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو، مگر اللہ نے اس میں (تمہارے لیے) بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔''

اسی مفہوم کو نبی ﷺ نے ایک حدیث میں یوں واضح فرمایا ہے:

''کوئی مومن اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہ کرے۔ اگر بیوی کی کوئی عادت اس کو ناپسند ہے تو ہو سکتا ہے کہ دوسری خصلت اس کو پسند آ جائے۔''

حقیقت یہ ہے کہ ہر خاتون میں کسی نہ کسی پہلو سے کوئی کمزوری ضرور ہو گی۔ اور اگر شوہر کسی عیب کو دیکھتے ہی اس کی طرف سے نگاہیں پھیر لے اور دل برا کر لے، تو پھر کسی خاندان مین گھریلو خوشگواری مل ہی نہ سکے گی۔ حکمت کی رَوِش یہی ہے کہ آدمی درگزر سے کام لے اور اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے عورت کے ساتھ خوش دلی سے نباہ کرنے کی کوش کرے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ اس عورت کے واسطے سے مرد کو کچھ ایسی بھلائیوں سے نوازے جن تک مرد کی کوتاہ نظر نہ پہنچ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی ہو۔ مثلاً عورت میں دین وایمان اور سیرت واخلاق کی کچھ ایسی خوبیاں ہوں، جن کے باعث وہ پورے خاندان کے لیے رحمت ثابت ہو، یا اس کی ذات سے کوئی ایسی روحِ سعید وجود میں آئے جو ایک عالَم کو فائدہ پہنچائے اور رہتی زندگی تک کے لیے باپ کے حق میں صدقہ جاریہ بنے۔ یا عورت مرد کی اصلاحِ حال کا ذریعہ بنے۔ اور اس کو جنت سے قریب کرنے میں مددگار ثابت ہو۔ یا پھر اس کی قسمت سے دنیا میں اللہ اس مرد کو کشادہ روزی اور خوش حالی سے نوازے۔ بہرحال عورت کے کسی ظاہری عیب کو دیکھ کر بے صبری کے ساتھ ازدواجی تعلق کو برباد نہ کیجئے، بلکہ حکیمانہ طرزِ عمل سے آہستہ آہستہ گھر کی فضا کو زیادہ سے زیادہ خوشگوار بنانے کی کوشش کیجئے۔

۳۔ عفو وکرم کی روش اختیار کیجئے اور بیوی کی کوتاہیوں، نادانیوں اور سرکشیوں سے چشم پوشی کیجئے۔ عورت عقل وخرد کے اعتبار سے کمزور اور نہایت ہی جذباتی ہوتی ہے، اس لیے صبر وسکون، رحمت وشفقت اور دل سوزی کے ساتھ اس کو سدھارنے کی کوشش کیجئے اور صبر وضبط سے کام لیتے ہوئے نباہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾﴾ (التغابن)

''مومنو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض اولاد تمہارے دشمن ہیں، سو ان سے بچتے رہو اور اگر تم عفو وکرم، درگزر اور چشم پوشی سے کام لو تو یقین رکھو کہ اللہ بہت ہی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے زیادہ اوپر کا حصہ ٹیڑھا ہے، اس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر اس کو چھوڑے رہو تو ٹیڑھی ہی رہے گی۔ بس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔"

(بخاری، مسلم)

۴- بیوی کے ساتھ خوش اَخلاقی کا برتاؤ کیجئے اور پیار و محبت سے پیش آیئے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"کامل ایمان والے مومن وہ ہیں جو اپنے اَخلاق میں سب سے اچھے ہوں، اور تم میں سب سے اچھے لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں سب سے اچھے ہوں۔" (ترمذی)

اپنی خوش اَخلاقی اور نرم مزاجی کو جانچنے کا اصل میدان گھریلو زندگی ہے' گھر والوں ہی سے ہر وقت کا واسطہ رہتا ہے اور گھر کی بے تکلف زندگی میں ہی مزاج اور اَخلاق کا ہر رخ سامنے آتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ وہی مومن اپنے ایمان میں کامل ہے جو گھر والوں کے ساتھ، خوش اخلاقی، خندہ پیشانی اور مہربانی کا برتاؤ رکھے۔ گھر والوں کی دلجوئی کرے اور پیار و محبت سے پیش آئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کے یہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میری سہیلیاں بھی میرے ساتھ کھیلتیں، جب نبی ﷺ تشریف لاتے تو سب اِدھر اُدھر چھپ جاتیں۔ آپ ﷺ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایک ایک کو میرے پاس بھیجتے تاکہ میرے ساتھ کھیلیں۔ (بخاری، مسلم)

ایک بار حج کے موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیٹھ گیا اور وہ سب سے پیچھے رہ گئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ وہ زار و قطار رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ رک گئے اور اپنے دست مبارک سے چادر کا پلو لے کر ان کے آنسو پونچھے۔ آپ ﷺ آنسو پونچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں۔

۵- پوری فراخ دلی کے ساتھ رفیقۂ حیات کی ضروریات فراہم کیجئے اور خرچ میں کبھی تنگی نہ کیجئے۔ اپنی محنت کی کمائی گھر والوں پر صَرف کر کے سکون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومسرت محسوس کیجئے۔ کھانا کپڑا بیوی کا حق ہے اور اس حق کو خوش دلی اور کشادگی کے ساتھ ادا کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کرنا شوہر کا انتہائی خوشگوار فریضہ ہے' اس فریضے کو کھلے دل سے انجام دینے سے نہ صرف دنیا میں خوشگوار ازدواجی زندگی کی نعمت ملتی ہے' بلکہ مومن آخرت میں بھی اجر وانعام کا مستحق بنتا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''ایک دینار تو وہ ہے جو تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا' ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی غلام کو آزاد کرانے میں صرف کیا۔ ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی فقیر کو صدقہ میں دیا اور ایک دینار وہ ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر صرف کیا۔ ان میں سب سے زیادہ اجر وثواب اس دینار کے خرچ کرنے کا ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر صرف کیا ہے۔'' (مسلم)

۶- بیوی کو دینی احکام اور تہذیب سکھایئے' دین کی تعلیم دیجئے۔ اسلامی اخلاق سے آراستہ کیجئے اور اس کی تربیت اور سدھار کے لیے' ہر ممکن کوشش کیجئے تاکہ وہ ایک اچھی بیوی' اچھی ماں اور اللہ کی نیک بندی بن سکے اور اپنے منصبی فرائض کو بحسن وخوبی ادا کر سکے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (التحریم)

''ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔''

نبی ﷺ جس طرح باہر تبلیغ وتعلیم میں مصروف رہتے تھے' اسی طرح گھر میں بھی اس فریضے کو ادا کرتے رہتے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن نے نبی ﷺ کی بیویوں کو خطاب کیا ہے:

''اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت کی باتیں سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں نبی ﷺ کے واسطے سے مومنوں کو ہدایت کی گئی ہے:

﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ ''اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کیجئے اور خود بھی اس کے پورے پابند رہیے۔''

حضرت نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جب کوئی مرد رات میں اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ دونوں مل کر دو رکعت نماز پڑھتے ہیں تو شوہر کا نام ذکر کرنے والوں میں اور بیوی کا نام ذکر کرنے والیوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔'' (ابوداود)

خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ شب میں اللہ کے حضور کھڑے عبادت کرتے رہتے، پھر جب سحر کا وقت آتا تو اپنی رفیقہ حیات کو جگاتے اور کہتے اٹھو اٹھو نماز پڑھو، اور پھر یہ آیت بھی پڑھتے:

﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾

۷۔ اگر کئی بیویاں ہوں تو سب کے ساتھ برابری کا سلوک کیجئے۔ نبی ﷺ بیویوں کے ساتھ برتاؤ میں برابری کا بڑا اہتمام فرماتے۔ سفر پر جاتے تو قرعہ نکالتے اور قرعہ میں جس بیوی کا نام آتا اسی کو ساتھ لے جاتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے ساتھ انصاف اور برابری کا سلوک نہ کیا تو قیامت کے روز وہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گر گیا ہوگا۔'' (ترمذی)

انصاف اور برابری سے مراد، معاملات اور برتاؤ میں مساوات برتنا ہے۔ رہی یہ بات کہ کسی ایک بیوی کی طرف دل کا جھکاؤ اور محبت کے جذبات زیادہ ہوں تو یہ انسان کے بس میں نہیں ہے اور اس پر اللہ کے یہاں کوئی گرفت نہ ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے:

لَا یَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا اٰخَرَ. (مشکوٰۃ:ص ۲۸۰)

مومن کا یہ شیوہ نہیں ہے کہ مومنہ بیوی میں کوئی بات اچھی نہ لگے تو اس سے نفرت کرنے لگے' دوسری کوئی بات ایسی بھی ہوسکتی ہے جو اسے بہت اچھی لگے۔

ہوسکتا ہے کہ ظاہری حسن و جمال میں ایک عورت مرد کے معیار سے فروتر نظر آتی ہو مگر باطن اس کا بہت اعلیٰ وارفع ہو۔ صورت وشکل کسی کے اختیار کی چیز نہیں' جبکہ سیرت وکردار کو بلند کرنا اختیار میں ہوتا ہے۔ عورت فطرۃً کمزور ہوتی ہے اس لیے' اگر کسی کمزوری کا اظہار ہو تو اسے نرمی اور مُلاطفت سے دور کیا جا سکتا ہے' سختی اور درشتی سے نہیں۔ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث رہنمائی کرتی ہے:

اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ. (بخاری ومسلم)

"عورتوں سے نیک برتاؤ کرو' عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو تم اسے توڑ دو گے اور اگر تم اسے اپنے حال پر رہنے دو گے تو وہ بدستور خمیدہ رہے گی۔ لہٰذا تم عورتوں سے نیک برتاؤ کرتے رہو۔"

ظلم اور ایذارسانی:

یہ حدیث جو ابھی بیان ہوئی' اس کا تقاضا ہے کہ صنف نازک کو ایذا اور تکلیف نہ دی جائے' نہ ان سے سخت کلامی کی جائے نہ طعن وتشنیع سے دل شکنی کی جائے' انہیں اپنے اقرباء سے ملنے پر پابندی نہ لگائی جائے ان کی مادی ضرورتوں کے ساتھ ان کی دلی خواہشوں کو پورا کرنے کا بھی خیال رکھا جائے۔ قرآن مجید میں ظلم وزیادتی نہ کرنے کا حکم اپنی منکوحہ بیویوں کے بارے میں ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بلکہ مطلقہ بیویوں کے بارے میں بھی دیا ہے:

﴿وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ﴾ (البقرة ۲۳۱) ''ان کو محض تکلیف پہنچانے کے لیے روک نہ رکھو اور جو ایسا کرے گا وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا۔''

عورت کا حق اور دینی فرائض:

دینی کاموں میں ایسا انہماک جو بیوی کے مادی اور جنسی حقوق کی ادیگی سے توجہ ہٹا دے' کارِثواب نہیں ہے۔ کیونکہ حق تلفی بہرحال گناہ ہے۔

ایک ممتاز صحابی رضی اللہ عنہ راتوں کو نماز پڑھنے اور دن کو روزہ رکھنے میں گزار دیتے اور بیوی کی طرف توجہ نہ کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا کر تنبیہ کی اور فرمایا: «وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا» ''اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جبکہ اسلام کو پھیلانے کے لیے اکثر مسلمان اپنے گھروں سے باہر مصروف جہاد رہا کرتے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیدیا تھا کہ کوئی چار مہینے سے زیادہ اپنی بیوی سے الگ نہ رہے۔

شوہر کے حقوق بیوی پر

(۱) نہایت خوشدلی کے ساتھ اپنے شوہر کی اطاعت کیجئے اور اس اِطاعت میں مَسرّت اور سکون محسوس کیجئے' اس لیے کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ اور جو عورت اللہ کے حکم کی تعمیل کرتی ہے وہ اپنے اللہ کو خوش کرتی ہے' قرآن میں ہے:

﴿فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ﴾ ''نیک بیویاں (شوہر کی) اطاعت کرنے والی ہوتی ہیں۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔'' (ابوداود)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوہر کی اطاعت اور فرماں برداری کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی ﷺ نے عورت کو تنبیہ کی ہے:

''دو قسم کے آدمی وہ ہیں جن کی نمازیں ان کے سروں سے اونچی نہیں اٹھتیں ...... اس غلام کی نماز جو اپنے آقا سے فرار ہو جائے' جب تک وہ لوٹ نہ آئے اور اس عورت کی نماز جو شوہر کی نافرمانی کرے جب تک کہ شوہر کی نافرمانی سے باز نہ آ جائے۔'' (الترغیب والترہیب)

﴿۲﴾ اپنی آبرو اور عصمت کی حفاظت کا اہتمام کیجئے اور ان تمام باتوں اور کاموں سے بھی دور رہیے جن سے دامن عصمت پر دھبہ لگنے کا اندیشہ بھی ہو' اللہ کی ہدایت کا تقاضا بھی یہی ہے اور ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنائے رکھنے کے لیے بھی یہ انتہائی ضروری ہے۔ اس لیے کہ اگر شوہر کے دل میں اس طرح کا کوئی شبہ پیدا ہو جائے تو پھر عورت کی کوئی خدمت واطاعت اور کوئی بھلائی شوہر کو اپنی طرف مائل نہیں کر سکتی اور اس معاملہ میں معمولی سی کوتاہی سے بھی شوہر کے دل میں شیطان شبہ ڈالنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا انسانی کمزوری کو نگاہ میں رکھتے ہوئے انتہائی احتیاط کیجئے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے' اپنی آبرو کی حفاظت کرے' اپنے شوہر کی فرمانبردار رہے تو وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔'' (مشکوٰۃ: ص ۲۸۱)

﴿۳﴾ شوہر کی اجازت اور مرضی کے بغیر گھر سے باہر نہ جائے اور نہ ایسے گھروں میں جایئے جہاں شوہر آپ کا جانا پسند نہ کرے اور نہ ایسے لوگوں کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت دیجئے جن کا آنا شوہر کو ناگوار ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ پر ایمان رکھنے والی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جس کا آنا شوہر کو ناگوار ہو اور وہ گھر سے ایسی صورت میں نہ نکلے جب کہ اس کا نکلنا شوہر کو ناگوار ہو اور عورت شوہر کے معاملے میں کسی دوسرے کا کہنا مانے۔'' (الترغیب والترہیب)

یعنی شوہر کے معاملے میں شوہر کی مرضی اور اشارۂ چشم واَبرو ہی پر عمل کیجیے اور اس کے خلاف ہرگز دوسروں کے مشورے کو نہ اپنائیے۔

(۴) ہمیشہ اپنے قول و عمل اور انداز و اطوار سے شوہر کو خوش رکھنے کی کوشش کیجیے۔ کامیاب ازدواجی زندگی کا راز بھی یہی ہے۔ اور اللہ کی رضا اور جنت کے حصول کا راستہ بھی یہی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جس عورت نے بھی اس حالت میں انتقال کیا کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔'' (مشکوٰۃ: ص ۲۸۱)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

''جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو جنسی ضرورت کے لیے بلائے اور وہ نہ آئے اور اس بنا پر شوہر رات بھر اس سے خفا رہے تو ایسی عورت پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔'' (بخاری و مسلم)

(۵) اپنے شوہر سے محبت کیجیے اور اس کی رفاقت کی قدر کیجیے۔ یہ زندگی کی زینت کا سہارا اور راہ حیات کا عظیم معین و مددگار ہے۔ اللہ کی اس عظیم نعمت پر اللہ کا بھی شکر ادا کیجیے اور اس نعمت کی بھی دل و جان سے قدر کیجیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا:

''نکاح سے بہتر کوئی چیز دو محبت کرنے والوں کے لیے نہیں پائی گئی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت تھی۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو انتہائی حسرت کے ساتھ بولیں "کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے میں بیمار ہوتی۔" نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیویوں نے اس اظہار محبت پر تعجب سے ان کی طرف دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"دکھاوا نہیں ہے بلکہ سچ کہہ رہی ہیں۔"

(۶) شوہر کا احسان مانیے اس کی شکر گزار رہیے آپ کا سب سے بڑا محسن آپ کا شوہر ہی تو ہے جو ہر طرح آپ کو خوش کرنے میں لگا رہتا ہے آپ کی ہر ضرورت کو پورا کرتا ہے اور آپ کو ہر طرح کا آرام پہنچا کر آرام محسوس کرتا ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے میں اپنی پڑوسن سہیلیوں کے ساتھ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سلام کیا اور ارشاد فرمایا "تم پر جن کا احسان ہے ان کی ناشکری سے بچو۔ تم میں کوئی ایک اپنے ماں باپ کے یہاں کافی دنوں تک بن بیاہی بیٹھی رہتی ہے پھر اللہ اس کو شوہر عطا فرماتا ہے پھر اللہ اس کو اولاد سے نوازتا ہے (ان تمام احسانات کے باوجود) اگر کبھی کسی بات پر شوہر سے خفا ہوتی ہے تو کہہ اٹھتی ہے۔ میں نے تو کبھی تمہاری طرف سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔" (الادب المفرد)

ناشکر گزار اور احسان فراموش بیوی کو تنبیہ کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ قیامت کے روز اس عورت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا جو شوہر کی ناشکر گزار ہوگی حالانکہ عورت کسی وقت بھی شوہر سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔" (نسائی)

(۷) شوہر کی خدمت کر کے خوشی محسوس کیجئے اور جہاں تک ہو سکے خود تکلیف اٹھا کر شوہر کو آرام پہنچائیے اور ہر طرح اس کی خدمت کر کے اس کا دل اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کیجئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کے کپڑے دھوتیں، سر میں تیل لگاتیں، کنگھا کرتیں، خوشبو لگاتیں اور یہی حال دوسری صحابیہ خواتین کا بھی تھا۔

ایک بار نبی ﷺ نے فرمایا:

''کسی انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کو سجدہ کرے اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیوی کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، شوہر کا اپنی بیوی پر عظیم حق ہے، اتنا عظیم حق کہ اگر شوہر کا سارا جسم زخمی اور اور بیوی شوہر کے زخمی جسم کو زبان سے چاٹے تب بھی شوہر کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔'' (مسند احمد)

﴿۸﴾ شوہر کے گھر بار اور مال واسباب کی حفاظت کیجیے، شادی کے بعد شوہر کے گھر ہی کو اپنا گھر سمجھیے اور شوہر کے مال کو شوہر کے گھر کی رونق بڑھانے، شوہر کی عزت بنانے اور اس کے بچوں کا مستقبل سنوارنے میں حکمت اور کفایت وسلیقے سے خرچ کیجیے، شوہر کی ترقی اور خوشحالی کو اپنی ترقی اور خوشحالی سمجھیے۔ قریش کی عورتوں کی تعریف کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا:

''قریش کی عورتیں کیا ہی خوب عورتیں ہیں، بچوں پر نہایت مہربان ہیں، اور شوہر کے گھر بار کی انتہائی حفاظت کرنے والی ہیں۔'' (بخاری)

اور نبی اکرم ﷺ نے نیک بیوی کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''مومن کے لیے خوفِ الٰہی کے بعد سب سے زیادہ مفید اور باعث خیر نعمت، نیک بیوی ہے کہ جب وہ اس سے کسی کام کو کہے تو وہ خوش دلی سے انجام دے اور جب وہ اس پر نگاہ ڈالے تو وہ اس کو خوش کر دے، اور جب وہ اس کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو وہ اس کی قسم پوری کر دے، اور جب وہ کہیں چلا جائے تو وہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پیچھے اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کے مال واسباب کی نگرانی میں شوہر کی خیر خواہ اور وفادار رہے۔" (ابن ماجہ)

(۹) صفائی' سلیقہ اور آرائش وزیبائش کا بھی پورا پورا اہتمام کیجئے۔ گھر کو بھی صاف ستھرا رکھئے اور ہر چیز کو سلیقے سے سجائیے اور سلیقے سے استعمال کیجئے' صاف ستھرا گھر' قرینے سے سجے ہوئے صاف ستھرے کمرے' گھریلو کاموں میں سلیقہ اور سگھڑ پن' بناؤ سنگھار کی ہوئی بیوی کی پاکیزہ مسکراہٹ سے نہ صرف گھریلو زندگی' پیار و محبت اور خیر و برکت سے مالا مال ہوتی ہے' بلکہ ایک بیوی کے لیے اپنی عاقبت بنانے اور اللہ کو خوش کرنے کا بھی یہی ذریعہ ہے۔

ایک بار حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ملاقات ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ ان کی بیوی نہایت سادہ کپڑوں میں ہیں' اور کوئی بناؤ سنگھار بھی نہیں کیا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت تعجب ہوا اور ان سے پوچھا: "بی بی! کیا عثمان کہیں باہر سفر پر گئے ہوئے ہیں؟"

اس تعجب سے اندازہ کیجئے کہ سہاگنوں کا اپنے شوہروں کے لیے بناؤ سنگھار کرنا کیسا پسندیدہ فعل ہے۔

ایک بار ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں وہ اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہننے سے منع فرمایا تو کہنے لگیں: یارسول اللہ! اگر عورت شوہر کے لیے بناؤ سنگھار نہ کرے گی تو اس کی نظروں سے گر جائے گی۔ (نسائی)

محبت کرنے والی عورت سے نکاح کرو:

عن معقل بن يسار قال: قال رسول الله ﷺ: «تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ».

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم ایسی عورت سے نکاح کرو جو اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاوند سے محبت کرنے والی ہو اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہو' کیونکہ میں دوسری امتوں کے مقابلہ میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔'' (مشکوٰۃ:ص ۲۶۷)

منکوحہ عورت میں مذکورہ بالا دو صفتوں کو ساتھ ساتھ اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کسی عورت کے ہاں بچے تو بہت پیدا ہوتے ہوں' مگر وہ اپنے خاوند سے محبت کم کرتی ہو تو اس صورت میں خاوند کو اس کی طرف رغبت کم ہوگی اور اگر کوئی عورت خاوند سے محبت تو بہت کرے مگر اس کے یہاں بچے زیادہ پیدا نہ ہوں تو اس صورت میں مطلوب حاصل نہیں ہوگا۔ اور مطلوب امتِ محمدیہ ﷺ کی کثرت ہے جو ظاہر ہے کہ زیادہ بچے ہونے کی صورت میں ممکن ہے۔ اگر مسلمان عورتوں کے ہاں زیادہ بچے ہوں گے تو امت میں کثرت ہوگی جو پیغمبر علیہ السلام کے نزدیک پسندیدہ اور مطلوب ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نکاح سے پہلے یہ کیسے معلوم ہوسکتا ہے کہ کون عورت اپنی آئندہ زندگی میں ان اوصاف کی حامل ثابت ہوسکتی ہے؟ تو اس کا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ کسی خاندان وکنبہ کا عام مشاہدہ اس کی کسی عورت کے لیے ان صفتوں کا معیار بن سکتا ہے' چنانچہ ان اکثر لڑکیوں میں یہ صفتیں موجود ہو سکتی ہیں جن کے خاندان وقرابت داروں میں ان صفتوں کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے' عام طور پر چونکہ اقرباء کے طبعی اوصاف ایک دوسرے میں سرایت کیے ہوتے ہیں اور عادت ومزاج میں کسی خاندان وکنبہ کا ہر فرد ایک دوسرے کے ساتھ یکسانیت رکھتا ہے اس لیے کسی خاندان کی لڑکی کے بارے میں اس کے خاندان کے عام مشاہدہ کے پیش نظر ان اوصاف کا اندازہ لگالینا کوئی مشکل نہیں ہے۔

بہرکیف' اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ شوہر سے بہت زیادہ محبت کرنے والی اور بچے پیدا کرنے والی عورت سے نکاح کرنا مستحب ہے' نیز یہ کہ زیادہ بچے ہونا بہتر اور پسندیدہ ہے کیونکہ اس سے آپ ﷺ کا مقصد (یعنی امت کی زیادتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وکثرت کا فخر) حاصل ہوتا ہے۔

ایک احتمال یہ بھی ہے کہ یہاں ''نکاح کرنے'' سے مراد یہ تعلیم دینا ہو کہ تمہاری جن بیویوں میں یہ اوصاف موجود ہوں ان کے ساتھ زوجیت کے تعلق کو ہمیشہ قائم رکھو اور اس بات کی کوشش کرو کہ آپس میں کبھی کوئی تفرِقہ اور جدائی نہ ہو۔

کنواری سے نکاح کرنا زیادہ بہتر ہے:

عن عبدالرحمن بن سالم بن عتبة بن عويم بن ساعدة الأنصاري عن أبيه عن جده، قال: قال رسول الله ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِالْأَبْكَارِ فَإِنَّهُنَّ أَعْذَبُ أَفْوَاهًا وَأَنْتَقُ أَرْحَامًا وَأَرْضَى بِالْيَسِيرِ.

(مشکوۃ: ۲۶۷)

حضرت عبدالرحمٰن بن سالم بن عتبہ بن عُوَیم بن ساعِدہ انصاری اپنے والد حضرت سالم سے اور وہ عبدالرحمٰن کے دادا (یعنی حضرت عتبہ تابعی) سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''تمہیں کنواری عورتوں سے نکاح کرنا چاہئے کیونکہ وہ شیریں دہن ہوتی ہیں۔ (یعنی کنواری عورتیں شیریں زبان وخوش کلام ہوتی ہیں کہ وہ بدزبانی فحش گوئی میں مبتلا نہیں ہوتیں) اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہوتی ہیں، نیز وہ تھوڑے پر بھی راضی رہتی ہیں۔ (یعنی تھوڑا مال واسباب پانے پر بھی راضی رہتی ہیں۔)'' اس روایت کو ابن ماجہ نے بطریق ارسال نقل کیا ہے۔

اس ارشاد گرامی کے ذریعہ کنواری عورتوں کی خصوصیات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو بیوہ عورتوں میں نہیں پائی جاتیں، مثلاً کنواری عورت زیادہ بچے پیدا کرنے کے قابل ہوتی ہے کیونکہ اس کے رحم میں حرارت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے اس کا رحم، مرد کا مادہ تولید بہت جلد قبول کر لیتا ہے۔ لیکن یہ چیز محض ظاہری اسباب کے درجہ کی ہے جو حکم الٰہی کے بغیر کوئی اہمیت نہیں رکھتی، کنواری عورتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ایک نفسیاتی خصوصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ تھوڑے سے مال واسباب پر بھی راضی وخوش رہتی ہیں' ان کا شوہر انہیں جو کچھ دیدیتا ہے اسی کو برضا ورغبت قبول کر لیتی ہیں اور اس پر قانع رہتی ہیں' کیونکہ وہ بیوہ عورت کی طرح پہلے کسی خاوند کا کچھ دیکھے ہوئے تو ہوتی نہیں کہ انہیں کمی بیشی کا احساس ہو اور وہ اپنے شوہر سے زیادہ مال واسباب کا مطالبہ کریں۔

نکاح کی ایک خصوصیت:

عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ: «لَمْ تَرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلَ النِّكَاحِ». (مشکوۃ:ص ۲۶۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''(اے شخص) تو نے نکاح کی مانند ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی ہوگی جو دو محبت کرنے والوں کے درمیان محبت کو زیادہ کرے۔''

مطلب یہ ہے کہ نکاح کے ذریعہ جس طرح خاوند اور بیوی کے درمیان بغیر کسی قرابت کے بے پناہ محبت والفت پیدا ہو جاتی ہے اس طرح کا کوئی تعلق ایسا نہیں ہے جو دو شخصوں کے درمیان' جو ایک دوسرے کے لیے بالکل اجنبی ہوں' اس درجہ کی محبت والفت پیدا کر دے۔

آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کی فضیلت:

عن أنس قال: قال رسول الله ﷺ: «مَنْ أَرَادَ أَنْ يَلْقَى اللهَ طَاهِرًا مُطَهَّرًا فَلْيَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ». (مشکوۃ:۲۶۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس بات کا خواہشمند ہو کہ وہ (زنا کی نجاست سے) پاکی کی حالت میں اور پاکیزہ' اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے تو اسے چاہئے کہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر آزاد عورتیں' لونڈیوں کی بہ نسبت زیادہ پاک وپاکیزہ ہوتی ہیں اس لیے ان کی پاکی وپاکیزگی مُخالطت ومُباشَرت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعہ ان کے شوہروں میں سرایت کرتی ہے' پھر یہ کہ آزاد عورتیں اپنی اولاد کو جو ادب وسلیقہ اور تہذیب سکھا سکتی ہیں وہ لونڈیوں کے بس کی بات نہیں ہے کیونکہ جب وہ خود ہی کمتر وپست حیثیت ہوتی ہیں تو اپنی اولاد کو ادب وتہذیب اور اخلاق وپاکیزگی سے کیسے مزین کرسکتی ہیں۔

نیک بخت بیوی کی خصوصیت:

عن أبي أمامة عن النبي ﷺ أنه يقول: «مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَى اللهِ خَيْرًا لَّهُ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ إِنْ أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ وَإِنْ نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَإِنْ أَقْسَمَ عَلَيْهَا أَبَرَّتْهُ وَإِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ». (مشكوٰة: ٢٦٨)

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مومن بندہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کے بعد جو سب سے بہتر چیز اپنے لیے منتخب کرتا ہے وہ نیک بخت وخوب صورت بیوی ہے' ایسی بیوی کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر (شوہر) اس کو کوئی حکم دیتا ہے تو وہ اس کی تعمیل کرتی ہے' جب وہ اس کی طرف دیکھتا ہے تو وہ (اپنے حسن اور پاکیزگی اور اپنی خوش سلیقگی وپاک سیرتی سے) اس کا دل خوش کرتی ہے' جب وہ اس کو قسم دیتا ہے تو وہ اس قسم کو پورا کرتی ہے اور جب اس کا خاوند موجود نہیں ہوتا تو وہ اپنے نفس کے بارہ میں (یہ) خیر خواہی کرتی ہے۔ (کہ اس کو ضائع وخراب ہونے سے بچاتی ہے اور اس میں کوئی خیانت نہیں کرتی۔)''

نکاح آدھا دین ہے:

عن أنس قال: قال رسول الله ﷺ: «إِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّيْنِ فَلْيَتَّقِ اللهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي».

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس بندہ نے نکاح کیا اس نے اپنا آدھا دین پورا کرلیا۔ اب اسے چاہئے کہ باقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مشکوٰۃ:ص ۲۶۸) آدھے کے بارے میں اللہ سے ڈرے۔''

انسان کے جسم میں دو چیزیں ایسی ہیں جو عام طور پر دین میں فساد ونقصان کا سبب بنتی ہیں' یعنی شرمگاہ اور پیٹ' لہٰذا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی شخص نے نکاح کر کے شرمگاہ کے فتنہ وفساد سے نجات پالی تو اب اسے چاہئے کہ پیٹ کے فتنہ وفساد کو دور کرنے کے بارہ میں اللہ سے ڈرتا رہے' یعنی حلال کمائی اور حلال رزق ہی کے ذریعہ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا پیٹ بھرے تاکہ دین کی بھلائی پوری حاصل ہو۔

کونسا نکاح بابرکت ہے؟

عن عائشة قالت: قال النبي ﷺ: «إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مُؤْنَةً». (مشکوٰۃ:ص ۲۶۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ بہت زیادہ برکت والا نکاح وہ ہے جو محنت کے لحاظ سے آسان ہو۔''

''محنت کے لحاظ سے آسان نکاح'' سے مراد وہ نکاح ہے جس میں بیوی کا مہر کم ہو اور عورت زیادہ مال واسباب اور حیثیت سے زیادہ ضروریاتِ زندگی (یعنی روٹی کپڑا) طلب کر کے مرد کو پریشان نہ کرے' بلکہ شوہر کی طرف سے جو کچھ اور جیسا کیسا مل جائے' برضا ورغبت اسی پر قانع رہے۔

لڑکی کے بالغ ہوتے ہی اس کا نکاح کردو:

عن عمر بن الخطاب وأنس بن مالك عن رسول الله ﷺ قال: «فِي التَّوْرَاةِ مَكْتُوبٌ مَنْ بَلَغَتِ ابْنَتُهُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَأَصَابَتْ إِثْمًا فَإِثْمُ.

حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما جناب رسول کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تورات میں لکھا ہوا ہے کہ جس شخص کی لڑکی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ عَلَيْهِ». (مشکوٰۃ: ص ۲۷۱) عمر بارہ سال کی ہو جائے اور وہ (کفو پانے کے باوجود) اس کا نکاح نہ کرے اور پھر وہ لڑکی برائی (یعنی بدکاری وغیرہ) میں مبتلا ہو جائے تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہے۔"

عورت کو مارنے کی ممانعت:

عن عبداللہ بن زَمْعَةَ قال: قال رسول اللہ ﷺ: «لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمْ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ». وَفِي رِوَايَةٍ: «يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ يَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا فِي آخِرِ يَوْمِهِ». ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضِحْكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ: «لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ». (مشکوٰۃ: ص ۲۸۰)

حضرت عبداللہ بن زَمْعَہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی شخص اپنی بیوی کو غلام کی طرح (بے رحمی سے) نہ مارے اور پھر دن کے آخری حصہ میں اس سے جماع کرے۔" ایک روایت میں یوں ہے کہ (آپ ﷺ نے فرمایا) "تم میں سے ایک شخص ارادہ کرتا ہے اور اپنی بیوی کو غلام کی طرح مارتا ہے حالانکہ (یہ نہیں سوچتا کہ) شاید وہ اسی دن کے آخری حصہ میں اس سے ہم بستر ہو۔" پھر آپ ﷺ نے ریح خارج ہونے پر ہنسنے والوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ "تم میں سے کوئی شخص اس چیز پر کیوں ہنستا ہے جس کو وہ خود بھی کرتا ہے۔"

"اور پھر دن کے آخری حصہ میں اس سے جماع کرے۔" اس کے ذریعہ آپ ﷺ نے ایک بڑا نفسیاتی نکتہ بیان فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی سے جنسی لذت حاصل کرتا ہے اس کے لیے یہ بات کس طرح مناسب ہو سکتی ہے کہ ایک طرف تو اس کے ساتھ ایسا پُر کیف معاملہ ہو اور دوسری طرف اس کے ساتھ اتنا وحشیانہ اور بیدردانہ سلوک کرے؟ اگرچہ اپنی بیوی کو اس کی مسلسل نافرمانی اور سرکشی پر مارنے کی اجازت ہے لیکن اس طرح نہیں کہ غلاموں کی طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیدردی سے اسے مارا پیٹا جائے' یہ ایک غیر شرعی فعل ہی نہیں ہے بلکہ ایک انتہائی غیر انسانی اور غیر مہذب حرکت بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی کے ساتھ پیار و محبت اور اتفاق و سلوک کے ساتھ رہنا چاہیے۔

حدیث کے آخری جزو کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا کسی ایسی عجیب بات پر ہنسنا تو اچھا معلوم ہوتا ہے جو عام طور پر نہ پائی جاتی ہو لیکن جب ایک چیز خود اپنے اندر موجود ہے تو پھر جب وہ کسی دوسرے سے سرزد ہوتی ہے تو اس پر ہنسنے کا کیا موقع ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کی ہوا خارج ہو جائے تو اس سے تغافل کیا جائے تاکہ وہ شخص خجالت اور شرمندگی محسوس کر کے کبیدہ خاطر نہ ہو۔

اس سلسلہ میں یہ سبق آموز واقعہ پڑھنے کے قابل ہے کہ ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں جن کا نام عاصم تھا' یہ اگرچہ حقیقت میں بہرے نہیں تھے' لیکن انہوں نے دنیا کی نظروں میں اپنے آپ کو بہرا بنا رکھا تھا جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دن ایک عورت کوئی مسئلہ پوچھنے کے لیے ان کے پاس آئی جب وہ ان سے مسئلہ پوچھ رہی تھی تو اسی اثناء میں اس کی ہوا خارج ہوگئی۔ عاصم نے سوچا کہ یہ عورت ذات ہے اب یہ بہت زیادہ شرمندگی وخجالت محسوس کر رہی ہو گی لہٰذا انہوں نے اس کی شرمندگی وخجالت دور کرنے کے لیے کہا کہ ذرا زور سے کہو کیا کہہ رہی ہو؟ گویا انہوں نے یہ ظاہر کیا کہ میں اونچا سنتا ہوں وہ عورت بڑی خوش ہوئی اس نے جانا کہ یہ تو بہرے ہیں' انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں اور اس طرح اس کی شرمندگی دور ہوگئی' مگر عاصم نے پھر اپنی اس بات کو نباہنے کے لیے اپنے آپ کو ہمیشہ بہرا بنائے رکھا۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ تنبیہ پوشیدہ ہے کہ ہر عقلمند انسان کو چاہیے کہ جب وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کی عیب گیری کا ارادہ کرے تو اپنے دل میں سوچے کہ آیا یہ عیب یا اسی طرح کا کوئی اور عیب میری ذات میں بھی موجود ہے یا نہیں؟ اگر وہ اپنے آپ کو کسی عیب سے پاک نہ پائے تو پھر اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے اس مسلمان بھائی کی عیب گیری سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس عیب سے پاک کرنے پر توجہ دے۔ کسی مردِ دانا نے کیا خوب کہا ہے کہ: ''میں اکثر لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ دوسروں کے عُیُوب کو تو دیکھ لیتے ہیں، لیکن خود ان کے اندر جو عیب ہیں ان سے وہ اندھے ہیں۔''

اپنی بیوی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو:

عن عائشة قالت: كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ يَنْقَمِعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ. (مشکوٰۃ: ص ۲۸۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (جب میں چھوٹی تھی اور میری شادی کا ابتدائی دور تھا تو) میں رسول کریم ﷺ کے ہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میری ہمجولیاں بھی میرے ساتھ کھیلتی تھیں اور پھر جب رسول کریم ﷺ (گھر میں) تشریف لاتے تو میری ہمجولیاں (شرم کی وجہ سے) آپ ﷺ سے چھپ جاتی تھیں، لیکن آپ ﷺ ان کو میرے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا اپنی بیویوں کے ساتھ حُسنِ معاشرت:

عن عائشة أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ، قَالَتْ: فَسَابَقْتُهُ فَسَبَقْتُهُ عَلٰى رِجْلَيَّ. فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ فَسَابَقْتُهُ فَسَبَقَنِيْ. قَالَ: «هٰذِهِ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ». (مشکوٰۃ: ص ۲۸۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو ایک سفر میں رسول کریم ﷺ کے ہمراہ تھیں، کہتی ہیں کہ (اس سفر میں ایک موقع پر) میں آپ ﷺ کے ساتھ اپنے پیروں کے ذریعہ دوڑی (یعنی ہم دونوں نے دوڑ میں باہم مقابلہ کیا) اور میں آپ ﷺ سے آگے نکل گئی، پھر جب میں (عرصۂ دراز کے بعد) فربہ ہو گئی تو پھر ہم دونوں کی دوڑ ہوئی اور اس مرتبہ آپ ﷺ مجھ سے آگے نکل گئے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''اس مرتبہ میرا آگے نکل جانا پہلی مرتبہ تمہارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے نکل جانے کے بدلہ میں ہے۔'' (یعنی پہلی مرتبہ تم جیت گئی تھیں اس مرتبہ میں جیت گیا' لہٰذا دونوں برابر رہے)۔

''اپنے پیروں کے ذریعہ'' سے اس بات کو مؤکد کرنا مقصود ہے کہ میں کسی سواری پر بیٹھ کر نہیں دوڑی تھی' بلکہ اپنے پیروں پر دوڑی تھی' چنانچہ طیبی نے یہی فرمایا ہے کہ اس جملہ سے تاکید مقصود ہے جیسا کہ کوئی یوں کہے میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا۔ یا میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔

یہ روایت اپنی بیویوں کے ساتھ آپ ﷺ کے حسن معاشرت کی ایک مثال ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی ازواج کے ساتھ ایک پُرمسرت اور خوشگوار زندگی بسر کرتے تھے اور اپنی بیویوں کے حق میں انتہائی مہربان اور ہنس مکھ تھے۔ نیز اس روایت میں امت کے لیے بھی یہ سبق ہے کہ اپنی عائلی زندگی میں آپ ﷺ کے اس حسنِ معاشرت کی پیروی کی جائے اور اپنی بیویوں کے ساتھ ہنسی خوشی اور باہمی پیار ومحبت کے ساتھ رہا جائے۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ سباق یعنی باہمی دوڑ وغیرہ کا مقابلہ چار چیزوں میں جائز ہے' اونٹ میں' گھوڑے خچر میں' تیر اندازی میں اور پیادہ پا چلنے دوڑنے میں۔ نیز یہ مقابلہ کسی شخص کا اگر کسی شرط کے ساتھ ہو تو وہ ایسی صورت میں جائز ہوگا جبکہ دونوں مقابل میں سے صرف ایک طرف سے شرط ہو' یعنی مثلاً زید اور بکر کے درمیان مقابلہ ہو اور زید بکر سے یہ کہے کہ اگر میں جیت گیا تو میں اتنے روپیہ یا فلاں چیز لے لوں گا۔ اور اگر میرے مقابلہ میں تم جیت گئے تو تمہیں کچھ نہیں ملے گا اور اگر دونوں طرف سے شرط ہو' یعنی دونوں مقابل ایک دوسرے کے ساتھ یہ شرط کریں کہ ہم دونوں میں سے جو بھی جیت جائے گا اسے اتنے روپے یا فلاں چیز ملے گی تو یہ حرام ہے۔ کیونکہ یہ جوا ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر دونوں مقابل ایک محلّل کو (یعنی دونوں کی شرط حلال کرانے والے ایک تیسرے شخص کو اپنے میں شامل کریں تو اس صورت میں دونوں طرف سے شرط بھی جائز ہو جائے گی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اپنے میں شامل کرنے'' کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً زید اور بکر آپس میں یہ شرط کریں کہ ہماری باہمی دوڑ میں ہم دونوں میں سے جو بھی آگے نکل جائے گا تو اتنے روپے یا فلاں چیز اسے مل جائے گی اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک تیسرے شخص مثلاً خالد کو بھی اپنی دوڑ میں شامل کرلیں اور یہ طے ہو جائے کہ اگر یہ تیسرا شخص یعنی خالد آگے نکل جائے گا۔ تو اسے کچھ نہیں ملے گا۔ لہٰذا یہ صورت جائز ہے اور حلال ہے' لیکن جائز ہونے کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں جیتنے والے کو جو چیز ملے گی وہ اس کے حق میں حلال اور طیب مال ہوگا۔ نہ یہ کہ وہ اس چیز کا شرعی طور پر کوئی استحقاق رکھے گا' کیونکہ شریعت کی نظر میں جیتنے والا محض اس مقابلہ سے اس روپیہ پر کوئی قانونی حق نہیں رکھتا' دوڑ کے انعامی مقابلے جائز ہیں' یعنی کسی فرد یا ادارہ کی طرف سے بطور انعام کچھ روپے یا کوئی چیز مقرر کرکے دوڑنے والوں سے کہا جاتا ہے کہ تم میں سے جو شخص بھی آگے نکل جائے گا اسے یہ روپے یا چیز دی جائے گی' فقہاء نے اسے جائز کہا ہے۔

شوال کے مہینے میں نکاح کرنا مستحب ہے:

عَنْ عائشة قالت: تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ شَوَّالٍ وَبَنٰى بِيْ فِيْ شَوَّالٍ، فَأَيُّ نِسَآءِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ كَانَ أَحْظٰى عِنْدَهُ مِنِّيْ. (مشکوٰۃ: ص۲۷۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مجھ سے شوال کے مہینے میں نکاح کیا اور پھر (تین سال کے بعد) شوال ہی کے مہینہ میں مجھے رخصت کرا کر اپنے گھر لائے۔ اب (تم ہی بتاؤ) رسول کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں کون سی زوجہ مطہرہ مجھ سے زیادہ خوش نصیب تھی؟

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض جاہل لوگ شوال کے مہینہ میں شادی بیاہ کرنے کو منحوس سمجھتے ہیں وہ بالکل غلط ہے بلکہ اس مہینہ میں شادی بیاہ کرنا یا دلہن کو رخصت کرا کر اپنے گھر لانا مستحب ہے۔ چنانچہ عرب میں بھی زمانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاہلیت کے لوگ یہی عقیدہ رکھتے تھے اور شوال میں نکاح کرنے اور دلہن کو گھر میں لانے کو برا سمجھتے تھے' اسی غلط عقیدہ کی تردید میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات فرمائی کہ اگر شوال کے مہینہ میں شادی بیاہ کرنا اپنے اندر کوئی نحوست رکھتا ہے تو پھر آخر میری شادی میرے حق میں منحوس کیوں نہیں رہی' جبکہ شوال ہی کے مہینہ میں میرا نکاح ہوا اور شوال ہی کے مہینہ میں رخصت کرا کر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئی اور اس بات کو دنیا جانتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں جو خوش نصیبی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مجھے نصیب ہوئی وہ کسی بھی زوجہ کو حاصل نہیں ہوئی۔

اب شیعہ لوگ بھی محرم میں شادی بیاہ نہیں کرتے' ان کے دیکھا دیکھی اہل سنت بھی اس مہینہ میں شادی کرنے سے گریز کرتے ہیں' حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے' شادی کے لیے کوئی دن یا مہینہ نامبارک یا منحوس نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر:

عن عائشة أنّ النّبيّ ﷺ تزوّجها وهي بنت سبع سنين وزفّت إليه وهي بنت تسع سنين ولعبها معها ومات عنها وهي بنت ثماني عشرة.

(مشکوۃ: ص ۲۷۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس وقت نکاح کیا جبکہ ان کی عمر سات سال کی تھی اور جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بھیجی گئیں تو ان کی عمر نو سال کی تھی اور ان کے (کھیلنے کے لیے) کھلونے (ان کے ساتھ تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہمیشہ کے لیے جدا ہوئے تو اس وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ابتدائی زندگی کے تین اہم موڑ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی رفاقت کی مدت کو ظاہر کرتی ہے۔ چنانچہ سات سال کی عمر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آئیں' نو سال کی عمر میں رخصت ہو کر آستانۂ نبوت میں لائی گئیں۔ اور نو سال کی رفاقت کے بعد جبکہ ان کی عمر صرف اٹھارہ سال کی تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

نو سال کی عمر بچپن کی عمر ہوتی ہے' یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تشریف لائیں تو ان کے ساتھ وہ کھلونے بھی آئے جن سے وہ اپنے گھر میں کھیلا کرتی تھیں اور یہ کھلونے بھی کیا تھے وہ گڑیاں تھیں جو عام طور پر بچیوں کا سب سے محبوب کھلونا ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان گڑیوں کو دیکھا تو ان پر اظہار ناپسندیدگی نہیں کیا' لہٰذا اس سے یہ معلوم ہوا کہ گڑیوں کا بنانا جائز ہے۔ اور بچیوں کو گڑیوں سے کھیلنا مباح ہے' اس کا سبب علماء نے یہ لکھا ہے کہ گڑیوں سے کھیلنا دراصل بچیوں کے لیے ایک سبق بھی ہے جس سے وہ اولاد کی پرورش' سینا پرونا اور گھر کی اصلاح وانتظام کی تربیت حاصل کرتی ہیں۔ تاہم اس بارہ میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ یہ واقعہ ابتداء ہجرت کا ہے اور اس وقت تک تصویر کی حرمت نازل نہیں ہوئی ہوگی' جبکہ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان ساتھ جو گڑیاں لے کر آئی تھیں ان میں صورتیں نہیں ہوتی تھیں' جو تصویروں میں ہوتی ہیں اور حرام ہیں' بلکہ کپڑوں اور چیتھڑوں کو لپیٹ کر بغیر صورتوں کے یوں ہی بنائی گئی تھیں۔

اپنے اہل وعیال کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بہترین شخص ہے:

عن عائشة قالت: قال رسول الله ﷺ: «خَيرُكُم خَيرُكُم لأَهلِهِ وَأَنَا خَيرُكُم لأَهلِي وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُم فَدَعُوهُ».

(مشکوٰۃ: ص ۲۸۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل (بیوی' بچوں' اقرباء اور خدمت گاروں) کے حق میں بہتر ہو اور میں اپنے اہل کے حق میں تم میں سے بہتر ہوں' (یعنی اپنے اہل وعیال میں جتنا بہتر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلوک میں کرتا ہوں اتنا بہتر سلوک تم میں سے کوئی بھی نہیں کرتا) اور جب تمہارا صاحب مر جائے تو اس کو چھوڑ دو۔"

حدیث کے پہلے جزو کے معنی یہ ہیں کہ اللہ اور اللہ کی مخلوق کے نزدیک تم میں بہتر شخص وہ ہے جو اپنی بیوی اپنے بچوں اور اپنے عزیز واقارب اور اپنے خدمتگاروں و ماتحتوں کے ساتھ بھلائی اور اچھا سلوک کرتا ہے کیونکہ اس کا بھلا اور اچھا سلوک کرنا اس کی خوش اخلاقی و خوش مزاجی پر دلالت کرتا ہے۔

"اور جب تمہارا صاحب مر جائے......الخ" کا مطلب یہ ہے کہ جب تمہارا کوئی عزیز و رشتہ دار یا دوست وغیرہ مر جائے تو اس کی برائیوں کو ذکر کرنا چھوڑ دو۔ گویا اس جملہ کے ذریعہ یہ تعلیم مقصود ہے کہ جو لوگ اس دنیا سے اٹھ چکے ہیں ان کی غیبت نہ کرو۔ جیسا کہ ایک روایت میں اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ "اپنے مرے ہوئے لوگوں کو بھلائی کے ساتھ یاد کرو" یعنی صرف ان کی خوبیاں ہی ذکر کرو ان کی برائیوں کا تذکرہ نہ کرو۔"

بعض علماء نے اس جملہ کی یہ مراد بیان کی ہے کہ "جب کوئی شخص مر جائے تو اس کی محبت اور اس کی موت پر رونا دھونا چھوڑ دو۔ اور یہ سمجھ لو کہ اب اس کے ساتھ تمہارا کوئی جسمانی تعلق باقی نہیں رہا ہے۔

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس جملہ میں "صاحب" سے اپنی ذات مبارک مراد رکھی ہے جس کا مطلب امت کو یہ تلقین کرنا ہے کہ جب میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو تم تأسف اور تحیّر و اضطراب کا اظہار نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے جس ذات پاک نے میری حیات کو تمہاری ہدایت و سعادت کا ذریعہ بنایا تھا وہی ذات پاک میرے انتقال کے بعد بھی تمہیں اسی ہدایت و سعادت پر قائم رکھے گی۔

بعض حضرات نے اس جملہ کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ "جب میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو تم مجھے چھوڑے رکھنا بایں معنی کہ میرے اہل بیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اور میری شریعت کے متبعین یعنی علماء واولیاء کو ایذاء پہنچا کر مجھے ایذاء پہنچانے کا سبب نہ بننا کیونکہ اگر تم انہیں تکلیف وایذاء پہنچاؤ گے تو ان کی تکلیف سے مجھے تکلیف پہنچے گی۔

فرمانبردار بیوی کو جنت کی بشارت:

عن أنس قال: قال رسول الله ﷺ: «اَلْمَرْأَةُ إِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَأَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ». (مشکوۃ:ص۲۸۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی (یعنی فواحش اور بری باتوں سے اپنے نفس کو محفوظ رکھا) اور اپنے خاوند کی (ان چیزوں میں) فرمانبرداری کی (جن میں فرمانبرداری کرنا اس کے لیے ضروری ہے) تو (اس عورت کے لیے یہ بشارت ہے کہ) وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔''

اگر غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو خاوند کو بیوی کا مسجود قرار دیا جاتا:

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «لَوْ كُنْتُ آمُرُ أَحَدًا أَنْ يَّسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا». (مشکوۃ:ص۲۸۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں کسی کو یہ حکم کر سکتا کہ وہ کسی (غیر اللہ) کو سجدہ کرے تو میں یقیناً عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔''

مطلب یہ ہے کہ ربّ معبود کے علاوہ اور کسی کو سجدہ کرنا درست نہیں ہے، اگر کسی غیر اللہ کو سجدہ کرنا درست ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے کیونکہ بیوی پر اس کے خاوند کے بہت زیادہ حقوق ہیں، جن کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادائیگی شکر سے وہ عاجز ہے۔ گویا اس ارشاد گرامی میں اس بات کی اہمیت وتاکید کو بیان کیا گیا ہے کہ بیوی پر اپنے شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری واجب ہے۔

شوہر کی خوشنودی کی اہمیت:

عن أم سلمة قالت: قال رسول الله ﷺ: «أيُّما امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ». (مشکوٰۃ: ص ۲۸۱)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اس حال میں مرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی وخوش ہو، تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔''

جو شوہر عالم، متقی ہو اس کی رضامندی وخوشنودی کا یہ اجر بیان کیا گیا ہے۔ فاسق وجاہل شوہر کی رضامندی وخوشنودی کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

عن طلق بن علي قال: قال رسول الله ﷺ: «إِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهِ فَلْتَأْتِهِ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّورِ». (مشکوٰۃ: ص ۲۸۱)

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنی حاجت پوری کرنے کے لیے (یعنی جماع کے لیے) بلائے تو بیوی کو شوہر کے پاس پہنچ جانا چاہیے، اگر چہ وہ تنور پر ہو۔''

''اگر چہ وہ تنور پر ہو۔'' کا مطلب یہ ہے کہ اگر بیوی کسی ضروری کام میں مشغول ہو اور کسی چیز کے نقصان کا احتمال بھی ہو تب بھی شوہر کی اطاعت کی جائے اور اس کے بلانے پر فوراً اس کے پاس پہنچ جانا چاہیے۔ مثلاً بیوی تنور پر ہو اور روٹی تنور میں ڈال رکھی ہو اور اسی حالت میں شوہر جماع کے لیے بلائے تو اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ آٹے روٹی کا نقصان ہو جائیگا، شوہر کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اس کے پاس پہنچ جائے۔

بیوی کتنی ہی ضروری کام میں کیوں نہ لگی ہو، جب شوہر بلائے تو اس کی طرف متوجہ ہو جانا اور اس کے پاس پہنچ جانا چاہیے۔ حدیث میں حاجت کا لفظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال ہوا ہے جو جنسی ضرورت کو شامل ہے۔ یہاں تک حکم ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر نہ تو بیوی کو نفل نمازیں پڑھنی چاہئیں اور نہ نفل روزے رکھنے چاہئیں اور فرض نمازیں بھی لمبی اور دیر تک نہیں پڑھنا چاہیے۔ ابوداود اور ابن ماجہ میں یہ حدیث روایت کی گئی ہے:

صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ شکایت لے کر آئیں کہ میرے شوہر مجھے نماز پڑھنے پر مارتے ہیں، روزہ رکھتی ہوں تو تڑوا دیتے ہیں اور خود فجر کی نماز سورج نکلنے کے بعد پڑھتے ہیں۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جب یہ نمازیں شروع کرتی ہیں تو دو بڑی سورتیں ایک ایک رکعت میں پڑھتی ہیں، میں نے بار بار منع کیا ہے لیکن یہ نہیں مانتیں، اس پر میں ان کو مارتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتون سے فرمایا کہ ایک چھوٹی سورت سے بھی نماز ہو جاتی ہے۔ پھر حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ نفل روزے رکھتی ہیں تو مسلسل رکھتی چلی جاتی ہیں اور میں ایک نوجوان آدمی ہوں اس لیے روزہ تڑوا دیتا ہوں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت نفل روزہ بغیر شوہر کی اجازت کے نہ رکھا کرے۔ فجر کی نماز تاخیر سے پڑھنے کی وجہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے یہ پیش کی کہ وہ جو محنت مزدوری کرتے ہیں اس میں رات گئے تک مصروف رہنا پڑتا ہے، اس لیے صبح اٹھنے میں دیر ہو جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ: ص۲۸۲)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ شوہر کی اطاعت اس حد تک ضروری ہے جس میں اللہ کی نافرمانی لازم نہ آئے، نفل نماز یا نفل روزہ چھوڑ دینے میں اللہ کی نافرمانی نہیں ہوتی، اسی طرح فرض نماز بھی چھوٹی سورتیں پڑھنے سے ادا ہو جاتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' البتہ جہاں معصیت کی بات ہو اور احکام شریعت کی پامالی ہوتی ہو ایسے تمام برے کام کرنے سے صاف انکار کر دینا ضروری ہے۔ خواہ شوہر خوش ہو یا ناخوش' اس کے تعلقات اچھے رہیں یا برے۔ کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

«لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ». (مشکوۃ: ص......)

''جس بات میں خالق کی نافرمانی ہو اس میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔''

ضروریاتِ زندگی کی طلب میں اعتدال:

عورتوں کو بے ضرورت تزئین و آرائش سے اس لیے روک دیا گیا ہے کہ بے جا طلب اور اسراف کی بیخ کنی کی جائے۔ جاہلی عرب عورتیں سر کے بالوں کو خوبصورت بنانے کے لیے کچھ خارجی بال لگا لیا کرتی تھیں' اس بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا «فإنه زور تزيد فيه». یہ ایک طرح کا جھوٹ ہے جو بالوں میں بڑھا لیا جاتا ہے۔ اسی جھوٹ اور فریب دہی کی بنیاد پر گودنے گدوانے' چہرے کے روئیں صاف کرنے' حد سے زیادہ تراش خراش کرنے' دانتوں کو چمکیلا بنانے سے منع کیا گیا ہے۔ (مسند احمد)

حدیث میں ایسی عورت سے نکاح کی ترغیب دی گئی ہے جو دین و اخلاق پر کاربند ہوتے ہوئے کم سے کم ضروریات زندگی پر قانع ہو' قرآن مجید میں ازواجِ مطہرات ؓ کو مخاطب کرتے ہوئے اس کی تنبیہ کی گئی ہے۔

احسان شناسی:

عورتوں میں ایک عام کمزوری یہ ہے کہ ذرا سی بدسلوکی پر عمر بھر کے حسن سلوک کو بھلا کر صرف اس کی بدسلوکی کو یاد کرتی اور یاد دلاتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ زیادہ تر دوزخ میں ڈالی جانے والی عورتیں وہ ہوں گی جو ناشکری کی وجہ سے عذاب کی مستحق ہوں گی۔ «یکفرن العشیر» یعنی وہ عورتیں جو اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں۔ اس حدیث میں یہ ہدایت عورتوں کے لیے ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ شوہروں کے ساتھ شکر گزاری اور احسان شناسی کا رویہ اختیار کریں، شوہر اپنی محنت سے جو کچھ کما کر دے سکے اسے اللہ کا شکر ادا کر کے خوش دلی سے قبول کریں، البتہ اگر شوہر تن آسانی کی وجہ سے بیوی کے جائز حقوق ادا نہیں کرتا تو اس کی ملامت، احسان ناشناسی نہیں ہوگی۔

شوہر کو تکلیف مت پہنچاؤ:

عن معاذ عن النبی ﷺ قال: «لَا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ: لَا تُؤْذِيهِ قَاتَلَكِ اللهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ يُوشِكُ أَنْ يُفَارِقَكِ إِلَيْنَا». (مشکوٰۃ: ص ۲۸۱)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی عورت دنیا میں اپنے شوہر کو تکلیف پہنچاتی ہے تو اس کی (جنت والی) بیوی یعنی بڑی آنکھوں والی حور کہتی ہے کہ تجھ پر اللہ کی مار پڑے (یعنی اللہ تجھے جنت اور اپنی رحمت سے دور رکھے) اپنے شوہر کو تکلیف نہ پہنچا۔ کیونکہ وہ (دنیا میں) تیرا مہمان ہے، جو جلد ہی تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس (جنت میں) آجائے گا۔“

ایلاء

اصطلاح شرع میں اپنی عورتوں سے تعلق نہ رکھنے کی قسم کھا بیٹھنے کو ایلاء کہتے ہیں، چنانچہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَآءُو فَإِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢٦﴾ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللهَ سَمِيعٌ

”جو لوگ اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں انہیں چار مہینے کی مہلت ہے۔ اگر وہ قسم سے رجوع کر لیں تو اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلِيمٌ (۲۲۷) (البقرۃ) والا ہے‘ اگر طلاق ہی کا پکا ارادہ کر لیا ہے تو اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔“

ایلاء کرنے کا جو رواج اہل عرب میں تھا جس سے ہمیشہ کے لیے بیوی مرد پر حرام ہو جاتی تھی اور پھر تمام عمر گھٹتی رہتی تھی‘ اسلام نے اس ظلم کو ختم کر دیا اور یہ حکم دیا کہ جو لوگ اپنی بیویوں سے ترکِ مباشرت کی قسم کھا لیتے ہیں انہیں چار مہینے کی مہلت ہے یا تو وہ رجوع کر کے مباشرت کر لیں جس کے نہ کرنے کی قسم کھائی ہے اور قسم کا کفارہ ادا کر دیں تو اللہ ان کی مغفرت کرے گا‘ اس سے معلوم ہوا کہ ایلاء بذات خود برا کام اور عورت پر ظلم اور ایذا رسانی کا مترادف ہے۔ اس حالت کا تقاضا یہ تھا کہ مرد کو مہلت ہی نہ دی جاتی‘ مگر چار مہینے کی مہلت دینے میں حکمت یہ ہے کہ اتنے عرصے کی مفارقت اس کو اپنے کیے پر پشیمان ہونے اور بیوی کی جانب رجوع ہونے کا موقع فراہم کر دے گی‘ دوسری طرف یہی مفارقت بیوی کی صلاح کا وسیلہ بھی بن جائے گی اور جو بات شوہر کی بیزاری کا سبب بنی اسے ترک کرنے کا رویہ اختیار کرے گی۔ اس لیے اتنے عرصے تک توَقُّف کرنا علاقہ زوجیت کی بحالی کے لیے ضروری ہے‘ اب اگر اس مفارقت کا کچھ اثر نہ ہوا اور ایک کو دوسرے کی پرواہ نہ رہی تو جدا ہونا آسان ہو گا۔

چار ماہ کی مہلت اس لیے دی گئی ہے تاکہ شوہر کو نظر ثانی کرنے اور ہوش سے کام لینے کا پورا موقع مل جائے۔ ایک عورت اپنے شوہر سے عادۃً زیادہ سے زیادہ اس عرصہ تک صبر کر سکتی ہے۔

اس سلسلہ میں مفسرین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک رات جب آپ رضی اللہ عنہ سراغ رسانی کے لیے نکلے تو ایک عورت کی آواز سنی جس کا شوہر جہاد کے لیے چلا گیا تھا‘ اس کی عدم موجودگی سے متاثر ہو کر وہ بے تابانہ اشعار گا رہی تھی:

”رات طویل ہو گئی اور ہر طرف تاریکی چھا گئی ...... اور مجھے یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصور رلا رہا ہے کہ میرا خلیل میرے پاس موجود نہیں ہے کہ میں
اس کے ساتھ کھیلوں...... قسم بخدا اگر اللہ کے عذاب کا ڈر نہ ہوتا
......تو اس چارپائی کے بازو حرکت میں آ جاتے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ حال سن کر اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ شوہر کی غیر موجودگی میں عورت کب تک صبر کر سکتی ہے؟ انہوں نے کہا' چار ماہ۔ اس وقت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ کسی شخص کو اس کی بیوی سے چار ماہ سے زیادہ دور نہ رکھا جائے۔

اصطلاحِ شرع میں اپنی عورتوں سے تعلق نہ رکھنے کی قسم کھا بیٹھنے کو "اِیلاء" کہتے ہیں' میاں اور بیوی کے درمیان تعلقات ہمیشہ خوش گوار تو نہیں رہ سکتے' بگاڑ کے اسباب پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں لیکن ایسے بگاڑ کو اللہ کی شریعت پسند نہیں کرتی کہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ قانونی طور پر رشتۂ ازدواج میں تو بندھے رہیں' مگر عملاً ایک دوسرے سے اس طرح الگ رہیں کہ گویا وہ میاں اور بیوی نہیں ہیں۔ ایسے بگاڑ کے لیے اللہ تعالیٰ نے چار مہینے کی مدت مقرر کر دی کہ یا تو اس دوران اپنے تعلقات درست کر لو' ورنہ ازدواج کا رشتہ منقطع کر دو تاکہ دونوں ایک دوسرے سے آزاد ہو کر جس سے نباہ کر سکیں' اس کے ساتھ نکاح کر لیں۔

آیت میں چونکہ "قسم کھا لینے" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں' اس لیے فقہائے حنفیہ اور شافعیہ نے اس آیت کا منشا یہ سمجھا ہے کہ جہاں شوہر نے بیوی سے تعلق میاں بیوی نہ رکھنے کی قسم کھائی ہو' صرف وہیں اس حکم کا اِطلاق ہو گا' باقی رہا قسم کھائے بغیر تعلق منقطع کر لینا' تو یہ خواہ کتنی ہی طویل مدت کے لیے ہو اس آیت کا حکم اس صورت پر چسپاں نہ ہو گا۔ مگر فقہائے مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ خواہ قسم کھائی گئی ہو یا نہ کھائی گئی ہو' دونوں صورتوں میں ترکِ تعلق کے لیے یہی چار مہینے کی مدت ہے۔ ایک قول امام احمدؒ کا بھی اسی کی تائید میں ہے۔

(بدایۃ المجتہد: ج ۲' ص ۸۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حسن بصریؒ کی رائے میں یہ حکم صرف اس ترکِ تعلق کے لیے ہے، جو بگاڑ کی وجہ سے ہو۔ رہا کسی مصلحت سے شوہر کا بیوی کے ساتھ جسمانی رابطہ منقطع کر دینا، جبکہ تعلقات خوشگوار ہوں، تو اس پر یہ حکم منطبق نہیں ہوتا، لیکن دوسرے فقہاء کی رائے میں ہر وہ حلف جو شوہر اور بیوی کے درمیان رابطۂ جسمانی کو منقطع کر دے، ایلاء ہے اور اسے چار مہینے سے زیادہ قائم نہ رہنا چاہیے، خواہ ناراضی سے ہو یا رضا مندی سے۔

بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ اگر وہ اس مدت کے اندر اپنی قسم توڑ دیں اور پھر سے تعلق زن وشو قائم کر لیں تو ان پر قسم توڑنے کا کفارہ نہیں ہے، اللہ ویسے ہی معاف کر دے گا۔ لیکن اکثر فقہاء کی رائے یہ ہے کہ قسم توڑنے کا کفارہ دینا ہو گا۔ غفورٌ رحیم کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کفارہ سے تمہیں معاف کر دیا گیا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تمہارے کفارے کو قبول کر لے گا اور ترکِ تعلق کے دوران جو زیادتی دونوں نے ایک دوسرے پر کی ہو اسے معاف کر دیا جائے گا۔

حضرت عثمان، ابن مسعود، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم وغیرہم کے نزدیک رجوع کا موقع چار مہینے کے اندر ہی ہے۔ اس مدت کا گزر جانا خود اس بات کی دلیل ہے کہ شوہر نے طلاق کا عزم کر لیا ہے، اس لیے مدت گزرتے ہی طلاق خود بخود واقع ہو جائے گی اور وہ ایک طلاق بائن ہو گی، یعنی دورانِ عدت شوہر کو رجوع کا حق نہ ہو گا۔ البتہ اگر وہ دونوں چاہیں، تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ حضرت عمر، علی، ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی ایک قول اسی معنی میں منقول ہے اور فقہائے حنفیہ نے اسی رائے کو قبول کیا ہے۔

سعید بن مسیّب، مکحول، زہری وغیرہ حضرات اس رائے سے یہاں تک تو متفق ہیں کہ چار مہینے کی مدت گزرنے کے بعد خود بخود طلاق واقع ہو جائے گی، مگر ان کے نزدیک وہ ایک طلاق رجعی ہو گی، یعنی دورانِ عدت شوہر کو رجوع کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لینے کا حق ہوگا' اور رجوع نہ کرے تو عدت گزر جانے کے بعد دونوں اگر چاہیں تو نکاح کر سکیں گے۔

بخلاف اس کے حضرت عائشہ' ابوالدرداء رضی اللہ عنہما اور اکثر فقہائے مدینہ کی رائے یہ ہے کہ چار مہینے کی مدت گزرنے کے بعد معاملہ عدالت میں پیش ہوگا اور حاکمِ عدالت' شوہر کو حکم دے گا کہ یا تو اس عورت سے رجوع کرے یا اسے طلاق دے۔ حضرت عمرؓ' حضرت علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کا ایک قول اس کی تائید میں بھی ہے' اور امام مالکؒ و شافعیؒ نے اسی کو قبول کیا ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۝

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۰۰ سے زائد صفحات کے اضافے کے ساتھ ایک بہترین علمی پیشکش

تفسیر ابن کثیر

از قلم: امام حافظ ابو الفدا عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ

ترجمہ: مولانا محمد جوناگڑھی

قیمت نہایت مناسب

صرف 1100 روپے

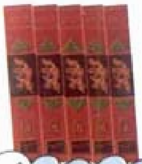

اردو زبان میں پہلی مرتبہ تحقیق و تخریج کا اہتمام

۵ جلدوں پر مشتمل

دو رنگہ طباعت

صحیح بخاری

حضرت مولانا محمد داود راز رحمہ اللہ

تدوین حدیث، اصول حدیث، مقام حدیث اور حجیت حدیث کی وضاحت اور منکرین حدیث کے اشکالات کے رد میں جامع مقدمہ ● اختلافی مسائل میں فریقین کے دلائل اور ان کا انصاف پسندانہ تجزیہ ● فتح الباری عون المعبود، تحفۃ الاحوذی اور مرعاۃ المفاتیح وغیرہ شروحات سے منتخب علمی فوائد

مسلک سلف صالحین کی روشنی میں بہترین تخریج عربی متن جلی خط میں اعراب کے ساتھ ترجمہ نہایت آسان، بامحاورہ اور عوام اور خواص کے لیے یکساں مفید

۸ جلدوں پر مشتمل ● قیمت انتہائی مناسب

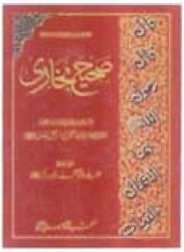

اعمال صالحہ اور ان کے اجر و ثواب سے متعلق احادیث نبویہ کا بے مثال مجموعہ

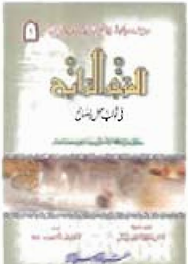

المتجر الرابح

فی ثواب العمل الصالح

حافظ امام ابو محمد شرف الدین عبد المؤمن الدمیاطی

۲ جلدوں پر مشتمل ● جاذب نظر

تحقیق و تخریج

ڈاکٹر عبد الرحمن یوسف

آپ کی زندگی کا رخ بدل دینے والی کتاب

ظاہری اور معنوی حسن سے مزین

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی متفق علیہ احادیث کا مجموعہ

اللؤلؤ والمرجان

فیما اتفق علیہ الشیخان

ترتیب: فضیلۃ الشیخ محمد فؤاد عبد الباقی

ترجمہ: مولانا محمد داود راز رحمہ اللہ ● مولانا عبد الرشید تونسوی

Www.quddusia.com